CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حقوق محفوظ ہیں

فسانہ ایجنسی لاہور کا سلسلہ تالیفات عام نمبر

شرافت ظاہری - خباثت باطنی - نیکوکاری - بداطواری - عفت و وفاداری بیبادہ لوحی
وہمداری - الغرض فلسفہ طبائع انسانی کے متعلق ایک نہائت دلچسپ دردانگیز
اور نتیجہ خیز

۲۶۶

ناول

(۱۸)

اسرار مصر

جسمیں

طرز معاشرت - میاں بیوی کی سچی اور بے انتہا محبت - بدباطن حریفوں کی
مکاری - عیاری اور جعلسازی - زر - زمین اور زن کا معاملہ - نیکی اور بدی کا
شرافت و وفاداری کا امتحان آخر کار نیکی کی فتح - اور بدی کا نتیجہ بد نہائت دلدوز
اور موثر پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے

مولوی ... صاحب ... دہلوی منشی فاضل مترجم عربی نے

سرمایہ ایجنسی لاہور

کے لئے عربی کے ایک معرکتہ الآرا ناول سے ترجمہ کیا

سنہ ۱۹۱۳ع

ناظر فسانہ ایجنسی لاہور کے لئے رفاہ عام سٹیم پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبدالحق چھپا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عظیم الشان دار الاشاعت

فسانہ ایجنسی لاہور

نہایت معقول سرمایہ اور شاندار اہتمام سے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ کہ ملک اور قوم کا مذاق سدھارنے اور عام نوجوانوں کو گندے اور مخرب اخلاق ناولوں سے بچانے کے لئے اردو علم ادب میں

علمی اخلاقی اور تاریخی ناولوں کا ایک زبردست سلسلہ مہیا کیا

تاکہ ناول اور فسانوں سے دلچسپی رکھنے والی طبیعتیں اور وہ دماغ جو مدت سے حسن و عشق کی داستا... ہو چکے ہیں۔ اپنی اسی روزمرہ کی غذا (یعنی ناولوں) کے ذریعہ بہت سی

علمی معلومات۔ سائنس کے مسائل مذہبی اور تواریخی روایات۔ غیر قوموں کا تمدن۔ انکی تہذیب اور خصوصاً ایشیا کی شاندار ماضی کے دلچسپ... اچھی طرح معلوم کر سکیں۔ جن کا جاننا ایک مہذب اور شائستہ انسان کی اخلاقی زندگی اور سوشل ترقی... اس لئے ایجنسی نے ایک وسیع پیمانے پر یہ اہتمام کیا ہے۔ کہ علاوہ ان دلچسپ اور سبق آموز ناولوں کے لائق اور فاضل مصنفوں سے تصنیف کرائے جائینگے۔ انگریزی۔ فرانسیسی۔ جرمنی۔ مشہور زبانوں کے اچھے اچھے ناولوں کا جو مفید اور دلچسپ ہونگے تمغہ اپنے نقادان فن... میں ترجمہ کیا جائیگا۔ تاکہ اس بیش قیمت اور نایاب علمی ذخیرے سے اردو علم ادب میں... یہ تصنیف یا ترجمہ کئے ہوئے ناول یا تو (۱) مکمل کتاب کی صورت میں شایع ہونگے یا دوسری غرض کے لئے ایجنسی کے زیر اہتمام ایک نہایت مقبول اور ہر دلعزیز ماہوار ر...

فسانہ

ہر انگریزی مہینے میں ایکمرتبہ شایع ہوتا ہے جسمیں کئی دلچسپ علمی اور اخلاقی ناول سلسلہ وار چھپا کرتے ہیں چھوٹی چھوٹی سبق آموز کہانیاں اور علمی مضامین بھی ہر نمبر میں چھپتے رہتے ہیں۔ اسکی دلچسپی اور مقبولیت کا ا... ایک بات سے ہو سکتا ہے۔ کہ صرف پہلی ششماہی میں اسکی تعداد اشاعت اردو کے تمام پرانے رسالوں کے قر... ہو گئی ہے۔ اور اس قلیل عرصہ میں جو شاندار کامیابی اس رسالہ نے حاصل کی ہے۔ اسکی نظیر دوسرے اردو میگزینوں کی زندگی میں نہیں ملتی۔ حجم ۲۰ صفحہ کاغذ ولایتی اور چمکدار قیمت ۲ سالانہ یا ۱ ششماہی معہ محصو...

خط و کتابت کے لئے پتہ:- **جنرل منیجر فسانہ ایجنسی لاہور پنجاب**

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(۷۸۶)

اسرارِ مصر

پہلا باب

دوزخ سے جنّت میں

شیخ حسن! امیں دیکھتا ہوں کہ تم اپنے بیٹے کو تربیت کرنے میں بڑی سختی سے کام لیتے ہو۔ اس عمر کے ... کی تہذیب و تربیت میں نرمی اور پیار سے کام لینا زیادہ اچھا ہے"۔ یہ بات امیر نعیم نے اپنے کارندہ شیخ حسن لقمان سے کہی اور وہ اسوقت اپنے علاقہ کا معائنہ کرنے "ق" میں گیا تھا امیر نے دیکھا تھا کہ شیخ حسن لڑکے سے "یوسف" کہکر اس کو پکارتا یا کوئی حکم دیتا تھا۔ اور شیخ حسن نے اپنے معزز آقا کو جواب دیا

جناب عالی! یہ بڑا کندۂ ناتراش ہے۔

امیر۔ نہیں یہ بات نہیں۔ وہ تو بچّہ اور بہت کمزور ہے۔ تم اس پر جتنا بوجھ ڈالتے ہو۔ یہ اسکی طاقت سے باہر ہے۔ ابھی اس کے دن کھیلنے اور کودنے کے ہیں۔ اسکو خوب کھیلنے دو کہ ذرا قوی مند ہو۔ اتنی سی ننھی جان پر ایسی سخت قید بڑی شدید ہے۔ اسکی عمر کیا ہوگی؟

شیخ حسن۔ خیال کرتا ہوں کہ پانچسال۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

امیر نعیم۔خیال کرتا ہوں؟ عجیب! کیا تمکو اپنے بیٹے کی عمر کا بھی علم نہیں؟ امیر یہ بات ہنسکر کہی۔مگر شیخ حسن کا رنگ اس مہربانی آمیز ملامت کی شرمندگی سے فق ہو گیا۔ اُس سے فوراً کوئی جواب نہ بن آیا۔تاہم اس نے سنبھلکر کہا۔

جناب عالی! یہ میرا بیٹا نہیں ہے۔اور اسی لئے میں نہیں جانتا کہ کب پیدا ہوا۔

تو پھر یہ کس کا نور نظر ہے؟ امیر نعیم نے دریافت کیا۔

شیخ حسن۔ اسکی بھی خبر نہیں۔میں فقط اتنا جانتا ہوں کہ آج سے چار سال قبل دائی عائیشہ نے جو مشہور قابلہ تھی۔اسکو میرے سپرد کیا تھا اور یہ اسوقت اتنا کمسن بچہ تھا۔کہ زمین پر گھٹنا کچھ چل لیتا تھا۔ دایہ نے مجھ سے کہا کہ کیا تو اس کو پرورش کریگا۔شاید اس سے تجھے کوئی نفع پہنچے۔ مینے جواب دیا کہ تو اس کو کہاں سے لائی ہے۔وہ برہم سی ہو گئی۔اور اس بات کے بتلانے سے انکار کیا چاہتی تھی۔لیکن مجبوراً اس نے پھر کہا۔ مجھے اس کے والدین کا علم نہیں۔یہ گمنام بچہ ہے اور مجھکو پڑا مل گیا ہے۔کیا تم اب بھی نہیں سمجھے؟ مینے کہا۔میں سمجھا تو ضرور لیکن اسکو کیونکر پالوں۔کم از کم اسکی ماں سے بھی ناواقف ہو۔دایہ نے میری بات کاٹ کر کہا۔بس بس! تم جو سمجھے ہو کافی ہے۔اب زیادہ سوالات نہ کرو۔اور نہ اسکی ماں کا حال پوچھو۔اگر پرورش کرنا منظور ہے تو دیا کہو ورنہ میں کوئی اور انتظام کرلونگی۔تب میں دایہ کی گفتگو سے سمجھا کہ یہ کسی بدچلن عورت کا ناجائز لڑکا ہے۔اور مینے کہا خیر میں اس کو پال لونگا۔کیونکہ اور کوئی نفع نہوا تو کم از کم ایک خادم ہی کا فائدہ دیگا۔

امیر نعیم شیخ حسن کی یہ رام کہانی کھڑا سنتا اور حیرت سے مبہوت ہو رہا تھا۔اسکی نظر بار بار بچے پر پڑتی اور وہ دل کو اسکی طرف مائل پاتا۔آخر جب شیخ حسن اپنی داستان ختم کر چکا۔تو امیر نعیم نے کہا۔

خیر! اگر یہ تمہارا بیٹا نہیں تو نہ سہی۔مگر کیا کوئی بچہ جو تمہارا بیٹا ہو۔اس پر اتنی سختی کرتے ہو؟ ایسا پیارا پیارا نازک اندام پھول سا بچہ جسکی صورت پر مسکنت اور بھولا پن برس رہا ہے۔اور جو شکل و شباہت سے کوئی شہزادہ معلوم ہوتا ہے۔یوں بیکسی کے عالم میں اس پر ایسی سختی ہو اور ذلت و خواری میں بسر کرے۔یہ نہایت افسوس کی بات ہے۔

شیخ حسن۔جناب عالی! اس کے خط و خال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اہل مصر میں سے کسی کا نہیں۔ضرور یہ کسی بدچلن یورپین سیاح کا ناجائز بچہ ہے۔جو موسم سرما میں یہاں آکر سخت بداط

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کیا کرتے اور ہمارے ملک کی سرزمین اپنی بداعمالیوں سے نجس بناتے رہتے ہیں۔

امیر نعیم۔ خیر یہ کسی کا بچہ ہو۔ مگر میں اس کو ایسی زندگی کے مناسب نہیں پاتا جسمیں یہ اس وقت بسر کر رہا ہے۔

شیخ حسن۔ جناب عالی! پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔ بجز اس کے کہ اسے کھیتی باڑی کے کام کا بناؤں اور کیا کروں۔

امیر نعیم۔ (کچھ تامل کے بعد) تم اسے مدرسہ کیوں نہیں بھیجتے؟

شیخ حسن۔ جناب عالی! میں اپنے ہی بچوں کو تعلیم نہیں دلا سکتا۔ تو اس غیر لڑکے کو کیا تعلیم دلاؤں اور اس کے تعلیم دلانے سے مجھے فائدہ کیا ہوگا؟

امیر نعیم۔ افسوس! تم اتنا بھی نہیں دیکھتے۔ کہ اسکی آنکھوں سے کیسی ذہانت اور اس کے بشرہ سے کس قسم کی عقلمندی عیاں ہے۔ کیا ایسا بچہ کھیتی باڑی کے کام میں لگانے کے قابل ہے۔ ہرگز نہیں اچھا اگر تم اس کو تعلیم نہیں دلا سکتے۔ تو کیا مہربانی کر کے اسے میرے حوالے بھی نہیں کر سکتے؟

شیخ حسن۔ جناب والا! میں خود اور میری اولاد سب آپ کے غلام ہیں۔ یہ بھی آپکا ادنےٰ چاکر ہے۔ اسمیں مجھے کیا عذر ہوگا۔

امیر نعیم۔ اس لڑکے کا نام کیا ہے؟

شیخ حسن۔ یوسف۔

امیر نعیم۔ اچھا تو اس کو اس کے اچھے اچھے کپڑے پہنا دو۔ اب شیخ حسن چپ ہو گیا۔ وہ حیران تھا کہ کیا جواب دے۔ کہ امیر نے اسکی خاموشی دیکھکر کہا "کیوں۔ کیا تم اس لڑکے کو مجھے حوالہ کرنے پر نادم ہو"؟

شیخ حسن۔ نہیں سرکار!

امیر نعیم۔ تو پھر کیوں متردد ہو۔ اسکو صاف صاف کپڑے کیوں نہیں پہناتے۔ میں اس کو ایسا میلا کچیلا کیونکر لے جاؤں۔

شیخ حسن۔ سرکار! مجھے معاف فرمایا جاوے۔ یہ جو کچھ پہنے ہے اس کے سوا اور کوئی کپڑا اس کے پاس نہیں ہیں۔ یوسف ایک نہایت پرانی اور بہت ہی پیوندی چادر پہنے تھا جو اس قدر میلی تھی کہ بجز میل و

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خاک کے کوئی رنگ اس پر ظاہر نہ تھا۔ اور یہ چادر کفنی کی طرح اس کے گلے میں پڑی تھی۔ امیر نعیم کو یوسف سے ایسی محبت ہو گئی تھی۔ کہ اس نے اس کے میلے اور غلیظ ہونے کا ذرا بھی خیال نہ کیا اور اس کو گود میں لیکر دریافت کرنے لگا۔

امیر نعیم۔ یوسف! کیا تم میرے ساتھ چلو گے؟

لڑکے نے ایک حیرت و استغراب کی نظر سے امیر کیطرف دیکھا۔ اسکی نگاہ میں امید کی جھلک پائی جاتی تھی۔ اور وہ اپنی زبان حال سے کہہ رہا تھا۔ بھلا میری یہ قسمت کہاں کہ اس دوزخ سے نکلکر جنت میں جاؤں۔ مگر یوں وہ بالکل چپ تھا۔

امیر نعیم۔ آؤ میرے ساتھ چلو۔" یہ کہکر امیر نعیم نے یوسف کو اپنی طرف کھینچا۔ اور لڑکا گرگا تو اس سے پیار سے کہا۔ کہ ہمراہ آنے کو کہا چنانچہ وہ چند قدم امیر کے ساتھ چلا آیا۔ پھر امیر نعیم نے ایک کاشتکار سے جو اس کے پاس ہی تھا کہا۔ اس لڑکے کو میرے ساتھ لاؤ۔ اور مصر لیجاؤ۔ میں اس کے متعلق تمہیں ایک نقد بھی دونگا۔

دوسرا باب

بے دلی کی محبت

امیر عاصم اپنی بہن بہجت ہانم کے ساتھ اپنے قصر سکونت میں بیٹھا ہے۔ اور ایک تنہائی کے کمرہ میں دونوں بڑے مصروفیت کے ساتھ یہ باتیں کر رہے ہیں۔

—— بھیا عاصم! میں تو اس کو اپنی طرف مائل بنانے میں ہر قسم کی کوشش کرتے کرتے تھک گئی۔ وہ میرا نہیں ہوتا۔ آہ! پانچ برس ہو گئے کہ میں اس دل کی آگ میں پھنک رہی ہوں۔ اور اس پر سیکڑوں ڈورے ڈالے۔ مگر وہ رام نہیں ہوتا۔ اُف میں تو مر چلی۔ اب تاب صبر اور طاقت انتظار نہیں۔ آہ۔ ظالم نے میری محبت اور اُلفت کا تمام راز معلوم کر لیا ہے۔ اور جانتا ہے کہ میں اس پر جان دیتی ہوں۔ مگر مجھ سے وہی بہن کا سا برتاؤ کرتا ہے۔ محبوبہ اور رفیق زندگی بنانے کی طرف ذرا بھی نہیں جھکتا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عاصم! اب تم ہی بتاؤ میں کیا کروں؟

بہجت خانم نے بڑی غمگینی اور بے تابی سے یہ باتیں کہیں۔ اور پھر وہ ایک آہ سرد بھر کر بولی۔ آہ۔ نعیم تو میرے لئے جہنم اور جوزفین کیواسطے جنت ہے۔ یہ اپنی اپنی قسمت!! بہجت خانم نے یہ آخری جملہ ایسے سوز و گداز اور اسقدر آہستگی سے کہا۔ کہ گویا وہ برسوں کی بیمار ہے۔ اور ضعف و نقاہت سے آواز ہی نہیں نکل سکتی۔ پھر اسی کیساتھ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی بندھ گئی۔ اور وہ آہ و زاری کرنے لگی امیر عاصم پیاری بہن کی یہ حالت دیکھکر کہنے لگا۔

—— بہجت! تم صبر کرو۔ اور اپنا حال ابتر نہ بناؤ۔ کیوں گھبراتی ہو اگر تمہارا جذبۂ دل نعیم کو اپنی طرف کھینچنے میں قاصر رہا۔ تو میری تدبیر تو خالی جانے والی نہیں۔ میری حکمت عملیاں اُسے تمہاری آغوش میں نہ لا ڈالیں تب کہنا۔

—— کیا زبردستی؟ بھلا مارے پیٹے کہیں بازار لگتا ہے۔

—— ہاں ہاں جب نرمی و التفات سے کام نہ چلے تو اس طرح بھی کام نکالا جاسکتا ہے۔

—— مگر نفع کیا۔ جب دل ہی نہ ملا تو کیا حاصل؟

—— دل آپ ہی مل جائیگا۔ میں سب سے پہلے تو یہ چال چلونگا کہ اسکی تمام جائداد تیرے قبضہ میں آجائے۔ اور جب وہ اس طرح زیر ہو گیا۔ تو اسے اپنا بنا لینا اور اس کا دل قابو میں کر لینا تمہارے واسطے بالکل آسان بات ہے۔

—— آہ! میں تو اس کے دل کی بھوکی ہوں۔ وہ مجھ سے محبت کرے بس اور کچھ نہیں چاہتی

—— بہجت! نہ گھبرا۔ تیرے واسطے دونوں باتیں ہو جائینگی اور جہاں اتنے طویل عرصہ تک صبر کیا۔ چند روز اور صبر و سکون کر کے دیکھ لے۔ میں جو تدبیریں کر رہا ہوں۔ ان کا وار تو چلنے دے۔

—— بھائی جان! یہ سب کانٹے تمہارے ہی بوئے ہیں تمہیں نے میرے دلکو ایسے شخص کی الفت میں مبتلا کیا۔ جو سنگدلوں کا بادشاہ ہے۔ اور وہ میری اُلفت و محبت کو عشق سے تعبیر ہی نہیں کر سکتا۔ اگر نعیم میری جانب مُلتفت نہ ہو اور مجھ سے معشوقہ و محبوبہ کا سا برتاؤ نہ کرے تو یہ کوئی بعید امر نہیں ہے کیونکہ میں نے اور اس نے ایک ہی گھر میں بھائی بہنوں کیطرح پرورش پائی ہے۔ اور اسے مجھ سے برادرانہ اُلفت ضرور ہے۔ لیکن اس کا دل مجھ پر مجھے زوجیت میں لانے کیغرض سے مائل نہیں ہو سکتا۔ ایسی محبت غیر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عورتوں ہی کے ساتھ ہو سکتی ہے جنکو اگر ایک گھڑی دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ تو مدتوں اشتیاق و دیدار میں مبتلا رہنے کے سبب سے آتش عشق تیز ہوتی رہتی ہے۔ اور میں تو ہر وقت اس کے پاس رہتی ہوں۔ کوئی جدائی کا موقعہ نہیں ملتا۔ وہ جب چاہے مجھے دیکھ سکتا ہے۔ کاش تم مجھے اس سے چھپاتے اور یوں مجھے اس کا شوق نہ دلاتے۔ اب میں تو اس کے سوا کسی کی ہو نہیں سکتی۔ اور اسے میرا خیال ہی نہیں۔ ہائے اللہ میں کیا کروں۔ میری تاب و توان نے تو جواب دیدیا۔

اس گفتگو کے بعد چند منٹ بالکل سکوت رہا۔ امیر عاصم اور اسکی بہن بہجت خانم دونوں کی پیشانیوں پر غم و الم کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اور یہ بالکل چپ تھے۔ پھر آخر کار بہجت خانم ہی نے اس قفل خاموشی کو توڑا۔ اور کہا۔ بھائی جان! تم جو نعمت خانم امیر نعیم کی بہن کو اپنی طرف مائل کر رہے تھے۔ اسکے بارہ میں تمہیں بھی کچھ کامیابی ہوئی یا میری ہی طرح تم بھی ناکام ہو۔

—— جتنا اس کے بھائی نے تمکو عاجز بنایا ہے۔ اس سے زیادہ نعمت مجھے عاجز کر چکی ہے۔

—— تو کیا وہ ذرا بھی نہیں پگھلتی؟

—— نام کو بھی نہیں۔ ویسی ہی اکڑ ہے۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ کیوں میرے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر رہی ہے۔

—— عاصم! کہیں اس کا دل کسی اور کی اُلفت میں نہ گرفتار ہو۔ اور یہ محبت در پردہ ہو۔

—— مینے تو بڑی جستجو کی ہے مگر کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ اور عشق و مشک پوشیدہ نہیں رہسکتا۔

—— تو نہ وہ کسی پر عاشق ہے اور نہ تمکو منظور کرتی ہے۔ اب تم کیوں اس کے درپے ہو؟

—— وہ منظور نہ کرے نہ مجھے اسکی پرواہ نہیں۔ میں تو اپنی آرزو پوری کر کے رہونگا۔

—— بھائی تم بڑے مستقل مزاج ہو۔ وہ تم سے نفرت کرے اور تم اس کے پیچھے پڑے رہو۔ یہ بات کیا ہے۔

—— اس نے فقط اس قدر وعدہ کیا ہے۔ کہ مجھ سے نکاح تو کریگی۔ مگر اپنی عصمت کا حق اپنے ہی لئے محفوظ رکھیگی۔ یعنی برائے نام میری بیوی ہوگی۔

—— میرے خیال میں تم اس سے زیادہ اس سے اور کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اور جب وہ اس قدر مان گئی ہے۔ تو اسی پر بس کرو اور نکاح کرلو۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

—— مگر اس سے فائدہ! تم جانتی ہو کہ میرا دلی مدعا کیا ہے۔ میں تو فقط یہ چاہتا ہوں کا میر ابراہیم مرحوم کی تمام جائیداد بالکل میرے قبضہ میں آجائے۔ نعمت خانم کے حصہ پر میں اور امیر نعیم کے حصہ پر تم قابض ہو۔ نعمت اگر اس شرط پر جو اس نے کی ہے راضی بھی ہو جائے اور اپنی عصمت کا حق بذاتِ خاص محفوظ رکھ کر مجھ سے عقد کر لے تو میں کچھ بھی نہ پاؤنگا۔ اسے اختیار ہوگا کہ جب چاہے مجھے چھوڑ دے۔ یا میں اس کے تحت رہ کر غلامانہ زندگی بسر کروں۔ اور ہر طرح اسکی خاطر و دلجوئی کرتا رہوں۔ تاکہ وہ مجھے نہ چھوڑے۔ پھر بھی یہ اطمینان نہیں۔ کہ وہ میری ہی رہیگی۔ اس لئے اب میں ایسے طریقے سوچتا ہوں۔ جن سے وہ حفظ عصمت کی شرط لگائے بغیر میرے ساتھ عقد کرلے۔

—— بھائی! تم تو میری بہ نسبت بہت کچھ کامیاب ہو گئے ہو۔ اگر زیادہ نہ مل سکے تو کم ہی پر قانع ہو جاؤ اور نکاح کر لو۔ پھر دیکھا جائیگا۔

—— نہیں بہجت! میں اس وقت تک قناعت نہیں کر سکتا۔ جب تک اس کو پوری طرح قابو میں نہ لاؤں۔ اور یہ تھوڑا سا نفع تو اب مجھے حاصل ہی ہوا سمجھو۔ یہ کہاں جاتا ہے۔ پھر زیادہ کے لئے بھی کوشش نہ کرنا غلطی ہے۔ کیا تم نہیں جانتی ہو کہ میں بڑا مستقل مزاج اور اپنی ضد کا پکا ہوں۔ جس بات کا ارادہ کرلوں اسے کئے بغیر نہیں رہتا۔ اور بغیر کامیابی حاصل کرنے کے کسی میدان سے قدم پیچھے ہٹانا میری سرشت کے خلاف ہے۔

اب ناظرین کو اس موقعہ پر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ امیر عاصم اور اسکی بہن بہجت خانم کو امیر نعیم اور اسکی بہن نعمت خانم سے کیا تعلق ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تیسرا باب

اسرار کا آغاز

امیر نعیم کا باپ امیر ابراہیم مصر کے سرآمد رئیسوں میں سے تھا۔ اس نے اپنے کبنہ ہی میں شادی کی جس سے دو بچے ہوئے۔ امیر نعیم اور نعمت خانم۔ امیر ابراہیم کی بی بی جوان بچوں کی ماں تھی۔ بقضائے الہٰی فوت ہوگئی۔ امیر ابراہیم بی بی کی وفات کے بعد اسٹنبول گیا۔ تو وہاں اسکی جان پہچان ایک ترک بیوہ خاتون سے ہوئی۔ کہ اس کے بھی دو بچے تھے۔ یہ لڑکے عاصم اور بہجت خانم ہیں۔ بیوہ خاتون نے جو بڑی چلتی ہوئی عورت تھی۔ اپنے تئیں ایک ذیمرتبہ رئیس کی بیوہ ظاہر کیا۔ اور چونکہ وہ نہایت حسین و نازنین عورت تھی امیر ابراہیم کا دل اُس پر آگیا اور اس نے بیوہ خاتون سے نکاح کرکے اس کے دونوں بچوں کو اپنے بچوں میں ملالیا۔ یہ لڑکے امیرانہ طور سے پرورش پاتے رہے۔ اور امیر ابراہیم کے حقیقی بچوں کے ساتھ بالکل اصلی بھائی بہن کیطرح زندگی بسر کی۔ امیر ابراہیم فوت ہوا تو اسکی جائیداد اور ریاست کا انتظام امیر عاصم کے ہاتھ میں آیا۔

امیر عاصم نے اپنے سوتیلے باپ امیر ابراہیم کی اطاعت و خدمت گذاری میں حقیقی بیٹے سے کم حصّہ نہیں لیا۔ اور اپنے نئے بھائی بہن سے ان کے باپ کی وفات کے بعد بالکل بھائیوں کا سا سلوک کیا۔ ہر وقت ان سے محبت و عنایت کے ساتھ پیش آتا۔ اور انکی خیرخواہی کیا کرتا۔ اسی سبب سے امیر نعیم اور اسکی بہن نعمت بھی عاصم کی عزت اور اس کا ادب کرتے۔ اور اسے اپنا معتمد الیہ جانتے تھے لیکن عاصم کے دلمیں یہ بات جمی تھی۔ کہ وہ اپنی حقیقی بہن بہجت خانم کا نکاح امیر نعیم سے کردے۔ اور نعیم کی حقیقی بہن نعمت خانم کو اپنی زوجیت میں لے آئے۔ تاکہ ان دونوں بچوں کی بیشمار دولت اور وسیع جائیداد بالکل اسی کے ہاتھ تلے رہے۔ مگر نعمت اور نعیم دونوں عاصم اور اسکی بہن کے ساتھ اس قسم کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تعلق کا کوئی خیال بھی نہیں کرتے تھے۔ وہ ان کو اپنے بھائی اور بہن کیطرح جانتے تھے۔ اسی سبب سے جب عاصم اور اسکی بہن نے نعیم اور اسکی بہن سے ایسی آرزو کا اظہار کیا۔ تو وہ صاف انکار کر گئے۔

امیر نعیم آسٹریا کے پایۂ تخت وائنا میں تعلیم پا رہا تھا۔ زمانہ تعلیم میں اس کا دل ایک آسٹروی مس "جوزفین" نامی کے کمندِ گیسو کا اسیر ہوگیا۔ اور وہ سچے دل سے جوزفین پر فریفتہ تھا۔ جوزفین کو بھی اس سے محبت ہوگئی اور دونوں میں اس درجہ کی سچی محبت ہوگئی کہ باہم زندگی بسر کرنے اور شادی کر لینے کا عہد و پیمان ہوگیا۔ نعیم وائنا سے مصر کو واپس آیا۔ تو یہ مس بھی اس کے ساتھ آئی۔ مگر نعیم کے باپ نے اس بات کو نامنظور کیا۔ کہ نعیم ایک غیر ملکی عورت سے جو مذہب۔ قوم اور رتبہ میں اس سے بالکل مختلف ہے جائز شادی کرے۔ نعیم خود ایک آزاد خیال جوان تھا۔ وہ حسب و نسب کا اتنا دلدادہ نہ تھا جسقدر ذاتی خوبیوں کا۔ جوزفین کی لیاقت۔ اسکی تہذیب۔ سمجھداری۔ اور علمی قابلیت۔ پھر اس پر سے اس کا حسن و جمال اور اسکی خوشمزاجی و نیکدلی ایسی باتیں تھیں کہ نعیم کو اپنے کنبہ میں تو کیا ملک میں کسی عورت کے اندر ایسے اوصاف کا ملنا محال نظر آتا تھا۔ اور وہ جس قسم کی بی بی چاہتا تھا۔ وہ جوزفین ہی تھی۔ جوزفین ایک اچھی حسینہ و شکیلہ اور خوب تندرست عورت تھی۔ اور نعیم مسلمان تھا۔ مسلمانوں کو کتابی عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت ہے۔ وہ اس اجازت سے فائدہ اٹھانے پر آمادہ تھا۔ مگر باپ کی ناراضی اور ہمچشموں میں سبک ہونے کے خیال سے اس نے جوزفین کے ساتھ علانیہ نکاح نہیں کیا۔ درپردہ نکاح ہوا۔ اور یہ دونوں میاں بی بی کی پرلطف زندگی بسر کرنے لگے۔ نعیم نے یہ نکاح باپ کی زندگی ہی میں کر لیا تھا۔ اور اپنا وعدہ جوزفین کے ساتھ پورا کر دکھایا تھا۔ نکاح کے چند روز بعد نعیم گرمی کے موسم میں یورپ کو چلا گیا۔ اور جوزفین حاملہ ہونے کیوجہ سے مصر ہی میں رہ گئی۔ ابھی وہ اس سفر سے واپس آنے کا قصد نہیں رکھتا تھا کہ یکایک اسے باپ کی وفات اور جوزفین کے اسقاط حمل ہو جانیکی خبر ملی۔ اور وہ روانہ ہوکر مصر کو واپس آیا۔ تاکہ اپنی پیاری زوجہ کی دلدہی اور باپ کا ماتم کرے۔ امیر عاصم نے امیر نعیم کو بڑی محبت سے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور اسکی تعزیت و دلدہی کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ پھر ماتمداری ہی کے ایام میں نعیم کو اس کے باپ کا وصیت نامہ بھی دکھا دیا۔ جسکا مضمون بہت صاف تھا۔ اور اس میں سب سے اہم یہ دو باتیں تھیں۔

(۱) امیر ابراہیم نے وصیت میں اپنے تمام ترکہ کا ایک تہائی حصہ امیر عاصم کے نام لکھا تھا۔ اور اسے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اپنے حقیقی بیٹے کی بجائے خیال کر کے گھر بار اور علاقہ و تعلقہ کا انتظام اسی کے سپرد کیا تھا۔

اور (۲) یہ کہ اس نے نعیم کو سخت تاکید کی تھی۔ کہ خبردار ایک غیر سورت اور کم درجہ کی غیر مذہب لیڈی سے کبھی شادی نہ کرے۔ کیونکہ یہ بات اُس کے شریف خاندان کی عزت میں بٹہ لگانے والی ہے۔ وصیت نامہ میں اس بات پر بہت زور دیا گیا تھا۔ اور اگر نعیم اس کی خلاف ورزی کرے تو اُسے دھمکی بھی سخت دی تھی۔

پہلی بات پر تو امیر نعیم نے کوئی توجہ ہی نہیں کی۔ مگر دوسرا امر اس کے لئے رنج دہ تہا۔ پھر بھی اس نے اپنی بہن نعمت خانم کو اس امر پر راضی کر لیا کہ ہمیں امیر عاصم کو بخوشی ایک تہائی حصہ دینا لازم ہے۔ اور وہ اس کا ہر طرح حقدار ہے۔ ہاں جوزفین کی اُلفت نے اسے اس بات کا سخت صدمہ پہنچایا۔ کہ اب وہ جوزفین سے کھلے بندوں باقاعدہ شادی کرنے کے قابل نہیں رہ گیا ہے۔ تاہم چونکہ وہ نکاح کر چکا تھا۔ اور اپنے قول کا پابند تھا اس فکر میں پڑ گیا۔ کہ اس نکاح کا اعلان کیونکر کرے۔ وہ جوزفین سے وعدہ کر چکا تھا۔ اور امیر نعیم کی صداقت اور وفائے عہد کا سب لوگوں میں چرچا تہا۔ اور یہ بھی نہ ہو تو خود جوزفین کی محبت اور وفاداری کا معاوضہ یہ نہ ہونا چاہئے تہا۔ کہ وہ جائز بی بی کے مرتبہ سے محروم رکھی جائے نعیم عرصہ تک اسی فکر میں پریشان رہا۔ مگر خاندانی عزت کو برباد کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔ اور ناچار جوزفین سے عقد کر لینے کا معاملہ ایک راز مخفی ہی بنا رہا۔ بظاہر وہ بن بیاہا رہا اور جوزفین اس کی داشتہ عورت سمجھی جاتی رہی۔

امیر عاصم کو خوب معلوم تہا کہ جوزفین امیر نعیم کی بی بی ہے۔ مگر وہ خود غرضی کے سبب سے اس بات کو ظاہر نہیں کرتا تہا۔ اسکی غرض یہ تھی کہ یوں اپنی بہن بہجت خانم کو نعیم کے ساتھ بیاہ دینے کا موقعہ ہاتھ سے نہ کھوئے۔ وہ ہر طریقہ سے بہجت خانم کو امیر نعیم کے دل پر فتح پانے کی جدوجہد کرتے رہنے کا حکم دیا کرتا۔ تاکہ کسی طرح نعیم بہجت سے شادی کر کے جوزفین کو چھوڑ دے۔ جوزفین کو اگرچہ بی بی ہونیکا تمام فائدہ حاصل نہ تھا۔ مگر وہ جس شکل کی زندگی بسر کرتی تہی۔ اسمیں خاتون کی حقیقی عظمت و عزت کا وجود نہ تھا اور نعیم اس بات سے دلمیں رنجیدہ رہا کرتا۔ کیونکہ جائز بی بی کا مرتبہ سوسائٹی میں بہت بلند ہوتا ہے اور کوئی دوسری عورت خواہ وہ شوہر کی کیسی محبوبہ و مقبولہ کیوں نہو۔ اس عزت و مرتبت سے کبھی بہرہ یاب نہیں ہو سکتی۔ جو ہمسر اور کنبہ کی یا قانونی بی بی کو حاصل ہوتی ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بہجت خانم نے امیر نعیم پر افسون محبت کے سینکڑوں ہی انچھر پھونکے اور کوئی طریقہ اظہار اُلفت و اشتیاق کا ایسا باقی نہیں رکھا کہ وہ اس پر نہیں چلی۔ مگر نعیم کے دل پر اس کو مطلق فتح نہ حاصل ہوئی اور کیونکر ہوتی۔ نعیم جوزفین کی محبت نہیں نہیں بلکہ اس کے عشق میں مبتلا تھا۔ اور اس کے سوا کسی کو اپنا دل نہیں دیسکتا تھا۔ بہجت خانم سے اسکو نفرت نہ تھی۔ اس سے بھی وہ اُلفت کیا کرتا تھا۔ مگر ویسی ہی اُلفت جیسی کہ ایک بہن بھائی میں ہونی چاہئے نعیم نے بارہا اشاروں ہی اشاروں میں بلکہ چند بار مناسب صراحت کے ساتھ بھی بہجت خانم کو بتا دیا کہ وہ اپنی محبت و توجہ کا رُخ کسی اور کیجانب پھیر دے تاکہ اس سے کوئی فائدہ اٹھا سکے اسکی اُلفت کا سودا اسے کچھ نفع نہیں دے سکتا۔

بہجت خانم نے اپنے بھائی امیر عاصم سے بار بار کہا کہ نعیم کی اُلفت کا خیال ایک تصوّر محال ہے تم مجھکو اس پھندے سے آزاد ہوکر دوسرے خواستگاروں کی طرف التفات کرنے دو جنکا شمار سینکڑوں تک ہے۔ اور وہ سب اعلیٰ طبقے کے لوگ ہیں۔ مگر امیر عاصم بہن کو استقلال سے کام لینے اور کوشش کئے جانے کی ہدایت کرتا رہتا۔ اور یہی کہتا کہ تو گھبرا نہیں۔ ایک دن عنقریب تجھے کامیابی حاصل ہوگی۔

نعمت خانم امیر نعیم کی بہن کا بیاہ ایک بڑے گھرانے کے نوجوان مسمّی امیر ظافر کیساتھ ہوچکا تھا یہ شادی اسکی ماں اور باپ کے سامنے ہوئی۔ اور ایک ہی سال کے بعد امیر ظافر فوت ہوگیا تھا نعمت خانم حاملہ ہوچکی تھی۔ شوہر کی وفات کے بعد اس کے بچہ ہوا۔ مگر لڑکا پیدا ہوتے ہی مرگیا۔ اور اس سے یہی بتایا گیا کہ بچہ فوت ہوگیا ہے۔ نعمت خانم کے بیوہ ہوتے ہی امیر عاصم نے اس پر ڈورے ڈالنے شروع کر دیئے اور چاہا کہ اسکی بہن امیر نعیم کے اور یہ خود امیرہ نعمت کے دلوں کو تسخیر کرکے امیر ابراہیم کی تمام جائداد کے منتظم اور نگران ہونے کی حیثیت سے خاندان کا سرغنہ بنا رہے۔ عاصم کی یہ تجویز بالکل راز مخفی تھی۔ وہ بظاہر اس خاندان کا سچّا خیرخواہ اور ہوادار بنا ہوا تھا۔ اور اپنے طرز عمل سے کسی کو اس بات کا شک پیدا نہیں ہونے دیتا تھا۔ کہ اس کی نیّت بد ہے۔

نعمت خانم باوجود حسن ظن اور عاصم کو اپنے گھر کا مخلص خیرخواہ جاننے کے اسکی زوجیت میں آنے پر قطعاً رضامند نہ تھی۔ وہ اس سے برادرانہ الفت کرتی تھی۔ مگر اسے شوہر بنانے پر آمادہ نہ تھی۔ اسکی وجہ خواہ یہ رہی ہو۔ کہ عاصم کی شکل و صورت اس کیلئے دلفریب نہ تھی۔ یا یہ کہ عاصم ایک خشک مزاج اور باوقار اور دبنگ آدمی تھا۔ وہ خوشمزاجی اور ظرافت سے بالکل کورا اور کسی قدر چڑچڑی طبیعت کا آدمی تھا منظامی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

امور اور ترتیب و ادب کی پابندی کا اس کو بہت خیال رہا کرتا۔ اور اس طبیعت کے مرد اکثر عورتوں کے دلپسند نہیں ہوتے ہیں۔ اسی لئے گو عاصم نعمت خانم کیساتھ بڑی خوش مزاجی اور خندہ پیشانی سے پیش آتا اور اُسے پرچانے کی کوشش میں اپنی عادت کے خلاف کچھ ظرافت و نرمی سے بھی کام لیا کرتا۔ لیکن نعمت خانم اس پر مطلق التفات نہ کرتی۔ اس نے زیادہ سے زیادہ اس بات پر رضامندی عیاں کی تھی۔ کہ اپنی عصمت کا حق محفوظ رکھکر عاصم سے عقد کرلیگی۔ اور عاصم اس کے خلاف تھا۔ کیونکہ یہ بات اس کے مقاصد کو پورا نہیں ہونے دیتی تھی *

چوتھا باب

ہر چہ از دوست میرسد نیکوست!

— پیاری جوزفین! کیوں مینے تمکو جو تحفہ دیا ہے یہ تمہیں پسند بھی آیا؟

— تم اس بچے "یوسف" کو کہتے ہوگے۔

— "ہاں"۔ اور اس کے بعد امیر نعیم نے محبت کی نظر سے جوزفین کی طرف دیکھا۔ اور تبسم کر کے منتظر جواب ہوگیا۔

— میں ابھی اس بات کا کچھ فیصلہ نہیں کرسکی ہوں۔ جبتک یہ نہ معلوم ہوجائے کہ وہ تحفہ کیسا ہے۔ اور تمہاری نظر میں اسکی کیا قدر و قیمت ہے۔ کیونکہ میں تو اسی چیز کو پسند کرسکتی ہوں جسے تم اچھا جانو۔ اور پھر خاصکر اس تحفہ کے بارہ میں تو مجھے پہلے تمہاری پسندیدگی کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ ورنہ یوں تو ع

ہر چہ از دوست می رسد نیکوست

تمہارا ہر ایک ہدیہ میرے لئے بیش بہا اور نادر تحفہ ہے۔

یہ سُنکر امیر نعیم جوزفین کیطرف بڑھا اور اسے سینہ سے لگانے اور اس کے لبوں کا ایک گرمجوش

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بوسہ لینے کے بعد پھر سیدھے بیٹھکر کہا، "آخر تمہاری رائے میں یہ بچہ کیسا ہے؟"

—— نہایت حسین اور بڑا پیارا۔ شریر بالکل نہیں۔ مزاج میں متانت اور ادب ابھی سے کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔

—— اور یہ کیوں نہیں کہتی ہو کہ بڑی غریب طبیعت کا بچہ ہے۔

—— اسی کے ساتھ بڑا پاکیزہ مزاج اور محبت کرنیوالا بھی۔ مجھے حیرت تھی کہ یہ مطلق پریشان نہیں ہُوا۔ ہاں آج ضرور کسی قدر گھبرایا سا ہے۔ مگر میں نے اسے پیار و محبت کرکے بہلا لیا"۔

—— میری پیاری جوزفین! خدا تم کو خوش رکھے۔ کیا تم نہیں دیکھتی ہو کہ اسکی آنکھوں سے کیسی ذکاوت کی شعاعیں نکلتی ہیں۔ یہ بڑا ہونہار بچہ ہے"۔

—— نہیں مینے تو اس بات کو پہلے ہی تاڑ لیا تھا۔ مگر تم سے اس وقت کہنا بھول گئی۔ اور پیارے نعیم! بات یہ ہے کہ عورتوں کو سب سے پہلے ظاہری باتوں کا خیال آیا کرتا ہے۔ وہ قدرۃً شکل و صورت اور حسن و جمال کی دلدادہ ہوتی ہیں۔ اچھا اب تم اس بچہ کا قصہ تو سناؤ۔ یہ کہاں سے ملگیا۔ تم نے اس کے ساتھ جو خط بھیجا تھا۔ وہ بالکل گول مول سا تھا۔ اس میں تم نے صرف یہ دریافت کیا تھا کہ ایسے لاوارث بچہ کو تم پرورش کرنا اور اپنا بیٹا بنانا چاہتی ہو؟ اور اس بارہ میں اپنی خواہش ظاہر کی تھی میں تمہاری مرضی کو اپنی رضا پر مقدم جانتی ہوں۔ اور خوشی سے اس کو پالنے پر آمادہ ہوں"۔

—— یہ مجھے اپنے گاؤں میں شیخ حسن نعمان کارندہ کے پاس ملا ہے۔ اسکی صورت دیکھکر میں حیران رہ گیا۔ اور پہلی ہی نظر میں مجھے اس بات کا فیصلہ کرنا پڑا کہ یہ لڑکا شیخ حسن کا بیٹا نہیں ہے۔ اس کے خد و خال حسن کی اولاد سے بالکل مختلف تھے۔ اور اس کے علاوہ اس کی صبیح گوری رنگت بھی ایک ممتاز علامت تھی کہ یہ شیخ حسن کی اولاد نہیں ہو سکتا۔ پھر مینے دیکھا کہ شیخ حسن۔ اسکی بی بی اور بچے سب اس کے ساتھ بڑی سنگدلی کا برتاؤ کرتے تھے۔ اور ایک اجنبی لڑکا سمجھتے تھے۔ مجھکو اس پر ترس آیا اور خواہ مخواہ اس سے ایسی محبت معلوم ہوئی کہ دل بیقرار ہو گیا۔ آخر شیخ حسن سے سوال ہی کر دیا۔ کہ اس سے کیوں ایسا سنگدلانہ برتاؤ کرتا ہے۔ اس نے جواب میں جو کچھ کہا۔ اس سے میں یہ سمجھا کہ یہ اس کا بیٹا نہیں ہے۔ پھر میں نے اس کے بارہ میں تحقیقات کی اور معلوم کیا کہ یہ لاوارث بچہ ہے۔ دایہ عائشہ مرحومہ کو کہیں پڑا مل گیا تھا۔ اس نے شیخ حسن کے سپرد کر دیا۔ کہ اسکی پرورش کرے۔ یہ سنکر مجھے خیال آیا۔ کہ اسکی تربیت تمہارے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سپرد ہوا۔ اس میں دو غرضیں تھیں۔ اول یہ کہ تمہیں ایک مشغلہ مل جائیگا۔ اور تمہارے دل کا خلا اس سے بھر سکیگا۔ تم اب اس سن کو پہنچ گئی ہو۔ جبکہ عورت ماں بنجایا کرتی ہے۔ مگر خدا نے تمہیں کوئی اولاد نہیں دی ایک بچہ ہوا بھی تو مُردہ پیدا ہوا۔ اور نہ تم نے اُسے دیکھا نہ وہ تمکو دیکھ سکا۔ ضرور ہے کہ تمہیں اولاد کی آرزو ہوگی۔ کہ اگر وہ ہوتی تو اسکی پرورش اور تربیت کرتیں۔ اور اپنی ماممتا کے پھُول اُس پر برساتیں۔ اس بچہ کے خدوخال میں مجھے وہ تمام باتیں نظر آئیں۔ جو تمہاری دلی آرزو کو بر لائینگی۔

—— عجیب! یہ تو گویا تم بالکل میرے دل کا حال کہہ رہے ہو۔ اور ذرہ برابر بات تم سے مخفی نہیں رہی ہے۔ حق یہ ہے کہ جب سے یہ لڑکا میرے پاس آیا۔ اسکی طرف میرا دل خود بخود کھنچا چلا جا رہا ہے۔ اور ایسی محبت اس سے ہو گئی ہے۔ کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ پہلی ہی نظر میں اس کی تصویر لوح دل پر نقش ہو گئی تھی۔ اور جیسی کہ تمہیں امید تھی میں اس پر مہربان ہو گئی۔

—— اور دوسری غرض یہ تھی کہ اس لڑکے کو ذلت و مصیبت کی تاریک زندگی سے جو اس کے درپیش تھی۔ نجات دلا کر اس خواری اور بیکسی سے جو شیخ حسن اور اسکی اولاد کے ہاتھوں اس پر نازل تھی بچا دوں۔ اسکی فطری ذکاوت۔ تیز فہمی۔ شریف مزاجی اور تہذیب کو دیکھکر مینے سوچا۔ کہ یہ لڑکا ہرگز اس قسم کی زندگی کے لئے پیدا نہیں ہوا ہے۔ اور اگر اس کو اچھی تربیت حاصل ہو۔ اور یہ علوم و فنون کی تحصیل کر سکے۔ تو امید ہے کہ اپنے وقت کا ایک ہونہار آدمی اور سوسائٹی کا کارگزار ممبر ثابت ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ یہ اس قابل بھی نکل آئے۔ کہ آیندہ زمانہ میں ہمارے نام کو روشن کرے اور ہماری قائم مقامی کا بھی فرض ادا کر سکے۔

—— پیارے نعیم! تم نے بہت ہی اچھا کام کیا۔ اور میری نسبت تمہارا گمان، سراسر ٹھیک اور صحیح ہے۔ بلکہ میں اتنا اور اضافہ کرتی ہوں۔ کہ یہ بات تمہاری اس سچی محبت کی بیشمار دلیلوں میں سے ہے۔ جو تم میرے ساتھ رکھتے ہو۔ تم دیکھو گے کہ میں انشاء اللہ اس لڑکے کو بالکل تمہاری آرزوؤں کے مطابق ہی بناؤنگی۔

—— پیاری جوزفین! تمہاری اس وقت کی گفتگو کا ایک ایک حرف میری آتش محبت کو تیز کرنے میں تیل کے چھینٹے کا کام دیگیا ہے۔ تمہارا پاک دل اور تمہارا لطیف مزاج اتنا پیارا ہے کہ سبحان اللہ! کاش وہ وقت کبھی آتا کہ تم خود مجھ سے کوئی فرمائش کرتیں۔ نہیں نہیں بلکہ مجھے حکم دیتیں۔ اور میں سر آنکھوں سے اس کی تعمیل کرتا۔ آہ! آج ہم دونوں کو میاں بی بی کی زندگی بسر کرتے پانچ برس سے زیادہ زمانہ ہو گیا ہے مگر مجھے یہ حسرت ہی رہ گئی ملکہ تم نے کبھی کوئی تو فرمائش کی ہوتی۔ کیا اب بھی کچھ نہ کہو گی؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جوزفین یہ سنکر متبسم ہوئی۔ اور نہایت انکسار اور خلق کیساتھ کہنے لگی۔ پیارے نعیم! کیا تم نے خود کسی امر کا خیال نہیں کیا تھا۔ کہ میں اس کیلئے کچھ کہتی۔ تم نے تو میرے خیال میں بھی آنے سے قبل ہر ایک ضرورت کی خود ہی تلافی کر دی ہے۔ اور جسے نعیم کی سی نعمت حاصل ہو اُسے اور کیا حاجت ہو سکتی ہے۔ ہاں بس ایک حاجت مجھے ہے۔ مگر........

نعیم۔ (قطع کلام کر کے) وہ کیا؟

جوزفین۔ وہ تو خدا کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں۔ بس اللہ ہی یہ آرزو پوری کر سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم میرے رہو۔ اور خوش و خرم اور زندہ و سلامت رہو۔"

نعیم۔ پیاری! تم کتنی محبت کی پتلی ہو۔ بس میں بھی تمہارے ہی واسطے زندگی کا آرزومند ہوں اور تمہیں خوش دیکھکر خوش رہنا چاہتا ہوں۔ مگر تمہارے ساتھ مجھے بھی ایک رنج ......۔

جوزفین۔ وہ کیا؟

نعیم۔ جوزفین! میں سمجھتا ہوں کہ تم اس بات سے اپنے دلمیں مکدر ہوگی۔ کہ میں تم سے باقاعدہ شادی کر لینے کا اب تک اعلان نہیں کر سکا ہوں۔ اور دنیا نے تمہیں میری جائز بی بی کی نظر سے ابھی نہیں دیکھا ہے۔

جوزفین۔ نہیں یہ تمہارا خیال غلط ہے۔ بلکہ اس وقت میں تمہارے اس المناک شعور سے رنجیدہ ہوں کہ کیوں ایسا تصور تم نے کیا۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ خود بھی بے غم رہو۔ اور مجھکو بھی ملول نہ بناؤ تو بس آج سے یہ یقین کر لو کہ میں اسی حال میں خوش ہوں۔ اور اس پردہ داری کو جو باقتضائے وقت و حالات اور تمہاری قومی رسم و رواج کی بنا پر ہے۔ میرا دل بخوشی پسند کرتا ہے۔"

نعیم۔ پیاری جوزفین! کیا بتاؤں کہ میں تمہارا کسقدر شکرگزار ہوں۔ تم میرے واسطے جو قربانی کرتی ہو۔ اسکی قدر کوئی میرے دل سے دریافت کرے۔ میں اس کے بیش بہا ہونیکا تہ دل سے معترف ہوں

انہیں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک خادمہ اس لڑکے یوسف کو لیکر آئی۔ اور جوزفین نے اسے پکار کر کہا۔ یوسف آؤ۔ اپنے باپ کے پاس آؤ۔

—— نہیں نہیں۔ میں نہ اپنے باپ کے پاس آتا۔ نہ ماں کے پاس۔ میں تو تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ یوسف نے یہ بات سہمی ہوئی آواز سے کہی۔ اور جوزفین نے اس سے کہا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

—— اپنے اس باپ (امیر نعیم کی طرف اشارہ کرکے) کے پاس آجاؤ۔ لڑکا امیر نعیم کے پاس آیا اور نعیم نے اس کو گود میں بٹھا کر پیار کرتے ہوئے کہا۔

—— کیوں یوسف! تم اپنے باپ ماں کے پاس کیوں نہیں جانا چاہتے؟"

یوسف۔ وہ مجھکو بہت مارتے رہتے ہیں۔ اور ان (جوزفین کیجانب اشارہ کرکے) کی طرح پیار نہیں کرتے۔

نعیم۔ تو پھر تم ان بی بی سے محبّت کرتے ہو؟

یوسف۔ بہت زیادہ"

نعیم۔ کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تمہاری ماں بنجائیں۔ اور تم ان کے بیٹے؟

یوسف۔ ہاں ہاں میں یہی چاہتا ہوں۔

نعیم۔ اور کیا تم کو مجھ سے بھی محبّت ہے۔

یوسف۔ بیشک۔

نعیم۔ تو پھر اٹھو اور اپنی ماں کا ہاتھ چومو!۔

بچّہ یوسف امیر نعیم کی گود سے اٹھکر جوزفین کے پاس گیا۔ اور اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ جوزفین نے بھی اسے گلے سے لگا کر خوب پیار کیا! ور امیر نعیم نے جوزفین سے کہا۔

—— اگر تم اسکو اس حالت میں دیکھتیں جس حال سے مینے اسے گاؤں میں دیکھا تھا تو اس سے ایسی نفرت کرتیں کہ پیار کرنا تو درکنار اس کو پاس بھی نہ آنے دیتیں۔ توبہ الٰہی اس کی بڑی بُری حالت تھی۔

جوزفین۔ ہاں۔ میں بھی یہی سمجھتی ہوں۔

امیر نعیم۔ بلکہ تمہارے خیال سے بھی بڑھکر ابتر حال تھا۔ اور اسی لئے میں نے براہ راست اس کو تمہارے پاس نہیں بھیجا۔ بلکہ احمد بک نظیم مختار عام ریاست کے گھر ارسال کیا! ور اُسے لکھا کہ اس کو صاف سُتھرا کرکے تمہاری خدمت میں پہنچائے۔ تاکہ اسکی بدبختی اور مصیبت کا حال تم نہ دیکھو۔ بلکہ اچھے حال میں دلفریب اور محبوب پاؤ۔

جوزفین۔ مگر اس وقت تو جو شخص اس کو دیکھیگا۔ وہ ضرور کہے گا کہ یہ امیروں کا بچہ ہے۔

نعیم۔ بیشک اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے والدین یورپین ہیں۔ اس کے خدوخال بہ نسبت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ایشیائی نژاد ہونے کے یورپ زاد ہونے پر زیادہ دلالت کرتے ہیں۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ اسکے والدین میں سے کوئی ایک بڑا شریف اور عالی خاندان بھی ہے۔ خواہ دونوں نہ ہوں۔

جوزفین۔ مگر یہ نہیں پتہ چلتا۔ کہ والدین نے ایسے پھول سے بچّہ کو کیوں ناپسند کیا۔ اور اس کی ماں کے جی سے کیونکر گوارا ہو سکا۔ کہ وہ اس کو یُوں دور کر دے۔

نعیم۔ غالب گمان یہ ہے۔ کہ یہ بچّہ ناجائز ہے۔ اور اگر اپنی ماں کے پاس رہتا تو اسکی بدنامی کا سبب ہوتا۔ علاوہ ازیں کوئی حد درجہ کی بےحیا اور بےغیرت عورت جسکے دل وضمیر پر کامل موت طاری ہو چکی ہو۔ اگر ناروا بچّہ کو اپنے ساتھ بھی رکھے۔ تاہم اس کو وہ مامتا اور محبت کب ہو سکتی ہے۔ جو اولاد کے ساتھ ہونی چاہئے۔ اس کے پہلو میں وہ دل ہی نہیں ہوتا۔ جو اولاد کی قدر کرے۔ اور اس کو ماتا کے جوش کا مرکز بنا سکے۔ لہذا اولاد اس کے لئے ایک بار ہوتی ہے۔ اور دونوں حالتوں میں ناجائز بچّہ وبالِ جان اور بلائے بےدرماں ہی شمار ہوتا ہے۔

جوزفین۔ توبہ الٰہی! ایسی عورت کاٹھ کی کل پرزوں پر چلنے والی مورت سے کیا فرق رکھتی ہے بھلا کوئی جیتی جاگتی عورت ایسی ہو سکتی ہے۔ کہ اس کے دل میں محبت کی جگہ اور ماماتا کا جوش نہ ہو۔

نعیم۔ ہاں۔ ایسی ہی ہوتی ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ اس کا ضمیر مردہ ہو جاتا ہے۔ اور بدکاری اسے سیاہ دل اور بےرحم بنا دیا کرتی ہے۔ اگرچہ اس سے زندہ انسانوں کے سے کام ہوتے ہیں۔ لیکن درحقیقت۔ وہ ایک بےحس مورت ہوتی ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پانچواں باب

ہم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

جوزفین نے تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد کہا۔

— مجھے سخت حیرت ہے کہ گو عورت مرد کی نسبت اپنی آبرو اور عزت کا سخت خیال رکھتی ہے۔ پھر بھی وہ کیونکر ایک مرتبہ ہی ایسی گر جاتی ہے۔ کہ اخلاقی حیثیت سے اسکو مردہ کہنا چاہئے۔ اور اپنی آبرو کھو کر بے حیائی کا برقع اوڑھ لیتی ہے۔

نعیم۔ نہیں نہیں۔ عورت خود بخود نہیں گر پڑتی۔ مرد اس کو دھوکا دے کر خراب کرتا ہے۔ عورت جسقدر اپنے دل کو سخت کرتی اور اس کو مستحکم ترین قلعہ بنا کر اس میں پناہ لیتی ہے۔ اسی قدر سختی سے مرد اس پر حملہ کرتا اور آخر اسے فتح کر کے اور اس میں داخل ہو کر دم لیتا ہے۔ پھر تو جو اس کا دل چاہے وہ کرتا ہے۔ عورت بے قابو ہو جاتی ہے اور اپنے تئیں بالکل مرد کے ہاتھ میں دیدیتی ہے"۔

جوزفین۔ ہاں۔ ہاں۔ بس عورت کی غلطی یہی ہے۔ کہ وہ مرد کے قابو میں آجاتی ہے"!

نعیم۔ پیاری جوزفین! غلطی کا نام نہ لو۔ یہ محبت کا تقاضا ہوتا ہے۔ کہ وہ مرد کے قابو میں آجائے۔ جب محبت ہو گی۔ یہی صورت پیش آئیگی۔ مگر یہ کہو کہ ظالم اور مکار مرد عورت کا دل قابو میں کر کے اس سے بیوفائی کرتا اور اسے چھوڑ کر کنارے ہو جاتا ہے۔ بلکہ اُلٹے اسی کو ملزم بنا دیتا ہے"۔

جوزفین۔ لیکن عورت کی یہ غلطی تو ضرور ہے۔ کہ وہ بغیر کسی سند اور دستاویز کے اپنا دل مرد کو سپرد کر دیتی اور اسکی بات مان لیا کرتی ہے۔ اگر وہ کوئی دستاویز لکھوا لیا کرے۔ تو ضرورت کیوقت اس کے کام آئے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نعیم۔ پیاری جوزفین! محبت اور اعتماد و اعتبار دونوں ایک ہی چیزیں ہیں۔ جب کسی پر اعتبار اور بھروسہ ہؤا۔ تو اس سے دستاویز لینے کی کیا حاجت۔ اس وقت ایسا خیال بھی کرنا محبت کے جھوٹے ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے عورت ہرگز قابل ملامت نہیں ہو سکتی۔ اگر وہ اپنا دل بغیر کسی دستاویز یا ضمانت کے مرد کو سپرد کر دے۔ اس کا جام دل مئے الفت سے لبریز ہوتا ہے۔ اور نشۂ محبت میں مدہوش ہونے کی وجہ سے اس کو یہ خیال تک نہیں آسکتا۔ اس لئے مرد ہی قابل سرزنش ہے جو امین متصور ہونے کے بعد خائن بنتا اور وفادار سمجھا جا کر بے وفا ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ عورت بہر حال خطاوار اور لائق ملامت ہے۔ خواہ وہ اعتبار اور اعتماد ہی کے بعد کیوں نہ اپنے عاشق کے قابو میں آجاوے۔ تو یہ تمہاری غلطی ہے۔ ذرا سوچو تو کہ اگر تمہارا یہ عقیدہ درست ہو تو خود تم نے بھی میرے قابو میں آکر یہی غلطی کی ہے۔ اور اگر میں تم سے اپنا قول نہ نباہتا۔ اور عقد شرعی نہ کر لیتا۔ تو میرے جال میں آکر تم بھی کہیں کی نہ رہتیں۔

جوزفین۔ (کچھ دیر متفکر اور مبہوت رہ کر) تم مرد کو بیوفا اور دغاباز بتانے میں سچے ہو لیکن میں تو یہی کہونگی کہ گناہ عورت کا بھی ہے۔ وہ بالکل بری نہیں کیجا سکتی۔ کیونکہ خواہ اسکو کیسی ہی محبت اور اعتماد کیوں نہ ہو۔ پھر بھی اسے اپنے تئیں مرد کے قابو میں نہ دینا چاہئے۔ اگرچہ اس سے جو وعدہ کیا گیا ہو۔ وہ پورا ہی کیوں نہ کر دیا جائے۔ یا یہ کہ اسکو کیسا ہی اعتبار کیوں نہ آجائے۔

نعیم۔ اگر وہ مرد کی بات نہ مان جائے۔ تو بھروسہ کرنے کی کیا دلیل ہے۔ اور نہ ماننے تو معلوم ہوگا۔ کہ اس کو مرد پر اعتماد نہیں۔

جوزفین۔ تو بس ہمارے اور تمہارے مابین اختلاف کی وجہ یہی ہے۔ تم یہ کہتے ہو کہ اگر عورت کو پوری محبت اور کامل عشق ہے۔ تو وہ مرد پر اعتبار کرے۔ اور اس کے قابو میں آجائے۔ گویا یہی قابو میں آجانا اس کی محبت کی دلیل ہے۔ اور میں کہتی ہوں کہ نہیں۔ وہ قابو میں نہ آئے خواہ کیسی ہی الفت و محبت کیوں نہ کرے۔ یہ ضروری نہیں کہ عورت اپنی محبت اور اعتبار کا ثبوت یوں دے کہ مرد کی بات مان جائے۔ وہ قابو میں جب آئے۔ کہ کوئی اور بات بھی حاصل کرلے۔ کیونکہ مرد کی بات مان کر عورت ایک قسم کی قربانی کرتی ہے۔ اور یہ بتاؤ کہ مرد کی طرف سے عورت کو محبت و پیار کرنے کا کیا ثبوت ملنا لازم ہے۔ وہ بھی تو آخر عورت کیلئے کچھ قربانی کرے۔ اور اسکے اعتبار کو سچا ثابت کر دے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نعیم۔ (تھوڑی دیر خاموش رہ کر پست آواز سے) تو پھر عورت اسحالت میں اپنی محبت اور اعتبار کا کیا ثبوت دیسکتی ہے"!

جوزفین۔ اور مرد اپنی محبت اور عورت پر اعتماد کرنے کا کیا ثبوت پیش کرتا ہے؟ تم پہلے جواب دو پھر میں بھی بتا دوں گی۔

امیر نعیم اس بات کو سنکر خاموش رہ گیا۔ تھوڑی دیر تک وہ فکر کے عالم میں اپنی خوشنما مونچھوں سے شغل کرتا رہا۔ اور پھر مسکراتے ہوئے کہا"

جوزفین! تم نے مجھ کو بند کر دیا۔ اب میں اس مسئلہ کو کسی اور ہی نظر سے دیکھتا ہوں پہلے اور بات سوچی تھی۔

جوزفین۔ (سلسلہ کلام جاری رکھکر) میں بھی تمہارے ساتھ اس بات کو مانے لیتی ہوں کہ عورت کو دھوکا دینے میں تمام ملامت و سرزنش مرد ہی کو کرنا چاہئے۔ وہ دغاباز اور مکار ہوتا ہے۔ مگر عورت کی خرابی اور بے حرمتی یا یوں کہو کہ اخلاقی حیثیت سے گر جانے میں تمام ملامت مرد ہی کے ذمہ نہیں پڑسکتی۔ بلکہ خود عورت بھی قابل ملامت ہے۔ کیونکہ وہ کیوں مرد کی بات مان کر اس کے قابو میں آگئی۔ اور اپنے مان جانے کا کوئی معاوضہ کیوں نہ لیا۔ اگر مرد اور عورت محبت کے نباہ میں پورے اُترتے ہیں تو ان پر یہ بھی واجب ہے۔ کہ ہر چیز میں پورے اور کامل اُتریں۔ جب عورت مرد کے قابو میں چلی آئی ہو تو مرد پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنے تئیں عورت کے قابو میں دیدے۔ اور کم از کم اس کو برابر کا بدلہ تو ضرور عطا کرے۔ عورت اپنے تئیں مرد کے حوالہ کرتی ہے۔ تو اس امید پر کہ مرد بھی اسی کا ہو کر رہیگا پس وجہ کیا ہے۔ کہ شرعی عقدنامہ تحریر کرانے سے قبل عورت مرد کے قابو میں آجائے۔ رہ گیا یہ کہ مرد کا اظہار محبت اسکو بے قابو کر دیتا ہے۔ تو یہ کوئی بات نہیں۔ عوض معاوضہ گلہ ندارد کا مسئلہ بہت ہی معقول ہے عورت بھی محبت اور عشق کے اظہار پر اکتفا کرے۔ اور اگر مرد اس سے اس بات سے کچھ زائد چاہتا ہے تو اپنی طرف سے بھی زیادتی کرے ورنہ اس کے معنی کیا ہیں۔ کہ عورت سے قربانی کا طالب ہو۔ اور خود کچھ قربانی نہ پیش کرے۔ اور عورت مرد کی بات نہ مانے۔ تو اس پر یہ شک ہو۔ کہ وہ مرد سے محبت اور اس پر اعتماد نہیں رکھتی تو عورت کو بھی یہ حق ہے۔ کہ وہ مرد کی طرف سے علانیہ شرعی عقد پیش نہ کئے جانے پر اسکی الفت و محبت اور اعتبار میں شک کرے۔ لیکن جب کامل بھروسہ کے بعد بھی مرد کی بات ماننے سے دھوکے میں پڑ جائے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تب بھی وہ خطا سے بری نہ ہوگی۔ گو اس نے دانستہ ایسا نہیں کیا۔ اور بغیر کسی عہدو پیمان لینے یا دستاویز حاصل کرنے کے عورت اپنی عزت برباد کر ڈالے۔ تب تو اسی کا گناہ ہے۔ اور اسکی جو سزا اسے ملی وہ تھوڑی ہوگی۔ بہر حال اس تمام گفتگو کا نچوڑ یہ ہے کہ عورت اعتماد اور محبت میں چاہے جسقدر غلو کرے اور مرد کی ہر ایک بات مان لے لیکن اپنی آبرو کو ضرور محفوظ رکھے۔ اور بغیر کسی دستاویز کے اسے ضائع نہ کرے ورنہ وہ قابل ملامت ہوگی۔ اور ضرور بُری کہلائیگی۔ میں مانتی ہوں کہ خود مجھ سے بھی یہی غلطی ہوئی ہے مگر خدا کی رحمت کے قربان جاؤں کہ اس نے مجھکو اس غلطی کی سزا سے محفوظ رکھا۔ اور حسن اتفاق سے میں نے اپنے تئیں ایسے امین اور معتبر شخص کے حوالہ کیا جو سراپا نیکی اور اخلاص کی تمثال ہے۔ اور میں خوب جانتی ہوں کہ ہر عورت ایسی ہی خوش قسمت نہیں ہو سکتی۔

نعیم۔ جوزفین! تمنے مجھکو چپ تو ضرور کر دیا۔ مگر میں ابھی قایل نہیں ہوا۔ تمہاری اس بات کو تو میں مان گیا ہوں۔ کہ عورت اپنی اخلاقی خرابی اور بد اطواری میں بے خطا تو نہیں کہی جاسکتی۔ مگر میں اس بارہ میں پہلا گناہ مرد کے ذمہ اور پھر اس کے بعد عورت کے سر ڈالتا ہوں۔ کیونکہ مرد در اصل مغوی ہے۔ اور عورت اس کے اغوا میں آجاتی ہے جسکی وجہ عورت کی فطری کمزوری ہے۔ مرد عورت پر حملہ آور ہوتا ہے۔ اور عورت کمزور ہونے کی حیثیت سے اپنا صرف بچاؤ کر سکتی ہے۔ عورت کو اپنی آبرو۔ پاکدامنی اور ذات کو ہر ایک خرابی سے محفوظ رکھنے کا بے حد خیال ہوا کرتا ہے۔ مگر مرد اس پر ڈورے ڈال کر اسکی پاکدامنی کو چھیننے کی کوشش کیا کرتا ہے۔ مرد کو بغیر کسی وعدہ کرنے کے بہت کم عورت کی پاکدامنی پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ اور جب عورت اپنے تئیں اس کے حوالہ کر دے۔ اس وقت اگر مرد عورت سے بیوفائی کر جائے تو کیا وہ سخت گناہ گار اور بانی جور و فساد نہ ہوگا۔

جوزفین۔ نہیں صرف مرد ہی بالکل گنہگار نہ ہوگا۔ عورت بھی اس گناہ میں اسکی شریک ہے اس نے بغیر شرعی عقد کے اپنی آبرو کیوں دی۔ یہی اس کا گناہ ہے۔ اور مرد ہی اکیلا گنہگار نہیں ہوا۔

نعیم۔ یہ درست ہے۔ لیکن بیچاری عورت کمزور اور بے بس ہے۔ اور مرد جس پر عورت کی دستگیری اور مدد کرنا واجب ہے جب وہی اس کی کمزوری سے یہ فائدہ اٹھائے کہ اس کی پاکدامنی کو غارت کر دے۔ اور اسے بے آبرو بنا کر پھر بھی اس پر کچھ رحم نہ کرے۔

جوزفین۔ (بات کاٹ کر) ہاں۔ ہاں۔ یہ تم نے ٹھیک بات کہی۔ بیشک مرد عورت پر ذرا بھی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رحم نہیں کرتا۔ بلکہ اس کو اور بھی ذلت و مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یعنی پژمردہ اور کمھلائے ہوئے پھول کی طرح اُسے دور پھینک دیتا ہے۔ حالانکہ خود پنج عیب شرعی ہونے کے باوجود فاضل۔ شریف۔ دانا۔ لائق اور معزز وغیرہ اوصاف سے منصف بنتا ہے۔ اور بیچاری عورت جہاں ایک دفعہ بے آبرو ہوئی۔ بس ہمیشہ کیلئے گئی گزری ہوئی۔ اور ایسی گندی ہو گئی کہ پھر مرد قیامت تک اس کو چھونے تک کا روادار نہیں ہوتا۔ اور بظاہر اس سے کچھ بھی تعلق رکھنا گوارا نہیں کرتا۔ کہ کہیں اسکی بدنامی و رسوائی میں خود بھی آلودہ نہ ہو جائے۔ یہ نہیں بتاؤ کہ کسی بدچلن عورت کو جو تائب ہونا چاہتی ہو کوئی آدمی اور شریف آدمی اس خیال سے منہہ لگاتا ہے۔ کہ اسے آیندہ کی تباہ کاری سے بچائے۔ اور جس ذلت کے غار میں وہ گر گئی ہے۔ اس سے نکالکر اسکی دستگیری کرے۔ اگر کوئی ایسا نیک فعل کرے جبھی تو اس کے گزشتہ احوال سے چشم پوشی کرنا اور موجودہ حال کو قابل تعریف سمجھنا غیر ممکن ہے۔ مینے تو نہیں دیکھا کہ کوئی بدچلن عورت اپنی بدبختی کے غار سے نکلنے کی کوشش کرے۔ تو اس کو اس بارہ میں مدد دی گئی ہو۔ بلکہ اسے اور بھی پیچھے دھکیلا جاتا اور خوب پامال کرکے ابدی مصیبت میں گرفتار بنا دیا جاتا ہے۔

لیکن مردوں کا یہ حال ہے کہ کھُلے ڈھکے ہر طرح قسم قسم کے افعال بد کریں۔ اور پھر پاک و صاف بنے رہیں۔ مولانا صاحب۔ مسٹر۔ منشی جی۔ عالم و فاضل۔ ادیب و اریب کہلائیں۔ اور جس عورت کی عصمت و عفت برباد کرکے اسے کامل تباہی کے غار میں گرادیں۔ اگرچہ در پردہ اس کے قدموں کی خاک سرمۂ چشم بنائینگے۔ لیکن علانیہ اور ظاہر میں اس کے نام سے نفرت اور اسکی ہمنشینی سے دوری کا اعلان کرتے رہیں گے۔ پھر بڑا لطف یہ ہے کہ جب ایسے اصحاب خود کسی عورت کو شرف زوجیت عطا کرنے کے خواہشمند ہوں تو اس قسم کی کنواری لڑکی تلاش کرینگے۔ جسکی بابت کہا جا سکے ؎

مشام بلبل میں عطر و گل کی ہنوز بو بھی نہیں گئی ہے

ابھی تو نامِ خدا ہے غنچہ نسیم چھو بھی نہیں گئی ہے

اب جوزفین کی گفتگو میں غضب و غصہ کا رنگ جھلک آیا تھا! اور معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ بگڑ کر مباحثہ کر رہی ہے۔ چنانچہ اس کی یہ حالت دیکھکر امیر نعیم مسکرا دیا۔ اور پھر زور سے ہنسکر کہنے لگا۔

پیاری! تم بگڑو نہیں۔ میں تمہارا ہمخیال ہوں۔ اور فی الواقعہ مرد ہی کو قابل ملامت تصور کرتا ہوں۔ ظلم و ستم مرد ہی کی طرف سے ہوا کرتا ہے! اور یہ قوی مخلوق کمزور و ناتوان مخلوق (عورت)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کو ہر طرح خراب و تباہ کر کے اپنا کام نکال لیتا ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ مرد چاہے تو بدکاری اور بدچلنی کی آفت کم از کم بہت کم تو ضرور کر سکتا ہے۔ گو یہ بالکل معدوم نہ ہو۔ اور اسکی تدبیر صرف یہ ہے کہ مرد عورت کی مدد کرے تاکہ وہ اپنی پاکدامنی اور عصمت کو محفوظ رکھ سکے۔ نہ یہ کہ اسکی عفت چھیننے کے لئے اس سے برسر جنگ ہو جائے۔ عورت کو قید تنہائی میں ڈالدینا اور مردوں کے ساتھ ملنے جلنے سے روکدینا یا خود مردوں کا عورتوں کے میل ملاپ سے محترز رہنا یہ عورتوں کی اعانت کرنے کا طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ ان کی مدد کرنے کا ذریعہ یہ ہے کہ عورتوں کے ساتھ قدرتی قوانین اور مجلسی قواعد کے مطابق سچائی اور انصاف کا برتاؤ کیا جائے۔ اور عورت کو حلال بی بی بنایا جائے نہ یہ کہ اس سے یارانہ اور آشنائی کیجائے ؞

چھٹا باب

خزانہ اسرار

ادھر نعیم اور انکی محبوبہ بیوی جوزفین میں اس سوشل موضوع پر یہ لطیف بحث ہو رہی تھی۔ اور دوسری طرف امیر موصوف کی بہن شہزادی نعمت خانم کے قصر میں ان کی ریاست کا مختار عام کارندہ اور منیجر احمد بک نظیم ملنے آیا تھا۔ نعمت خانم اور احمد بک نظیم دیر تک مختلف امور پر گفتگو کرتے رہے اور باتوں باتوں میں ان کے مابین یوں بات چیت شروع ہوئی۔

—— احمد بک! مجھے تمہارے صبر و سکون کا حال دیکھکر کمال حیرت ہوتی ہے۔ میری تمہاری محبت کو پانچسال سے زیادہ زمانہ گزر گیا ہے۔ مگر نہ تم اس الفت میں کمی کرتے نظر آئے۔ اور نہ زیادتی کے نشان دکھلا سکے۔ آخر یہ تم کب تک میرا دل سوسا کرو گے؟ اب میں صبر نہیں کر سکتی۔ اور اپنی خالص اور بیحد محبت کا راز تم پر عیاں کئے دیتی ہوں۔ تمکو اپنی الفت کے اظہار میں کوئی خوف ہے تو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اسے دور کردو۔ میں تمہیں خود حوصلہ دلاتی ہوں۔

——— میری مخدومہ! تمکو میری محبت کا حال خود روشن ہے۔ کہنے کی ضرورت کیا ہے۔ عیاں راچہ بیان۔ کیا زبان ہی سے کہنا محبت کو ثابت کریگا۔ میرا تو رواں رواں آپ کی الفت کے عطر میں بسا ہے۔ اور یہ دل آپ کا ہو چکا ہے لیکن نعمت! کہاں میں اور کہاں تم۔

——— اوہ۔ تم میرے اور اپنے نسب کا فرق ہمارے اکجا ہونے کی راہ میں حائل خیال کرتے ہو گے۔ احمد! یہ تو بالکل معمولی سا فرق اور نہایت آسان بات ہے۔ خدا کے کرم سے اپنی لیاقت کارروائی۔ شریفانہ اوضاع اور نیک مزاجی کے وسیلہ سے تم نے سوسائٹی میں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا ہے ملک مصر کے تمام بڑے بڑے امیر اور معززین تم سے واقف ہیں اور تمہارا احترام کرتے ہیں۔ یہ سب باتیں کافی سے زیادہ ہیں۔ کہ تم امیروں کے خاندان کی برابری کر سکو۔ علاوہ ازیں تمہاری ذکاوت دانشمندی اور خوش اخلاقی کے اوصاف میرے واسطے مایۂ فخر ہو سکتے ہیں۔ پیارے احمد! تم ایک روشن خیال۔ آزاد منش اور شریف آدمی ہو مجھے امید ہے کہ میری اس آزادانہ گفتگو کی تم قدر کرو گے اور اسے کمینگی نہ سمجھو گے۔ اور دوسرے یہ کہ میں تم پر کامل اعتماد رکھتی ہوں۔ اور سمجھتی ہوں کہ تم سے کبھی بے وفائی ظہور میں نہ آئیگی۔ نہ تم میری اس اظہار محبت کو کبھی میرے خلاف ضرر رسانی کا آلہ بناؤ گے۔

——— میری مخدومہ! توبہ توبہ۔ یہ آپ کیا کہتی ہیں۔ بھلا میں آپ کی عزت اور مرتبہ کو پہنچ سکتا ہوں؟ ہزار الفت اور محبت ہو۔ اور میں جانتا ہوں کہ مجھے آپکی محبت ہے اور آپ کو میری لیکن اس بات سے میں اتنا مغرور اور اندھا نہیں بن سکتا۔ کہ آپکے درجہ اور مرتبہ کا خیال ترک کر دوں۔ اور آپکے برابری کا دعویٰ کروں۔ آپ امیرزادی اور بڑی عالیمرتبہ خاتون ہیں اور میرا یہ منہہ نہیں کہ آپ سے ہمسری کروں۔ اور یہ تو غیر ممکن ہے۔ کہ آپ کو کچھ ضرر پہنچانے کا خیال بھی دل میں لاؤں

——— تو اب ہم صاف صاف اور آزادی سے باتیں کیوں نہ کریں"

احمد بک اس بات کو سنکر کانپ اٹھا۔ گویا اسے اس گفتگو کے نتیجہ سے ڈر لگتا تھا۔ مگر چونکہ یہ بھی ناممکن تھا۔ کہ وہ گفتگو کو بند کردے۔ لہذا مجبور اًکہا۔ خیر جناب عالیہ! جو حضور کی مرضی ہو ارشاد فرمائیے

نعمت خانم۔ احمد بک! تم جناب عالیہ کہکر میرے دلکو صدمہ پہنچاتے ہو۔ اس وقت ہم اور تم تنہا ہیں۔ اور محبت نے ہمیں باہم برابر بنا دیا ہے۔ اور اصل یہ ہے۔ کہ ہم برابر ہی ہیں کیا تمہیں کچھ لگتا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ تم میرے شوہر کی وفات سے پہلے میرے ساتھ کتنی الفت عیاں کیا کرتے تھے؟

احمد بک یہ سنکر شرم زدہ ہو گیا۔ اس کے رخساروں پر حیا کی سرخی آگئی۔ اور نعمت ہانم نے سلسلہ کلام جاری رکھکر کہا۔

"تم گھبراؤ نہیں۔ سنو۔ میں تمہاری حرکتوں کو دیکھتی تھی۔ بلکہ یوں کہوں نہ کہوں کہ تمہارے قلب کی حرکت تک سے خبردار تھی۔ مگر میں تم کو دھوکا دیتی تھی کہ کہیں تم یہ نہ سمجھنے لگو۔ کہ یہ محبت عشق کی ہے۔ اور میرا اسوقت میں کسی سے ایسی محبت کرنا برا تھا۔ آہ محبت کی علامتیں چھپ نہیں سکتیں۔ اور لوگوں سے پوشیدہ ہو جائیں تو ہو جائیں مگر محبوب سے کبھی پوشیدہ نہ رہینگی۔ مینے تمہارے صحیفۂ دل کا اسیوقت مطالعہ کر لیا تھا۔ اور جان بوجھکر انجان بنگئی تھی۔ کیونکہ میں ایک شخص کی پناہ میں تھی۔ اور اسوقت اس کے سوا دوسرے کی طرف توجہ کرنا گناہ تھا۔ مگر اپنے شوہر کی وفات کے بعد میں آزاد ہوئی۔ اور پھر مینے تم سے کھلکر ملنا شروع کیا۔ تمہارے دل کا راز مجھپر کھلگیا۔ اور شاید تم بھولتے نہ ہو گے کہ ایکبار تم اپنا دل میرے سامنے کھولکر رکھدینے ہوئے کسی سبب سے خود بخود رک گئے تھے؟"

احمد بک "ہاں ہاں مجھکو یاد ہے۔ مگر کاش میں . . . . "

احمد بک کہتے کہتے رک گیا۔ گویا وہ اپنا مدعا کہنا نہیں چاہتا ہے۔

نعمت ہانم "کاش۔ کیا۔ صاف صاف کہو"

احمد بک "جناب عالیہ! کاش میں اس وقت اپنے عشق کا حال ظاہر کرتا تو اچھا ہوتا۔ آہ۔ وہ بے نتیجہ محبت تھی"

نعمت ہانم "مگر اسی وقت۔ اور تمہارا وہ خیال درست تھا۔ مگر کیا اب بھی خیال ہے؟"

احمد بک "ہاں۔ جناب عالیہ! اب بھی یہ عشق بے نتیجہ ہے"

یہ سنکر نعمت ہانم کے چہرے پر حیرت و تردد کے آثار نمایاں ہوگئے۔ اور اس نے تحیر کے لہجہ میں کہا:-

"عجیب! اب تمہیں اپنی آرزوئیں پوری کرنے میں کیا رکاوٹ نظر آتی ہے؟"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

احمد بک (حسرت سے) آہ۔ جناب عالیہ! آپ میرے لئے کبھی نہیں ہو سکتیں"۔

نعمت خانم "وہ کیوں؟

— کیونکہ میں آپ کے لائق نہیں ہوں"۔

— "احمد! تم مجھکو پاگل بنا رہے ہو۔ اُف مجھکو یہ ہرگز خیال تک نہ تھا۔ کہ تم میری بات یوں رد کردوگے"۔

— "جناب عالیہ! میں آپ کی بات رد نہیں کرتا۔ میں تو یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ میری نہیں ہیں۔ میں آپ کا ہمسر نہیں۔ بلکہ اس سے بھی بہت ہی گیا گذرا ہوں۔ کہ آپ کا نوکر رہ سکوں۔ چہ جائیکہ . . . . ."

— "یہ تم کیا کہتے ہو۔ میں تم سے کہہ چکی کہ نسب ہمارے مابین کوئی جدائی نہیں ڈال سکتا۔ پھر کیا عذر ہے"۔

— "آہ! اگر صرف نسب ہی اس راہ میں حائل ہوتا۔ تو میں اسکی کچھ پروا نہ کرتا"۔

— "تو پھر دولتمندی کا فرق ہے"۔

— "اوہ۔ جب نسب کا خیال نہیں کیا جاتا۔ تو دولتمندی کیا چیز ہے۔ یہ تو دوم درجہ کا مانع ہے۔ اور علاوہ ازیں آپکے فیاض خاندان کے طفیل میں میری مالی حالت بھی بہت اچھی ہوگئی ہے۔ اور میں متمول اشخاص میں شمار ہوتا ہوں"۔

— "تو پھر یہ بات تمہیں اور جرأت دلا سکتی ہے۔ کہ تم میرا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کرو"۔

احمد بک "(حسرت سے) آہ! جناب عالیہ! آپ مجھے معاف کریں۔ آپنے ایک غیر مستحق شخص کے لئے اپنے مرتبہ سے نیچے اُترآنا چاہا ہے۔ حالانکہ وہ آپ کی گرد تک نہیں چھو سکتا۔ رحم کیجے اور مجھے معاف فرمائیے۔ میں آپ کا ہرگز مستحق نہیں ہوں"!

نعمت خانم۔ (بدحواس ہوکر) احمد بک! تمنے مجھے عجیب پریشانی میں مبتلا کیا ہے۔ خدا کے لئے صاف صاف کہو آخر تمہاری مراد کیا ہے"؟

احمد بک۔ (سخت مضطرب ہوکر اور لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے) "آپ اس کے لئے ہیں جو مجھ سے بہت بڑھکر ہے"!

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نعمت ہانم "اخاہ! یہ کیوں نہ کہو کہ تمہیں امیر عاصم کا ڈر ہے۔ احمد! یقین جانو کہ وہ میرے ناخن کا تراشہ بھی نہیں پا سکتا۔ مجھے اس سے ذرا بھی محبت نہیں ہے۔ بلکہ میں تو اس کی صورت سے نفرت کرتی ہوں۔ اس نے مجھے بہت تنگ کیا اور چاہا کہ میرا ہاتھ پکڑ لے۔ مگر میں نے بجز انکار کے کبھی اس کو ڈھارس تک نہیں دلائی۔ اور جتنا اس نے مجھکو دبایا۔ اسی قدر میں اور زیادہ اس سے ناراض ہوتی گئی۔ اگر میں اس سے کچھ محبت رکھتی ہوں تو وہ فقط برادرانہ الفت ہے۔ اور اب اس الفت کا چراغ بھی اس کی بیجا حرکتوں کی ہوا سے بجھ رہا ہے۔ اگر تمہیں اس کا کوئی خیال ہے تو معلوم رہے کہ وہ کوئی مال نہیں۔ اور میرا ارادہ ہر ایک ارادہ سے بالاتر ہے"۔

احمد بک "اگرچہ یہی ایک رکاوٹ کافی ہے۔ تاہم کچھ اسی ایک بات پر موقوف نہیں۔ اور بھی کئی رکاوٹیں ہیں"۔

نعمت "نہیں وہ بالکل رکاوٹ نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اپنے خاص معاملات کا مجھے کامل اختیار ہے۔ اور کوئی میرا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا"۔

احمد بک "مگر"۔

نعمت "(مضطرب ہو کر) مگر کیا؟ کہو کہو۔ اب میں زیادہ صبر نہیں کر سکتی"۔

قریب تھا کہ نعمت ہانم غصہ سے بے قابو ہو جائے۔ وہ بڑی بدمزاج تھی۔ اور اس کو کبھی اس بات کا گمان تک نہ تھا۔ کہ احمد بک اس کی خواہش کو اسطرح نامنظور کرے گا۔ اور اس سے شادی کرنے میں انکار کر دے گا۔ اور احمد بک نے اسکی یہ حالت تاڑ کر کہا۔

"میری مخدومہ! خدارا مجھپر رحم کیجئے۔ مجھے معاف فرمائیے اور اس ذکر ہی کو جانے دیجئے۔ میں آپ کا شوہر کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور سب کچھ ہونگا۔ ادنیٰ خادم اور وفادار غلام رہونگا۔ بلکہ آپ کے غلام کی غلامی اپنا فخر سمجھونگا"۔

نعمت ہانم۔ (طیش میں آکر) "دور ہو نامرد۔ بزدل۔ افسوس مینے ایک نوکر کو اپنا ہاتھ دینا چاہا تھا۔ میں واقف نہ تھی تو ایسا کمینہ ہے"۔ اور یہ کہکر غصہ سے کانپتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر کہا —

"خوب کان کھول کر سن لے السں آج سے تو میرا جانی دشمن ہے۔ اگر کسی کو اس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وقت کی گفت گو کا ایک حرف بھی معلوم ہو گیا - تو یاد رکھ تیری ایسی شامت آئے گی کہ تو ہی جانیگا"!

احمد بک اس عتاب کو دیکھکر نعمت خانم کے قدموں پر گر پڑا - اور اس کا دامن پکڑ کر کہنے لگا -

—— "ذی شان شہزادی! میری مخدومہ! رحم فرمائیے - اور معاف کیجئے - میں نہ کمینہ ہوں - اور نہ بزدل - ہاں آپ ایسا سمجھیں تو یہ آپ کی مرضی ہے - اور ایک طرح پر درست بھی - کیونکہ میں اپنے تئیں آپکا خطاوار پاتا ہوں - اور اس لئے آپ کی ہمسری کا مستحق نہیں رہا - اس کے سوا جو خدمت ہو اُسے بسر و چشم بجا لانے کو تیار رہوں"

نعمت خانم " (جھڑک کر) بس بس - تو کسی لایق نہیں - تو بڑا کمینہ ہے"

احمد بک "میری مخدومہ! آپ یہ غلط فرماتی ہیں - اپنی معذوری کا سبب آپ پر ظاہر کر چکا ہوں"

نعمت خانم " وہ کیا؟"

احمد " مینے کہا نہیں؟ کہ مجھ سے ایک ایسا بُرا فعل سرزد ہوا ہے - جس کی ندامت سے تاحشر نجات نہ ملیگی - اور اس کی نجاست میری ذات کو نجس اور گندہ بناتی رہے گی - نیز ہر اس شخص کو جو میرا قرین ہو - اگر مینے آپ کی زوجیت کا شرف قبول کر لیا - تو اس کا انجام یہ ہوگا - کہ آپ بھی ایک مجرم کیسا تھ ملنے کیوجہ سے ناپاک ہو جائیں گی"

نعمت " (حیران اور چونکی ہو کر) تم کیا کہتے ہو - میں تو خاک بھی نہیں سمجھی کہ تمھارا مطلب کیا ہے؟ آخر وہ کیا داغ ہے جسکو تم اتنا گھبراتے ہو - ذرا مجھے بھی تو اس سے واقف کرو - دیکھوں کہ وہ کیونکر دور نہیں ہو سکتا"

احمد (تاسف سے) "بس جتنا کہا اس سے زیادہ کہنا میرے امکان سے خارج ہے"

نعمت "نہیں تم اور بھی صاف کہو - کہ یا تو میں تمہارے داغ کو دور کر دوں - یا تمہیں مخدوم رکھوں"

احمد "میرا داغ کبھی دور نہیں ہو سکتا - آپ یونہی مجھے معاف کر دیں"

نعمت خانم یہ سنکر اپنی جگہ پر بیٹھ گئی - اور کچھ سوچنے لگی - اب اس کا اضطراب ذرا ٹھہرتا جاتا تھا - اور اس نے تخفیف دیتک چپ رہنے کے بعد کہا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

— "تو کیا تم اپنا راز مجھ سے نہیں کہو گے"

احمد بک "نہیں۔ للہ رحم کیجئے۔ اور معاف فرمائیے۔ مجھے اتنی طاقت کہاں کہ میں اُسی بیان کرسکوں۔ بس آپ یونہیں مجھے معاف رکھیں"

نعمت۔ ہائے اللہ! میں کیا جانتی تھی کہ تم سراپا راز اور کوئی اندرونی کاوش میں مبتلا ہو"

احمد سر جھکا کر دل میں دعا کرتے ہوئے کہ خدایا تو ہی اس چپقلش سی نجات دے سکتا ہے خاموش بیٹھا رہا۔ اور نعمت خانم نے اسے چپ دیکھکر پھر کہا — "تو اب راز کے پردہ۔ نہیں اسکی آہنی دیوار کا ہمارے مابین سے زائل ہونا محال ہے"

احمد بک "جی ہاں۔ اور یقیناً یہی بات ہے"

نعمت "کاش میں بھی اس سے آگاہ ہوتی کہ شاید کوئی تدبیر کرسکتی"

احمد بک "اور کاش میں اس راز کو ظاہر کرسکتا۔ حتیٰ کہ خود اپنے ہی اوپر۔ مگر یہ ناممکن ہے"

نعمت "احمد! تم نے تو مجھکو سخت خوفزدہ بنا دیا ہے۔ تمہارا یہ راز کیا ہے۔ ہائے جانگزا ہے"

احمد بک "مگر آپ کو کیا خوف ہے۔ آپ کیوں ڈرتی ہیں"

نعمت "اس خیال سے کہ کہیں اس سے میرا بھی کچھ تعلق نہ ہو"

احمد بک "بالکل نہیں۔ آپ اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتیں"

مگر یہ کہتے ہوئے احمد بک کا تمام بدن کانپ گیا۔ اور اس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور نعمت خانم بھی اس بات کو تاڑ ہی گئی۔ چنانچہ اس نے کہا۔

— "تم نے مجھکو بہت بےچین بنا دیا ہے۔ اور اب راز کو معلوم کرنے کے بغیر میرا دل قرار نہیں پاسکتا"

احمد بک "مگر میری مخدومہ! آپ اتنی متفکر نہ ہوں۔ وہ راز خاص میرے ساتھ وابستہ ہے۔ آپ کو اس سی کوئی واسطہ نہیں"

نعمت "(ذرا دیر سوچکر) تو کیا امیر عاصم کو اس سی کوئی تعلق ہے؟"

احمد بک "کچھ بھی نہیں۔ ۔ ۔ ۔ مگر ——"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نغمت (مضطرب ہو کر) مگر کیا؟ صاف کہو۔ تم یہ معمے کب تک کہتے رہو گے۔ تمہاری اس پردہ داری سے میں سخت پریشان ہو رہی ہوں۔ اور تم جانتے ہو کہ اس کا انجام برا ہو گا۔"

اب احمد بک نے دیکھا۔ کہ نغمت کی دونوں آنکھوں سے غیظ و غضب کے شرارے نکل رہے ہیں۔ اور وہ بیحد کبیدہ خاطر ہو رہی ہے۔ اور اس نے آتش غضب کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اطمینان دہ لہجہ میں کہا:۔

—"میری مخدومہ! امیر عاصم نے مجھے ایک با اختیار حاکم کے طور پر منع کیا ہے۔ کہ میں آپ کے کسی معاملہ میں ذرا بھی دخل نہ دوں۔ اور آپ سے کوئی واسطہ نہ رکھوں۔"

نغمت خانم (قہقہہ لگا کر) "بس تمہارا راز یہی ہے۔"

احمد بک "نہیں۔ یہ اس کا ایک جزو ہے۔"

نغمت خانم۔ مگر تم نے کہا تھا۔ کہ اس راز سے امیر عاصم کو کچھ تعلق نہیں۔ اور اب خود ہی تعلق کا اظہار کر رہے ہو۔"

احمد بک "یہ آپ کا خیال ہے۔ اصل راز کی نسبت مینے عرض کیا تھا کہ وہ امیر عاصم سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ اور یہ دوسری بات ہے کہ انھوں نے مجھے ایک حکم دیا جس کو میں آپ سے بیان کر چکا ہوں۔"

نغمت خانم (تاسف سے) "اف! میں پھر ویسی کی ویسی ہی بے خبر رہی اور کچھ بھی نہ سمجھی۔"

احمد بک "جناب عالیہ! آپ کو خدا کی قسم ہے اس بات کے سمجھنے کی کوشش ترک کر دیجیے۔ اس کے سمجھنے میں آپ کا کوئی فائدہ نہ ہو گا اور میرا نقصان ہے۔"

نغمت "تو کیا تم کو مجھ پر بھروسہ نہیں۔"

احمد بک "نہایت کامل۔"

نغمت "تب کہنے میں کیوں تامل کرتے ہو۔"

احمد بک "اس لئے کہ کہنا بیفائدہ ہے۔"

نغمت (حیران ہو کر) "آہ! یہ فضول ہے۔ کہ میں تم سے صاف بیانی کی آرزو کروں۔ نہیں تم کچھ نہ کہو گے۔" اور پھر وہ چپ ہو کر کچھ سوچنے لگی اور احمد بک خوف کے مارے کچھ کہنے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی بھی جرأت نہ کرسکا۔ آخر کار نعمت ہانم نے کہا:۔

۔۔ "اگر تم عاصم کی دھمکی ہی سے خائف ہو۔ تو میں اس دھمکی کو ایک لفظ کہکر بند کرسکتی ہوں ۔۔"

احمد بک ۔ "میری مخدومہ۔ میں کسی سے بھی نہیں ڈرتا۔ جو کچھ خوف ہے اپنی ہی ذات سے ہے۔ آپ بس یہ مان لیجئے کہ آپ کے لئے یہی افضل ہے۔ کہ میں آپ سے نہ ملوں"

نعمت ہانم (بہت ہی مایوس اور پژمردہ ہوکر) "اچھا بس کرو یہاں سے چلے جاؤ۔ اور جو کچھ اسوقت ہوا ہے۔ اس کو فراموش کردو۔ بلکہ صبر کرو۔ آہ! پھر تُنے مجھ سے طرح الفت ہی کیوں ڈالی تھی؟"

احمد بک "کیونکہ میں آغاز الفت میں ہر ایک راز سے پاک تھا۔ اور جب آپکی محبت نے میرے دل پر قابو پالیا تو میں اس کو چھپا نہ سکا۔ مگر میری مخدومہ! آپ اس سے بخوبی آگاہ ہیں کہ محبت نے میری باگ آپ کے ہاتھ میں دیدی ہے۔ اور میں اب اسی الفت میں مجردانہ زندگی بسر کرونگا۔ اور آپ کے نام پر صبر کئے بیٹھا رہونگا"

نعمت ہانم اس بات کو سُنکر بیتاب ہوگیا تھا اپنے کوچ پر سُست ہوکر گر پڑی اور یہ معلوم ہوا کہ گویا اس کی جان سلب ہو رہی ہے۔ پھر اس نے کہا:۔

"اچھا اسوقت میرے پاس سے چلے جاؤ۔ مجھے آرام لینے کی ضرورت ہے۔ اور اب مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ مزید پریشانی اور رنج کا بار اُٹھا سکوں"

احمد بک سراسیمہ اور دل شکستہ اُٹھکر چلا گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کرے اور کہاں اپنی جان ہلاک کر ڈالے۔

. . . .

احمد بک ایک نہایت شریف، زیبا طلعت، خوش مزاج، نیک دل اور عالی حوصلہ نوجوان تھا اور اس نے اعلیٰ تعلیم اعزاز کیساتھ حاصل کی تھی۔ سند تکمیل حاصل کرنیکے بعد اس کو امیر ابراہیم مرحوم کی ریاست کی منیجری ملگئی۔ اور احمد بک نے اپنی محنت۔ لیاقت۔ دانائی۔ کارگزاری اور معاملہ فہمی سے ریاست کے کاروبار کو بہت کچھ درست کیا۔ اسکی دیانت داری اور اخلاص کو دیکھکر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

امیر کے خاندان کے تمام افراد اس سے دلی محبت کرنے لگے ۔ اور ان کے عزت کرنے کی وجہ سے ملک کے دیگر عمائدین بھی احمد بک سے واقف ہوئے ۔ احمد بک ایک معمولی حیثیت سے ترقی کرکے اب اعلیٰ طبقہ کا آدمی شمار ہونے لگا تھا ۔ اور نعمت ہانم سے اس کو پاک محبت ہوگئی تھی نعمت ہانم بھی احمد بک کی گرویدہ تھی ۔ اور اسی محبت کا نتیجہ تھا ۔ کہ آج ان دونوں میں مذکورہ بالا گفتگو ہوئی ۔“

ساتواں باب

میں اسکو ڈھونڈوں گا

امیر ابراہیم کے شاہی محل میں ایک گوشہ کے کمرہ کی طرف جو خانہ باغ سے پیوستہ اور بارہ دری کے بازو میں واقع ہے ۔ امیر عاصم اور مسیو سنتورلا دونوں تخلیہ میں باتیں کر رہے ہیں ۔ اور امیر عاصم یوں سلسلۂ سخن آغاز کرتا ہے :-

”مسیو سنتورلی ! ایک نیا معاملہ ہے ۔“

”انشاء اللہ بہتر ہوگا ۔ فرمائیے ۔“

عاصم ۔ ”اگرچہ ہمارے لیے بہتر ہے ۔ مگر دوسروں کے حق میں برا ۔“

سنتورلی ۔ ”تو کیا حرج ہے ۔ آپ کے واسطے اچھا ہونا کافی ہے ۔

عاصم ۔ ”مگر اس کا نتیجہ عموماً سب کے لئے بہتر ہوگا ۔“

سنتورلی ۔ ”تو خیر جناب ! براہ کرم اصل مطلب کہیے ۔“

عاصم ۔ ”اچھا سنو ! تمکو یہ تو معلوم ہے کہ جوزفین امیر نعیم کی جائز بیوی ہے ۔“

— ”بیشک جناب ! اور یہ بھی جانتا ہوں کہ انکی شادی ابھی ایک راز مخفی ہے اور عام طور پر لوگوں کو صرف یہی معلوم ہے کہ جوزفین امیر نعیم کی داشتہ عورت ہے ۔“

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

— ہاں وہ ابتک اپنی شادی کو پوشیدہ ہی رکھتا ہے ۔کیونکہ وہ اپنی اس حرکت کو جو باپ کی وصیت کے خلاف ہے پوشیدہ رکھنے کو بہتر سمجھتا ہے"

سفنتورلی (حقارت کی ہنسی ہنسکر) "بیشک"

عاصم (سلسلۂ کلام جاری رکھکر) "اور تم اس بات سے بھی واقف ہو کہ نعیم ایک تعلیم یافتہ روشن دماغ شخص ہے ۔اور قدامت پرستی کے سخت خلاف ہے ۔اور اپنے تئیں احمقانہ پابندیوں میں مقید رکھنے کا عادی ہے اس لئے اگرچہ وہ اپنے مرحوم باپ کی وصیت کا احترام کرتا ہے ۔لیکن اس لئے نہیں کہ وہ وصیت کوئی واجب التعمیل مقدس حکم ہے ۔بلکہ اس خیال سے کہ اور لوگ اسے ایسا کرنے پر بُرا بھلا کہیں گے ۔اور وہ جوزفین سے جدائی اختیار کرنیکا کبھی عازم نہیں"

سفنتورلی ۔(بات کاٹ کر) اور آپ کو خوف ہے کہ نعیم رفتہ رفتہ جوزفین سے اپنے باقاعدہ شادی کر لینے کا اعلان کر دیگا ۔کیوں یہی ہے نا"

عاصم "تم تو گویا میرے دل کے راز سے واقف ہو"

سفنتورلی "اچھا تو پھر کیا کیا جائے"

— "تم یہ بھی جانتے ہو کہ میری بہن بہجت خانم نعیم کی عاشق ہے"

— "اور نعیم اس کے عشق کو جانکر پھر بھی اس سے انجان بنتا ہے"

— "ہاں مگر بہجت خانم سے عداوت بھی نہیں کرتا ۔اور میرا خیال ہے کہ اگر جوزفین نہ ہوتی تو بہجت نعیم کی بی بی ہو جاتی"

— "یہ سچ ہے ۔مجھے یاد ہے کہ بچپن میں نعیم کو بہجت سے بڑی محبت تھی"

— "تو تمکو یہ یاد ہے ۔اچھا اب کیا"

— "یاد کیوں نہ ہوتا ۔اور میں تو یقیناً کہتا ہوں کہ اگر جسوقت نعیم نے جوزفین کو دیکھا ہے اسوقت سے بہجت پر نظر پڑتی تو جوزفین کا ستارہ ہرگز عروج پر نہ آسکتا"

— "یہ نہ کہو کہ جوزفین کا ستارہ عروج پر نہ آسکتا ۔آخر بہجت بھی نعیم کو کبھی کبھی ملتی ہی رہتی تھی ۔جب وہ گھر آتا تھا اسکو ضرور دیکھتا تھا ۔تاہم جو ہو گیا اس کا ذکر کیا ۔تذکرہ تو اس بات کا ہے کہ نعیم اپنی بات کا بڑا دھنی ہے اور وہ کا ہے بخت اگر اس کو لینے قول کا پاس نہ ہوتا تو کبھی کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جوزفین سے جدائی اختیار کر چکا ہوتا۔"

— "یہ آپ درست فرما رہے ہیں۔"

— "تو پھر ضرور ہے کہ نعیم جوزفین کے ساتھ ایسا تعلق رکھنے سے نادم ہو سکتا ہے۔"

— "کیا بعید ہے کہ ایسا ہو جائے۔ اور جلد ہو۔"

— "لیکن دیکھا تو یہ جاتا ہے کہ نعیم اپنا قول و قرار نہ توڑے گا۔"

— "بلکہ اور اس کو پختہ بنانیکی کوشش کرے گا۔ خواہ یہ بات اس کی موجودہ رغبت کے خلاف بھی ہو۔ اور خوف ہے۔ کہ جلد تر اپنی شادی کا اعلان بھی کر دے گا۔"

عاصم ۔ (حیرت زدہ ہو کر) "سنتورلی! میں حیران ہوں کہ ایک بات ابھی میں آدھی بھی نہیں کہہ چکتا۔ کہ تم اس کو پوری کر دیتے ہو۔ کیا عجیب توارد خیالات ہے۔"

سنتورلی "یہ اس لئے کہ جو لوگ حق پر ہوتے ہیں۔ انہیں باہم اتفاق رائے اور خیال دونوں باتوں کی ضرورت ہے۔ اسی وجہ سے وہ حق کے نقطہ پر فوراً ہم آہنگ ہو جاتے ہیں۔"

عاصم "مگر اس حقیقت کو مختصراً مجھے بھی تو سمجھا دو۔"

سنتورلی "بسر و چشم سنئے! امیر نعیم نے جوزفین سے شادی کر کے آپ کو اور آپ کی ہمشیرہ بہجت خانم دونوں کو صدمہ دیا۔ اور چونکہ وہ ظالم ہے۔ اس لئے آپ کو حق ہے کہ اس سے ظلم کا بدلہ لیں۔"

عاصم "مگر صرف یہی نہیں۔ بلکہ اس بات سے یہ ڈر بھی ہے کہ اس معزز خاندان کی جائداد کنبہ کے حلقے سے باہر نکل جائے گی۔ اور اس کا نام غیروں کو مل سکیگا۔ میرا دل کبھی پسند نہیں کر سکتا کہ امیر ابراہیم مرحوم کی دولت اور عزت ایک ناپاک اولاد کو ملے۔ یہ کون ضمانت کر سکتا ہے۔ کہ جوزفین کے اولاد نرینہ نہ ہوگی۔ آج سے پانچ سال قبل اس قسم کا ایک خطرہ ہوا تھا۔ جو کسی طرح دور کر دیا گیا۔ مگر اب نعیم ہزار اس بات سے پرہیز کرنا چاہے۔ پھر بھی ہم یہ کیونکر امید کر سکتے ہیں۔ کہ آئندہ بھی ہم اس بارہ میں کامیاب ہی رہینگے۔"

سنتورلی "ہاں جناب! فرزند نرینہ کا ذکر ہونے پر میرا خیال ایک اور بات کی طرف منتقل ہوا ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ امیر نعیم اور انکی بیوی جوزفین آجکل ایک لڑکے کی پرورش

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں ہمہ تن مصروف ہیں "

عاصم "ہاں ۔ہاں اور نہ صرف پرورش بلکہ اس کی خدمت گزاری کرتے ہیں ۔گویا اس کے نوکر ہیں ۔یا خاص اپنے فرزند کی تعلیم وتربیت کرتے ہیں "

سنتورلی "یہ بات ہے "

عاصم "اور نہیں تو کیا ۔جو زفین اسکی بڑی ناز برداری کرتی رہتی ہے "

سنتورلی "مگر کس غرض سے "

عاصم "مجھے کیا خبر "

سنتورلی "وہ اس کو اپنا بیٹا بنائیں گے ۔اور گو شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ۔پھر بھی اُسے ہر طرح راحت و ناز نعم سے پال رہے ہیں ۔اور نعیم اُسے کسی اچھے سکول یا یورپ کی اعلیٰ تعلیم گاہ میں بھیجنے پر آمادہ ہے ۔اور اُسکی تعلیم و تربیت پر دل کھولکر خرچ کرنیکا دلدادہ "

عاصم "کیا تم یہ سچ کہہ رہے ہو "

سنتورلی "بالکل سچ اور تحقیقی بات ۔ مینے اس لڑکے کی نرس سے ملکر یہ سب باتیں معلوم کی ہیں "

عاصم "اور یہ لڑکا اسکو مل کہاں گیا ؟"

سنتورلی "ایسا سُنا ہے ۔کہ علاقہ میں اس کے کارندہ شیخ حسن نعمان کے پاس سے دستیاب ہوا ہے ۔ق کے گاؤں ہیں "

عاصم ۔(گھبراکر) تو کیا نہ حسن کا بیٹا ہے "

سنتورلی "معلوم تو یہی ہوتا ہے ۔مگر میں اس کو صحیح نہیں مان سکتا ۔لڑکے کے خط و خال یورپین ہیں ۔گویا اس کے والدین اہالی یورپ ہیں "

عاصم "تو یہ کہو کہ تم نے اس لڑکے کو دیکھا بھی ہے ۔سنتورلی مجھے اس لڑکے کی بڑی فکر ہے ۔میں سخت حیران ہوں کہ یہ کون ہے اور نعیم کو اسکی طرف اتنی توجہ کیوں ہے ۔تم کہو کہ اس کی نسبت کیا کہتے ہو "

سنتورلی "میں کیا کہوں مجھے خود حیرت ہے کہ آخر وہ ہے کون "

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عاصم "تو کیا تم اسکی تحقیقات بھی نہیں کر سکتے۔ شیخ حسن نعمان سے اسکی اصلیت اور کل کیفیت دریافت کر آؤ۔ کیا یہ ناممکن ہے"

سنتورلی "ضرور میں ایسا ہی کرونگا۔"

عاصم (تھوڑی دیر غور کے بعد) "سنتورلی۔ میں تو خیال کرتا ہوں کہ یہ بچہ پر اسرار ہے ورنہ نعیم کو اس کی تربیت و تعلیم کا اتنا خیال کیوں ہوتا۔ اور وہ اس توجہ اور مہربانی سے اسکی خبر گیری کبھی نکرتا۔ اگر شیخ حسن نعمان کی اولاد کو لیکر ایسا کرتا ہے۔ تو یہ حیرت ہے کہ غیر کے لڑکے کو باپ کیطرح کیونکر پیار کر سکتا ہے۔ بہر حال اس لڑکے کے وجود سے یہ خطرہ ضرور ہے۔ کہ امیر ابراہیم کی ثروت کہیں اس کے نام پر منتقل نہ کر دی جائے۔ اور نعیم اسے اپنا صلبی بیٹا بیان کرکے قانونی کاروائی کر گزرے"

سنتورلی "مانا کہ اسکی موجودگی ایک راز ہے۔ تو آپکے خیال میں یہ کیا راز ہو سکتا ہے"

سنتورلی یہ کہہ کر متبسم ہوا اور عاصم بدستور مغموم و پریشان ہوکر بولا:

— "اس لڑکے کی کوئی شان ضرور ہے۔ یہ امیر نعیم کے ساتھ کچھ تو ایسا علاقہ رکھتا ہے کہ اس کے نزدیک اتنا محبوب ہے۔ سنتورلی! یہ تمہارا کام ہے کہ ان باتوں کا پتہ لگاؤ۔ اور کسی کو تمہاری تحقیقات کی کانوں کان خبر بھی نہ ہو تب لطف ہے"

سنتورلی "(چٹکی بجا کر) "یہ کون سی بات ہے کل ہی لیجئے" اور پھر چند منٹ چپ رہکر "مگر آپ نے وہ نیا کام بتایا نہیں جس کے لئے یہ صحبت گرم کی تھی"

عاصم "اتنے سر دست اس کام سے نبٹ لیں پھر کہیں گے کہ اور کیا کام ہے۔ اس لڑکے کا حال معلوم ہونا پہلے ضروری ہے۔ پرسوں تک اس کی رپورٹ تم سے لیکر جو کچھ کہنا ہے کہونگا"

سنتورلی "پھر خدا حافظ"

عاصم "فی امان اللہ"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آٹھواں باب

ایک مشکل میں تو مر مر کے ہوا تھا جینا
پڑ گئی اور یہ کیسی میرے اللہ نئی

آج تیسرے دن سنتورلی قصر یہ "ق" سے واپس آگیا ہے۔ اور امیر عاصم کے پاس اسی خلوت کے کمرہ میں بیٹھا ہے۔ اس نے اپنی رپورٹ تحقیقات امیر عاصم کو سنادی ہے۔ اور امیر عاصم اس سے دریافت کرتا ہے۔ بس اتنی ہی بات ہے جناب عالی ۔ ۔ ۔ ۔

"بس یہی باتیں تمکو اس بچہ کی نسبت معلوم ہو سکی ہیں؟"

"ہاں جناب! یہی باتیں مگر یہ بالکل مکمل معلومات ہے۔" سنتورلی نے کہا۔

عاصم "اچھا تمنے کس دلیل سے جانا کہ یہ لڑکا خاص نعیم کا لڑکا اور جو زینین کے بطن سے پیدا ہے؟"

سنتورلی "بظاہر یہی نظر آتا ہے۔ میں حسن نعمان سے ملا اور یہ خیال ظاہر کیا کہ کمپنی باڑی کے متعلق کچھ اس سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ پھر باتوں باتوں میں اُس کے گھر کے حالات دریافت کئے اور پوچھا۔ تمہارے کتنے بیٹے ہیں۔ اس نے چار لڑکے اور ایک بیٹی بتائی۔ پانچواں بیٹا ایک اور بھی تھا۔ مگر وہ خاص اس کا فرزند نہ تھا۔ اور امیر نعیم اُسے دیکھکر اپنے ساتھ لیگیا ہے۔ تاکہ اس کی خود پرورش کرے۔ اس پر مینے دریافت کیا۔ کہ آیا جو بچہ امیر کے پاس فی الحال موجود ہے یہ وہی لڑکا ہے۔ حسن نے بتایا کہ ہاں۔ پھر مینے سوال کیا۔ تو وہ تمہارا حقیقی بیٹا نہ تھا؟ حسن نے کہا۔ ہرگز نہیں۔"

میں "پھر کس کا بیٹا تھا؟"

حسن "اس کی کیا خبر۔ بس یہ جانتا ہوں۔ کہ مرحوم دایہ عائشہ ایکدن اس کو میرے پاس لائی تھی۔ اسوقت یہ بچہ دوسرے سال کی عمر میں تھا۔ دایہ نے مجھ سے سفارش کی کہ اس کو لیکر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پیدورش کروں - اور میں نے یہ سمجھکر کہ اور کچھ نہ ہوا تو گھر کے کام کاج میں ہی اس سے مدد ملیگی - اور ایک نوکر رکھنے سے بچ سکوں گا "

میں " وہ تو آخر اس کے ماں باپ کی نسبت بھی سوال کیا تھا ؟"

حسن یہ سوال کیوں نہیں کیا - مگر وہ جواب سے بھاگتی نظر آتی تھی - اسی لئے میں نے زیادہ جستجو نہیں کی - ہاں بڑے اصرار کے بعد اس نے یہ کہا کہ کسی بدچلن عورت کا ناجائز بچہ ہے - جس کو بخوف بدنامی پوشیدہ کر دیا گیا ہے "

میں " مگر تم نے اسکی ماں کا نام بھی نہ دریافت کیا - آخر دایہ اس کو ماں ہی کے پاس سے لائی ہوگی "

حسن " دریافت کیوں نہیں کیا - یہ تو ضروری بات تھی - کہ دایہ عائشہ ہی اس بچہ کو جاننے والی رہی ہوگی - پس ماں کا نام اس کو ضرور معلوم ہوگا - مگر عائشہ نے یونہی بات ٹالی - اور میں یہ سمجھکر چپ ہو رہا کہ یہ بتانا نہیں چاہتی جانے دو "

میں " اور کیا تم یہ بھی نہیں جانتے کہ تمہارے پاس لائے جانے سے پہلے وہ لڑکا کہاں رہا "

حسن " اپنی ماں کے پاس رہا ہوگا - اور یہی سمجھکر میں نے کوئی سوال نہیں کیا "

میں " کیا خوب سال ڈیڑھ سال تک پال پوس کے ایک ماں اپنے بچہ کو یوں آغوش سے جدا کر دے - یہ تو سمجھ میں نہیں آسکتا "

حسن (کچھ سوچکر) تم ٹھیک کہتے ہو - مگر اسوقت مجھے یہ بات بالکل نہیں سوجھی تھی - اور جب میں نے دیکھا کہ عائشہ اس بات کی سخت پردہ داری کرتی ہے - تو میں نے خود ہی اس سے کوئی اور سوال نہ کیا "

میں " اور جب امیر نعیم اس بچہ کو لیگیا - تو کیا اس نے بھی تم سے اسکی اصل حقیقت کو نہیں پوچھا تھا "

حسن " تمہاری نسبت بہت کم سوال کئے تھے - اور اتنی توجہ نہیں فرمائی تھی - گویا وہ بہت جلد اس لڑکے کی نسبت ناجائز بچہ ہونیکا قائل ہوگیا "

میں نے بھی یہ کہکر کہ ہاں ضرور یہ کسی آوارہ عورت کا ہی لڑکا ہے بات ٹالدی - اور شیخ حسن نعمان سے ادھر ادھر کی باتیں کرکے اس پر یہ ثابت نہ ہونے دیا کہ میں خاص اسی لڑکے کی بابت دریافت کرنے کو اس سے ملا تھا - بلکہ ادھر ادھر کی اور باتیں کر کے واپس چلا آیا -

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سنتورلی یہ گفتگو کر رہا تھا اور عاصم حیرت و توجہ کے ساتھ منہ پھاڑے اس کی باتیں غور سے سنتا جاتا تھا۔ اس کا دل غیر معمولی طور سے دھڑک رہا تھا۔ اور جب وہ سب باتیں بخوبی سن چکا تو اس نے سنتورلی سے کہا "تو کیا تمہیں یہ گمان ہے کہ دایہ عائشہ کو جوزفین کے جس لڑکے کی رُن کی گئی تھی کہ پیدا ہوتے ہی اُسے گردن دبا کر مار ڈالے۔ یا مشن کے یتیم خانہ کے حوالہ کردے۔ ماں سے کہدے کہ لڑکا مردہ پیدا ہوا تھا۔ یہ وہی بچہ ہے"

سنتورلی "میرا تو یہی خیال ہے"

عاصم "مگر نشانات سخت دھندلے اور بے معلوم ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ کوئی اور بچہ ہو۔ جوزفین کا لڑکا نہ ہو۔ اور فی الحقیقت کسی بدکار عورت نے اُسے جنا ہو۔ اور پھر اپنا پردہ چھپانے کے واسطے دایہ عائشہ کو کہدیا ہو کہ اس لڑکے کی پرورش کا کہیں علیحدہ انتظام کردے"

سنتورلی "جناب والا میں اسقدر نیک گمان نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ جوزفین کے سوا کسی اور کا بیٹا ہوتا تب بھی ناممکن تھا کہ اس کی ماں دو سال کے قریب اس کی پرورش کرنے کے بعد پھر اس کو دایہ عائشہ کے حوالہ کرتی۔ کہ وہ کسی اور سے اسکی پرورش کرائے۔ اور دایہ عائشہ خاصکر شیخ حسن کو اس خدمت کے لئے تجویز کرتی۔ اُسے اسکی کیا حاجت تھی۔ بچہ کو کسی عیسائی مشن کی خانقاہ یا یتیم خانہ میں نہ ڈال آتی یہ شیخ حسن کے سپرد کرنا بہت کھٹکنے والی بات ہے۔ اور ضرور کسی خاص مصلحت سے ایسا کیا گیا ہے"

عاصم (حیران ہو کر) "اور وہ کیا مقصد تھا جس کے سبب سے ایسا کیا گیا؟"

سنتورلی "یہ کہ دایہ عائشہ نے اس طریقہ سے بچہ کو اس کے گھر والوں کی دسترس میں رکھنے کا قصد کیا تھا اور یہی ہوا بھی"

عاصم "سنتورلی! تم نے یہ ایسی وجہ موجہ بیان کی ہے کہ اس کو سُنکر میں سخت حیران ہوں۔ یہ تو بالکل سچ معلوم ہوتا ہے۔ اور اب چاہے یہ گمان اور فرض سچ ہو یا جھوٹ۔ مگر ہمارا فرض یہی ہے کہ اسبات کو سچ ہی مان کر اپنا عمل شروع کریں"

سنتورلی "جناب والا! آپ یہ کیا فرماتے ہیں"

عاصم (تھوڑی دیر کچھ سوچکر) "کہتا کیا ہوں کیا تم نہیں سمجھتے کہ ہمارا گمان درست ہونیکی صورت میں یہ لڑکا ہمارے لئے موجب خطر ہوگا۔ ہمارا سب کھیل بگڑ جائے گا۔ اسکی ولادت کی تاریخ کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

راز فاش ہوتے ہی ہمارے جرم کا انکشاف ہو جائیگا۔ اور کیا تم نہیں جانتے کہ وہ جرم تمکو بھی اپنے احاطہ میں لے لیگا۔ کیونکہ تم اسمیں شریک ہو۔"

سنتورلی یہ سنکر خوف و ہراس سے بے اختیار ہو کر ہنس پڑا اور عاصم نے سلسلہ کلام جاری رکھکر کہا۔

"پھر جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ وہ لڑکا امیر نعیم کا جائز اور صلبی فرزند ہے۔ تو میرا سب کھیل بگڑ جائے گا۔ اور میری آبرو پہ پانی پھر جائیگا۔"

سنتورلی "پھر آپ کیا چاہتے ہیں۔"

عاصم "ہماری راہ میں یہ ایک بڑی بھاری رکاوٹ ہے۔ اور اس کو دور کرنا لازمی ہے۔"

سنتورلی "بیشک"

عاصم "مگر پہلے تم اتنی تحقیقات اور کر لو کہ نعیم اور جوزفین کا خیال اس بچہ کے بارہ میں کیا ہے۔ اور یہ بات اس کی نرس سے معلوم ہوگی مگر ہوشیاری سے دریافت کرنا اسپر ظاہر نہ ہو کہ ہم ارادۃً یہ حالات دریافت کرتے ہیں۔ بعد ازاں دایہ عائشہ کے شوہر اور اس کے گھر والوں سے سب حال پوچھنا ضروری ہے۔ شاید یوں کوئی سراغ مل سکے۔"

سنتورلی "بہتر ہے میں ایسا ہی کرونگا۔ لیکن ہمارا گمان صحیح ثابت ہو تب؟"

عاصم "یہ ثابت ہونے پر کہ لڑکا فی الواقع جوزفین اور نعیم کا بیٹا نہیں ہمیں کچھ خطرہ باقی نہ رہیگا ہاں صرف ہمارا کام نہ بننے دیگا۔ کیونکہ یہ میاں بی بی اس کو اولاد کی طرح پالتے ہیں۔ جوزفین کو بچہ کے ساتھ جتنی محبت ہو جائے گی وہ نعیم کے ساتھ اس کے ارتباط کو اور قوی کر دے گی۔ پھر وہ جوزفین کو کبھی نہ چھوڑے گا۔ اور یہ خوف بھی ہے کہ پرورش کے سبب سے نعیم کو اس لڑکے کی اتنی الفت ہو جائے کہ وہ اپنی جائداد اس کے نام ہبہ کر دے۔ اور جب یہ معلوم ہو کہ ہاں درحقیقت یہ نعیم اور جوزفین کا لڑکا ہے۔ اور انھوں نے اس کا علم ہونیکے باوجود کسی مصلحت سے اس بات کو مخفی رکھا ہے۔ تو ہمیں ان کے سکوت پر مطمئن ہونیکی ضرورت نہیں اپنا کام کرنا واجب ہے۔ اور وہ اب اس سے ناواقف ہیں تو آگے چلکر واقف ہونیکا کھٹکا لگا ہے۔ بہرحال اس کی وجہ سے ہم ہر وقت ایک پریشانی میں مبتلا رہیں گے۔ اور لڑکے کا نعیم کے قصر میں رہنا ہمارے لئے ایک مصیبت ہے۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سنتورلی ۔ "یہ ٹھیک ہے اور آپ بجا فرماتے ہیں۔"

عاصم ۔ "بس اس لڑکے کو نعیم اور جوزفین سے بہرحال دور کردینا واجب ہے۔ خواہ اس کے بارہ میں یہ ثبوت ملے کہ وہ نعیم کا بیٹا ہے یا نہ ملے۔"

غرض عاصم اور سنتورلی اس بات پر متفق ہوگئے۔ اور سنتورلی نے اس بچہ کی نرس سے خوب تحقیقات کرلی۔ کہ نعیم اور جوزفین دونوں اس لڑکے کو ناجائز طور پر پیدا شدہ اور گمنام والدین کی اولاد مانتے ہیں۔ دایہ عائشہ کے خاندان سے بھی سراغ لگایا۔ اس نے پوری کوشش کی۔ اور وہاں سے بھی لڑکے کا کوئی حال معلوم نہ ہوا۔ کیونکہ عائشہ نے اس لڑکے کا حال بالکل پردہ میں رکھا تھا۔

امیر عاصم کو اسباب سے کچھ اطمینان ہوگیا۔ کہ نعیم اور جوزفین اس لڑکے کو غیر ہی مانتے ہیں۔ اور یوں اس کے واسطے کارروائی کرنے کی مدت وسیع ہے۔ مگر یہ خوف اس کے دل پر ضرور طاری رہا۔ کہ کہیں نعیم کو اس لڑکے کی نسبت پتہ نہ چل جائے۔ کہ وہ اس کا فرزند حقیقی ہے۔ اور میرا کام بگڑ جائے۔ چنانچہ اُس نے خیال کیا کہ جو کچھ کرنا ہے۔ وہ جلد کرلینا چاہئے۔ اور بدیں خیال اس نے سنتورلی سے کہا۔

"سنتورلی! اسوقت ہمارے سامنے دو رکاوٹیں ہیں۔ اور تم اُن سے بخوبی واقف ہو۔ اس لئے اب ہم زیادہ انتظار نہیں کرسکتے۔ اور ہمیں ابھی سے اپنا کام پوری سرگرمی اور مستعدی اور اطمینان کے ساتھ آغاز کردینا چاہئے۔"

سنتورلی ۔ "جی ہاں ایک لڑکا اور دوسری جوزفین۔ اور دونوں کا ہٹانا آپ کا فرض ہے۔"

عاصم ۔ "مگر یہ بات جلد نہیں بن سکتی۔"

سنتورلی ۔ "دیر کیا ہے۔ اور کیا مانع ہے؟"

عاصم ۔ "نعیم کے باہر جانے کا انتظار ہے۔ وہ کچھ مدت کیواسطے کہیں جائے تب کام بنے۔"

سنتورلی ۔ "بہت اچھا۔ مگر آپ کی یہ توقع مشکل نظر آتی ہے۔ نعیم جب کبھی لمبا سفر کرتا ہے جوزفین کو برابر ساتھ لیجاتا ہے۔ یورپ کی سیر میں وہ اس کی ہمسفر نہ ہو تو اس کا دل ہی نہیں لگتا۔ گرمی کا زمانہ آتے ہی دونوں یورپ کو ساتھ جاتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی طویل سفر کرتا نہیں۔"

عاصم ۔ "(کچھ سوچ کر) خیر میں اسکی تدبیر خود کرونگا۔ گرمی آنے کو ہے۔ نعیم کا عازم سفر ہونا معلوم کرتے ہی میں اس کے ذمے کوئی ایسا کام ڈالدونگا۔ کہ اسے آستانہ علیہ (قسطنطنیہ) یا کسی دیگر مقام پر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فوراً جانا ضروری ہو جائے ۔ اور بدیں مجبوری وہ پہلے سفر کرے اور جوزفین اس کے بعد روانہ ہو۔"

سنتورلی ۔ (خوش ہو کر) اور باقی کام میں خود کرونگا۔"

عاصم "تو وہ بتاؤ کہ کیا کروگے اور کیونکر۔"

سنتورلی "ابھی تو میں بتا نہیں سکتا ۔ بلکہ اس وقت خیال میں بھی نہیں کہ کیا کروں گا۔

مگر آپ میری کامیابی پر مطمئن رہیں۔"

عاصم "خیر نہ بتاؤ نہ سہی ۔ مگر اتنا خیال ضرور رکھو کہ جوزفین کو نعیم سے جدا کرکے اس کی طرف سے نعیم کے دل میں ایسا برا خیال چھوڑنے کی ضرورت ہے ۔ کہ پھر وہ زندگی بھر اس عورت کا نام ہی نہ لے ۔ اور اس کا جانی دشمن بنجائے۔"

سنتورلی "بہت خوب ۔ میں اسکی تجویز بنا کر آپ کے حضور میں پیش کرونگا ۔ اور پھر اس کی تشریح کے بعد آپ کی رائے بھی اسبارہ میں لونگا ۔ اور آپ نعیم کے ساتھ ہر طرح الفت و محبت کا سلوک کرتے رہیں ۔ اس کی دلجوئی اور دوستی کا اظہار کریں۔"

عاصم "لامحالہ ۔ ورنہ ہمارا کام ہی نہ بگڑ جائے گا۔"

—"تو اب ہمیں تجویز اور غور کرنیکے لئے جدا ہونا چاہیے ۔ تاکہ اس کام کی تدبیر سوچ لیں۔ سنتورلی نے کہا ۔ اور عاصم "ضرور ضرور" کہہ کر اپنی کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا ۔ اور پھر کہا ۔ سنتورلی با یقیناً تم اسبات کے قایل ہو چکے ہو ۔ کہ ہمارے کام کا نتیجہ اپنے آقا صدقی پاشا مرحوم کے خاندان کے حق میں بہت ہی اچھا اور مفید ہوگا۔"

سنتورلی "یقیناً"

عاصم "کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اس معزز خاندان میں کسی ادنے طبقہ کے گھرانے کا خون ہرگز شریک نہ ہونے پائے۔"

سنتورلی "ایسا ہی چاہیے ۔ یہ آپ کا فرض ہے۔"

یہ کہکر سنتورلی بھی روانہ ہونے کے واسطے اٹھا ۔ اور عاصم کا ہاتھ پکڑ کر دروازہ تک سرگوشی کرتا ہوا اس کے ساتھ آیا ۔ اب عاصم نے کہا "اور تم کو معلوم ہے ۔ کہ تمہیں اس خدمت کا عمدہ صلہ ملے گا۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سنتورلی :- ہاں اسمیں مجھے ذرا بھی شک نہیں ہے۔ اور اس کا ذکر ہی کیا۔ میں تو اپنے لئے یہی شرف سب سے بڑا سمجھتا ہوں کہ اس معزز خاندان کی ایک اہم خدمت میں آپ کا ہاتھ بٹانے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں "

عاصم :- بارک اللہ۔ جزاک اللہ "

سنتورلی اپنے دلمیں عاصم کی باتوں پر خندہ زنی کرتا ہوا چلا گیا۔ اس نے کہا۔ واہ واہ بیوقوف غرض فریبی مجھکو بھی دہوکا دینا چاہتا ہے۔ کہتا ہے جوزفین کو نعیم نے داشتہ عورت کے طور پر رکھ چھوڑا ہے وہ اس کی بیاہتا بی بی نہیں۔ اور بہجت ہانم سے نعیم کو دلی الفت ہے۔ لیکن جوزفین سے عہد کر کے وہ مجبور ہو گیا ہے۔ حالانکہ مجھے خوب معلوم ہے کہ نعیم جوزفین کی پرستش کرتا ہے بہجت کو وہ ہرگز پیار نہیں کرسکتا۔ اگر بہن کی سی محبت کی تو یہ اور بات ہے۔ لیکن مجھے ان باتوں سے کیا سروکار میں تو اُجرت پر کام کرتا ہوں۔ اس بدباطن اور شریر شخص نے پہلے بھی میرے خوب ہاتھ رنگے ہیں۔ اور اس کے کام انجام دیکر میں بڑا دولتمند بنگیا ہوں۔ اب اور کثیر رقم لونگا۔ اس سے مجھے کوئی ڈر سے ہی نہیں۔ اگر یہ ذرا بھی کبھی چیں چپڑ کرے گا تو اس کے جعل کا پردہ کھولدونگا۔ اس کے مارنیکا ہتھیار یعنی امیر ابراہیم کی اصلی وصیت جو میرے پاس موجود ہے۔ اور اس کا اظہار عاصم کی جعلی وصیت کا قلع قمع کرنے کے علاوہ اس کو بھی عذاب و بازداشت کردار سے دوچار کریگی۔

نواں باب

سانپ، حوّا اور شیطان

مذکورہ بالا بات چیت سے چند ماہ بعد دیکھا گیا کہ ایک ایطالیہ کی دلالہ عورت امیر نعیم کے محل سے باہر جانیکے موقعے تاڑ کر جوزفین کے پاس آتی جاتی اور جواہرات کے جڑاؤ زیور اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بیگر نفیس سامان بغرض فروخت اس کے پاس لاتی رہتی ہے۔ اس عورت کا نام "میڈم ہبینی" ہے۔ اور اس نے اپنی میٹھی میٹھی باتوں سے جوزفین کا دل اپنی طرف مائل کر لیا ہے۔

یہ دلالہ عورتیں مصر کے امرا کے گھر میں اکثر آتی جاتی رہتی ہیں۔ اور ان خاندانوں کی عورتوں سے ان کے گہرے تعلقات ہو جاتے ہیں۔ بظاہر تو انکی تجارت زیورات اور اسباب آرائش تک محدود رہتی ہے لیکن در پردہ یہ عفت و عصمت کے بیش بہا جواہر کی خرید و فروخت کا کام بھی کیا کرتی ہیں۔ اور اپنا زہریلا اثر پاکدامن لڑکیوں پر ڈالکر انھیں بدچلن بنا دیتی ہیں۔ گویا یہ کٹنیاں ہیں اور انکی ہوا سے بچنا لازم ہے۔ کیونکہ جس گھر میں ان کے منحوس قدم گئے شاذ و نادر ہی ایسا ہوا ہے کہ انھوں نے وہاں ناپاکی کا تخم نہ بویا ہو۔

جوزفین اگرچہ لایق، امتین، دانش مند اور معاملہ فہم عورت تھی۔ پھر بھی وہ اس پیشہ کی ذلیل عورتوں سے بالکل ناواقف تھی۔ اور اسی نادانی کی وجہ سے میڈم ہبینی کا جادو جوزفین کے نیک و سادہ دل پر چل گیا۔ اور میڈم ہبینی اس کو اپنے ذریعہ سے امیر عاصم اور ستور رلی کے دام فریب میں پھنسا دینے میں کامیاب ہوگئی۔

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ میڈم ہبینی کی محبت اور الفت۔ خیر خواہی اور نیک نیتی خوش مزاجی اور لطافت کو دیکھکر جوزفین بھی اس سے محبت کرنے لگی۔ اور چونکہ خود اس کا دل پاک و صاف تھا۔ اس لئے ہبینی کو مکارہ یا عیارہ نہ سمجھ سکی۔ میڈم ہبینی تو اسی بات کی خواہشمند تھی اس نے کامل بناوٹ سے جوزفین کو اپنی نیک نفسی اور سچی دوستی کے ثبوت پیش کر کے شیشہ میں اتار لیا۔ اور اب جوزفین اس سے بالکل برابر کا دوستانہ برتاؤ کرنے لگی۔ وہ عالی مرتبہ بیگمات اور امیر زادیوں کی طرح دماغ اور غرور نہیں کرتی تھی۔ اور نہ ہبینی کو ایک دوکاندار عورت تصور کر کے اُسے حقیر سمجھتی تھی۔

ہبینی نے دیکھا کہ جوزفین اب اس پر کامل بھروسہ کرنے لگی ہے۔ اور وقت آگیا ہے کہ اپنا داؤ چلے۔ آخر ایک دن جبکہ امیر نعیم حسب معمول کسی کام سے اسکندریہ گیا تھا۔ وہ سویرے فجر کے بعد ہی جوزفین کے پاس آئی اور اُسے دعوت دی کہ آج شام کو اس کے غریب خانہ پر چلکے نوش فرما کر اُسے عزت بخشی جائے گی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جوزفین نے خوشی اور شکریہ کیساتھ دعوت منظور کرلی۔ بینی نقش مراد کو کرسی نشین ہوتے دیکھکر دل میں بیحد خوش ہوئی اور کہا :۔

"۔۔۔ تو اب میں خود ہی ایک گاڑی بھیجدونگی جس کا کوچبان میرے گھر سے واقف ہوگا آپ خود اپنی گاڑی پر نہ سوار ہوں"

جوزفین "خیر اسمیں بھی کوئی مضائقہ نہیں مگر آپ کی گاڑی کس وقت آئیگی"

بینی "پانچ بجے ٹھیک گاڑی آپ کے شاندار محل کے دروازہ پر آموجود ہوگی۔ اور میں امیدوار ہوں کہ خوبصورت یوسف (بچہ) بھی آپ کے ہمراہ آئیگا۔ میری جان میرا جگر یہ مجھے بڑا پیارا ہے"

جوزفین ۔ (مسکراکر) "اچھا تمہاری یہ خواہش بھی پوری کردیجائے گی"

اس کے بعد بینی چلی گئی۔ اور پانچ بجے کے بعد ایک بند گاڑی جوزفین اور یوسف کو کسی نامعلوم سمت لیجاتی ہوئی نظر پڑی۔ ان دونوں کو بالکل خبر نہ تھی کہ وہ کہاں جارہے ہیں۔ جوزفین نے اس وقت محل کے تمام ملازموں کو بھی چھٹی دیدی تھی۔ کہ وہ جہاں دل چاہے جائیں۔ اور انمیں سے ہر ایک کہیں نہ کہیں چلا گیا تھا۔ کوئی سیر کرنے اور کوئی دوستوں سے ملنے۔

گاڑی دیر تک لنبی سڑکوں کے کج و پیچ راستوں اور تنگ کوچوں میں گھڑ گھڑاتی چلی گئی۔ اور مسافت کی درازی نے جوزفین کے دل میں خفقان پیدا کردیا تھا۔ آخر کار کوئی ایک گھنٹہ کے بعد گاڑی ٹھیری اور میڈم بینی کے گھر میں جانیکے لئے جوزفین معہ یوسف کے اس سے اُتر پڑی۔ جوزفین کو مطلق علم نہ تھا کہ یہ کونسا محلہ ہے اور مکان کا پتہ ونشان کیا ہے۔ بہرحال وہ ایک حقیر اور بےحیثیت مکان کے تنگ دروازے میں داخل ہوئی۔ یوسف اس کی انگلی تھامے ساتھ تھا۔ اب دونوں ایک تنگ زینہ پر چڑھتے ہوئے ایک معمولی سے کمرہ میں پہنچ گئے۔ جہاں میڈم بینی نے ان کا استقبال کیا اور حضرت مسیح کے مکار مرید کی طرح بناوٹی تپاک سے ان کے بوسے بھی لئے اور کہا :۔

"پیاری جوزفین! پہلے تو میں آپ سے اس امر کی معافی چاہتی ہوں کہ آپ کے شاندار محل سے میں نے آپ کو اس تنگ وتاریک۔ بےحیثیت جھونپڑے میں آنیکی تکلیف دی"

جوزفین "میڈم بینی! میرا وسیع وپرفضا محل باوجود ہر قسم کی شان وشکوہ رکھنے کے

Nadu 11/5/35

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حقیر جھونپڑے سے بھی بدتر ہے۔ حقیقی قصر وایوان تو یہی غربت کا جھونپڑا ہے جسمیں تمنے ہر قسم کے اسباب مسرت وسامان دلچسپی جمع کئے ہیں ؟"

بیلنی :- میری پیاری بی بی! آپ کی عنایت بیغایت کا کہاں تک شکریہ ادا کروں۔ بس اب یہ اُمید ہے کہ میری سادہ اور غریبانہ دعوت ومدارات ہی سے آپ مسرور ہونگی۔ اور اپنے دلمیں رنجیدہ نہ ہوں گی ؟"

میڈم بیلنی ہر ایک ممکن کوشش سے جوزفین اور بچہ یوسف کی دلدہی ومدارات کرتی رہی۔ انکو اپنی شیریں کلامی اور مذاق آمیز گفتگو سے ہنساتی اور یوسف کو چھیڑ چھیڑ کر کھلاتی جاتی تھی۔ اس کی باتوں میں جوزفین کو وہ لطف آیا۔ کہ وہ اسوقت کو اپنی زندگی کا سب سے بہترین وقت تصور کرنے لگی۔ مگر چائے پینے کے بعد ہی جوزفین پر ایسی گہری نیند طاری ہوئی۔ کہ بے اختیار اسکی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ اور اس گمنام مکان میں میڈم بیلنی کا آخری گرماگرم بوسہ بطور یادگار دلمیں لیکر وہ دین و دنیا سے بے خبر ہوگئی۔ یعنی سوگئی۔

صبح کو جوزفین کی آنکھ کھلی۔ اس نے اپنے تئیں ایک معمولی سے پلنگ پر بے حیثیت اور سادہ سازوسامان کے کمرہ میں پڑا دیکھا۔ کمرہ کی تمام کھڑکیاں بند تھیں۔ اور اس کے سامنے ایک جوان متبسم کناں موجود تھا۔ جوزفین کا ذہن اس شخص کی صورت سے بالکل خالی تھا۔ وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی اور پلنگ پر بیٹھے ہوئے اضطراب کیساتھ پوچھنے لگی:۔

—"تم کون؟"

—"میں تمہارا پرستار بندہ"

جوان نے یہ جواب نہایت نرمی اور بشاش چہرہ کے ساتھ فرانسیسی زبان میں دیا۔ گویا اس نے یہ ثبوت دیا کہ وہ فرانسیسی ہے۔

جوزفین (کمرہ کے ہر گوشہ کیطرف خوف کی نظر سے دیکھکر اور گرد وپیش کی چیزوں کے نظارے سے دہشت زدہ ہوکر) ہائے! یہ میں کہاں ہوں؟ کیا یہ میڈم بیلنی کا گھر ہے؟"

— "میری دیوی آپ تو اس جگہ ہیں جہاں میں آپ کی عبادت کر رہا ہوں"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ فقرہ جواب میں جوان نے کہا۔

—" ہائے وائے - تو کون ہے - میڈم ہبینی کہاں ہے - یوسف کدھر گیا؟ خدا کے لئے مجھے بتا کہ یہاں مجھے کون لایا ہے"؟ جوزفین بھرائی ہوئی آواز میں بولی اور نوجوان کہنے لگا۔

—" قدرت کا ہاتھ - تقدیری امر"

جوزفین " تو یوں کہو کہ میڈم ہبینی نے اپنی خباثت سے مجھے اس بلا میں پھنسایا ہے"۔

جوان " میڈم ہبینی ہو یا کوئی اور - سب تقدیر کے ہاتھ میں بیجان آلہ کیطرح کام کرتے ہیں"

جوزفین (بے اختیار گریہ وزاری کرتے ہوئے) "خدا غارت کرے اس بکارہ نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا - ہائے میں کیسی بدبخت تھی کہ اسکے جال میں پھنس گئی - آخر اس کی دغا بازی کا مدعا کیا ہے"؟

پھر ہوش درست اور دل مضبوط کر کے اپنے ہاتھ اس جوان کے آگے عاجزی کے طور پر پھیلا کر

—" آہ! مجھپر رحم کرو - رحم کرو - اور بتاؤ کہ تم کون ہو دشمن یا دوست"؟

جوان " تم جو سمجھ لو"

جوزفین " ہائے میرے اللہ! میں بڑے سب پھنسی - صاحب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو"؟

جوان " سب سے پہلے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ پلنگ سے اُٹھکر اس میز کے سامنے آبیٹھو"

جوزفین " (پریشان ہوکر) پھر کیا"؟

جوان " تم بیٹھ جاؤ تب بتاؤں"

جوزفین " (یہ کہتے ہوئے پلنگ سے اُتر کر) خدا کے لئے مجھپر رحم کرو - آہ میرا دل بالکل پاک ہے - میں بیگناہ ہوں - اور ہر طرح رحم کی مستحق ہوں" میز کے پاس کرسی پر آبیٹھی - اور جوان نے دوات وقلم اور کاغذ اس کے سامنے رکھکر کہا:-

—" دیکھو جو کچھ اس لکھے ہوئے کاغذ میں تحریر ہے - اس کی نقل دوسرے سادہ کاغذ پر کردو"

جوزفین " (بیتابی سے) کیا تم روپیہ مانگتے ہو"؟

جوان - " نہیں روپے کیا کروں گا - (ایک پرچہ دے کر جسمیں آسٹریا کی زبان جوزفین کی مادری زبان میں کچھ لکھا تھا) اس کی نقل درکار ہے"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اب جوزفین کا اضطراب اور بڑھ گیا۔ اور اس نے لکھی ہوئی عبارت کو پڑھا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

"میرے مخدوم امیر نعیم! میری یہ تحریر آپ کو ملے۔ تو اس کے بعد مجھے تلاش کرنے کی بالکل زحمت نہ اُٹھائیگا۔ کیونکہ اب سے جب میں آپ کی نہیں رہی۔ جس وقت آپ یہ کلمات پڑھتے ہونگے میں کسی اور کے ساتھ یورپ میں موجود ہونگی۔ یہ نہ پوچھئے کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟ آپ کی طرف سے اس کا کوئی سبب نہیں ہے۔ یہ صرف عورت کی سرشت ہے کہ ہر روز اُسے نئی محبت سوجھتی ہے۔"

"جوزفین"

جوزفین اس مضمون کو پڑھکر بپھرے ہوئے شیر کی طرح اچھل کر اٹھی اور جوان کی گردن ہاتھوں سے دبوچ کر کہنے لگی۔

"ظالم۔ دغاباز۔ میں مرجاؤں گی۔ مگر تیری تمنا ہرگز پوری نہ کروں گی۔"

جوان نے پوری طاقت سے جوزفین کے بازو پکڑ لئے اور اس کے آہنی چنگال کی گرفت نے جوزفین کو بے قابو کردیا۔ جس کی وجہ سے جوان کی گردن خود بخود چھوٹ گئی۔ اور اس نے کہا۔

"میں تم سے اس بات کی توقع نہیں رکھتا کہ نرمی اور رضامندی سے میری بات مانو گی مگر تمہاری فضول نہیں نہیں کرنے کی کوشش و محنت سے اور اپنا وقت بچانے کے لئے پھر سمجھائے دیتا ہوں۔ کہ میرا کہنا مان لو۔ تم ایک کمزور اور بے سلاح عورت ہو۔ نہایت مستحکم اور دنیا سے دور ایک گھر میں جو گھنے جنگل میں آبادی اور انسانوں کی رسائی سے بعید ہے قید ہو۔ کوئی تمہاری فریادرسی کرنیوالا نہیں۔ ہزار چیخو ہزار پیٹو۔ کوئی نہ سنے گا نہ کوئی مدد کو آئے گا۔ (پھر کمر سے خنجر کھینچکر اُسے دکھاتے ہوئے) میری بات نہ مانو گی تو یہ خنجر دیکھ لو۔ اسی سے کام تمام کردوں گا۔ یہ گمان نہ کرنا کہ میں تم پر مہربانی کرونگا۔ کیونکہ میں عاشق نہیں۔ یہ خیال دور رکھو۔"

جوزفین (خوف سے بھرائی ہوئی آواز میں) تو پھر ان تمام باتوں سے جو کی گئیں غرض کیا ہے؟

جوان "کچھ نہ پوچھو۔ بس آنکھ بند کرکے بات مان لو۔ اس اطاعت کا نفع یہ ہوگا۔ کہ جان بچ رہے گی۔ اور آئندہ کو آرام سے زندگی بسر کرسکو گی۔"

جوزفین "ہائے بدبختی! اگر میں اسکے ساتھ رہی تو آرام کی زندگی کیسی۔ دوسرے کے ساتھ میں کبھی راضی نہ ہونگی۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جوان۔ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ اس کو بھول جاؤ تیل پانی کا ملنا تمہارے اور اُس کے پھر ملنے سے آسان ہے۔ اور جو مانگو وہ ملے گا۔ مگر تمہارا محبوب نہیں مل سکتا۔

جوزفین اس بات کو سُن کر بدحواس اور بے طاقت ہو کر کرسی پر گر پڑی۔ آنکھیں بند ہو گئیں اور اس کا سینہ سانس کے تیز تیز چلنے سے اُبھرنے اور بیٹھنے لگا۔ اب چند منٹ سکوت رہا۔ جوان جوزفین کے روبرو پلنگ کے ایک گوشہ میں بیٹھا تھا۔ جب اس نے پھر آنکھ کھولی اور ملک الموت کو خنجر لئے سر پر دیکھا۔ نہائت عاجزی کیساتھ کہنے لگی "خدا کیلئے رحم! کیا تمہارے دل میں رحم پیدا نہیں کیا گیا؟"۔

جوان۔ کہہ تو دیا کہ تم سے بہت اچھا سلوک ہو گا۔ بلکہ جو چیز مانگو حاضر کی جائیگی۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ اپنے محبوب سے ملنے پاؤ یا اُسے تمہارے قیام گاہ کی خبر دیجائے۔

جوزفین۔ اور آخر اس کی وجہ اور غرض کیا ہے؟

جوان۔ سمجھا تو دیا کہ یہ نہ پوچھو تمہیں اس قسم کی بات معلوم کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ بس یہ جان لو کہ تمہیں آزادی نہیں حاصل ہے۔ اور سب آرام ہیں۔ بس لکھو اور جو کچھ اس کاغذ میں پڑھا ہے اس کی نقل کر دو۔

جوزفین۔ (گڑگڑا کر) رحم۔ رحم۔ للّٰلہ رحم کرو۔

جوان۔ اس ہائے پکار سے اتنا بھی فائدہ نہو گا جتنا سخت پتھر سے پانی چاہنے سے ہو سکتا ہے تم بیل سے دودھ مانگتی ہو۔ یہ کبھی نہو گا۔

جوزفین۔ تو گویا تم مجھے ستاتے اور اس سے چھڑانا چاہتے ہو۔

جوان۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس کاغذ میں جو کچھ تم نے پڑھا ہے اس کی دوسرے کاغذ پر نقل کر دو۔

جوزفین۔ میں تو نہیں لکھنے کی۔

جوان۔ کہہ چکا ہوں کہ ضد نہ کرو۔ تم میں کوئی طاقت نہیں۔ اور میں زیادہ دیر تک تمہارے لیت و لعل کا منتظر نہیں رہ سکتا۔ اور نہ تم سے زیادہ جھگڑنا چاہتا ہوں۔

یہ کہکر خنجر کمر میں رکھ لیا اور جیب سے پستول نکالکر جوزفین کے سر کی طرف سیدھا کر دیا۔ اس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ظالم جوان کی آنکھوں سے بدی اور شرر کے شرارے نکل رہے تھے۔ جوزفین یہ حالت دیکھکر خوف سے کانپ اٹھی اور تھرتھراتے ہوئے ہاتھ سے قلم پکڑ کے کہا۔

—— "خدا کے لئے مجھے معاف کرو۔ لو میں لکھتی ہوں"۔ اور لکھنا شروع کر دیا۔ جوان پستول اُس کی طرف تانے کھڑا تھا۔ جب وہ لکھ چکی جوان نے کاغذ کو لیکر خشک کیا اور تہ کر کے جوزفین سے کہا۔

—— "اس لفافہ پر جو پتہ لکھا ہے اس کو بھی دوسرے لفافہ پر نقل کرو"۔ اور امیر نعیم کے پتہ کا ایک لفافہ اس کے حوالہ کیا۔

جوزفین نے کچھ توقف کیا ہی تھا کہ پھر پستول سر کرنے کی دھمکی ملی اور کہا گیا "تردد نہ کرو۔ بس لکھو"۔ اور جوزفین نے عاجزانہ التجا سے رحم کی نظر سے جوان کی طرف دیکھکر کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

—— خدا کے لئے رحم کرو۔ آہ۔ میری جان مجھے اتنی پیاری نہیں کہ میں اُس کو بچا کر اپنے شوہر کی جدائی اختیار کروں۔ تم للہ رحم کرو۔ اور اس کے سوا کچھ اور مانگ لو۔ جو فدیہ چاہو حاضر ہے۔

جوان۔ میں اس کے سوا کچھ بھی نہیں چاہتا۔

جوزفین۔ پھر میں تو اب نہیں لکھتی۔

جوان۔ "لکھو گی کیوں نہیں"۔ اور دھمکی دی کہ گویا اب اس پر گولی سر کرتا ہے۔

جوزفین۔ (لرز کر) للہ ذرا مہلت دو۔

جوان۔ ذرا بھی نہیں۔ ابھی لفافہ لکھو۔

آخر جوزفین نے مجبور ہو کر لفافہ بھی تحریر کر دیا۔ اور یہ پتہ تحریر کیا۔

"مصر

وبو تیلو   امیر نعیم بک صفی"

جوان نے فوراً لفافہ لیکر خشک کرنے کے بعد خط اس میں بند کیا اور اُسے اپنی جیب میں رکھکر کہنے لگا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

——اگر یہ تحریر بالکل اسی نوشتہ کے مطابق نہوئی جسکی تم نے نقل کی ہے تو یاد رکھو کہ

یں پھر تمہارے سر پر بوجھ ہوگا۔

جوزفین۔ (اس کے قدموں پر گر کر) صاحب۔ مجھ پر رحم کرو۔ آہ۔ مجھ سے یہ برتاؤ

کیوں کیا جاتا ہے؟

جوان۔ تم سے سب اچھا سلوک ہوگا۔ مگر یہ تقدیری امر ہے۔ اور جو کچھ کیا گیا اسی کے

اقتضاء سے کیا گیا۔ میں بھی تقدیر کا ایک دست آلہ ہوں۔

جوزفین۔ (روکر) میں اس سے کیوں دور کی جاتی ہوں۔

جوان۔ میں تمہاری نسبت کچھ نہیں جانتا۔ ناحق گڑگڑاتی ہو اور میرا سر کھاتی ہو۔

جوزفین۔ اچھا ذرا میرا حال تو سنالو۔

جوان۔ مجھ سے کوئی فائدہ نہوگا اور میرا وقت نہ ضائع کرو۔

جوزفین۔ تو کیا تم یہ بھی نہیں دیکھتے کہ میں مظلومہ ہوں۔

جوان۔ بیشک تم پر ظلم ہو رہا ہے۔

جوزفین۔ پھر تم کیوں مجھ پر ترس نہیں کھاتے؟

جوان۔ یہ میری طاقت سے باہر ہے کہ میں تم پر رحم کروں۔ اب میں اپنا کام کر چکا اور

جاتا ہوں۔

جوزفین۔ اور اب مجھ پر کیا گزرے گی؟

جوان۔ اس کی خبر نہیں۔

جوزفین یہ سنکر سُن ہوگئی۔ آتش غم اس کے کانوں سینہ میں بھڑک رہی تھی۔ کچھ دیر وہ ساکت رہی اور پھر گریہ وزاری آغاز کی۔ جوان اُس کو روتا دھوتا چھوڑ کر دروازہ کھولنے کیلئے اُٹھا کہ کمرہ سے باہر چلا جائے۔ اور جوزفین یہ حالت دیکھکر اس سے لپٹ گئی اور کہنے لگی۔

——خدا کے لئے مجھے چھوڑ دو کہ میں بھی تمہارے ساتھ نکل جاؤں۔

جوان۔ آہ بیچاری! کیا تو یہ بھی نہیں جانتی کہ تجھے یہاں قید کیا گیا ہے۔

جوزفین۔ کب تک کے لئے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جوان۔ یہ نہیں معلوم

جوزفین۔ مجھ پر رحم کرو۔ رحم کرو۔ آخر یہ تو بتاؤ کہ مجھ سے کیا معاوضہ چاہتے ہو۔ میں معقول معاوضہ دونگی۔

جوان۔ بیچاری۔ رنج وغم نے تجھ کو پاگل بنا دیا ہے۔ جا اپنے بستر پر پڑ جا۔ مجھے تجھ پر رحم آتا ہے۔ لیکن میں یہ قدرت ہی نہیں رکھتا کہ تجھے اس قید سے چھڑا سکوں۔

پھر اس کو کمرہ کے اندر دھکیل کر خود باہر نکل گیا اور دروازہ بند کر کے فی الفور باہر سے قفل ڈال دیا۔ جوزفین بیچاری رنج کی ماری روتی پیٹتی رہ گئی۔ یاس نے اُس کے دل کو پژمردہ کر دیا تھا۔ اور اس کو بالکل نہ تھی کہ اس پر کیا آفت آنے والی ہے۔ یا کیوں وہ اس مصیبت میں مبتلا ہوئی۔ بلکہ اس کا دل یہ خیال کر کے پارہ پارہ ہوتا تھا کہ آخر نعیم کو اس کے بارہ میں کیا گمان ہوگا؟ آہ۔ کیا وہ یہ مان لیگا کہ جوزفین اُسے چھوڑ کر کسی اور کی ہو رہی؟؟۔ اُف اسکے دل میں یہ بات جم گئی تو وہ کیا کریگا؟ نہیں وہ ایسا یقین نہیں کر سکتا مگر کیوں نہ کرے گا؟ میری ہاتھ کی تحریر ہے مضمون اس قدر صاف ہے۔ آہ۔ آہ۔ میں پھر کہیں کی نہ رہوں گی۔ کاش مجھ پر اور بھی مصیبتوں کا پہاڑ پھٹ پڑے مگر نعیم۔ پیارے نعیم کو یہ معلوم رہے کہ جوزفین اسکی الفت میں ثابت قدم اور اُس کے نام وعزت کی سچے دل سے محافظ ہے۔ اس نے اپنا عہد وفا بالکل نہیں توڑا ہے۔ اور اُس کے لئے تکلیف وعذاب کو بڑے مزے ہیں گوارا کر رہی ہے۔

کبھی جوزفین کو پیارے یوسف کا خیال آتا۔ اور اب اس کی بےچینی کچھ کم ہو جایا کرتی کیونکہ وہ گمان کرتی کہ یوسف شاید محل کو واپس گیا ہوگا۔ اور اس نے امیر نعیم سے تمام سرگذشت کہہ سنائی ہوگی۔ اور امیر اُس کے بیان کو سنکر میڈم بھینی کا سراغ لگا لیگا جس نے یہ سب بس بویا ہے۔ اگرچہ یہ خیال اُس کو تھوڑی دیر کے واسطے مسرور وشاد کام بنا گیا۔ لیکن معاً یہ سوچکر کہ امیر نعیم بھینی سے بالکل ناواقف ہے وہ پھر رنجیدہ ہو گئی اور سوچنے لگی کہ آہ۔ یہ مکارہ اس لئے میرے پاس ایسے اوقات میں آیا کرتی تھی جبکہ امیر نعیم گھر پر نہیں ہوتا تھا۔ تاکہ نہ وہ اسکو دیکھے اور نہ پہچان سکے۔ بلکہ وہ تو محل کے نوکروں کی نظر سے بھی حتی الامکان پوشیدہ رہتی تھی تاکہ وہ کہیں اُسے جاننے پہچاننے نہ لگیں۔ یا کم از کم صورت آشنا ہو جائیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ناظرین! امیڈم مینی اب کہاں ہے۔ وہ ایک اجرت پر کام کرنے والی تھی جب اس نے اپنا کام پورا کر دیا اور اجرت لے لی پھر وہ مصر میں کب ٹھہرتی خدا جانے کہاں چل دی۔ اور کسی کو اس کا پتہ کب مل سکتا تھا۔ رہی جوزفین وہ اب دوسرے آدمیوں کی نگرانی میں ایک گمنام اور آبادی سے دور مکان کے اندر گرفتار تھی شریر اور شیطان سیرت اشخاص روپیہ حاصل کرنے کی لالچ میں اس کو گنج مخفی کی طرح چھپائے پڑے تھے۔ اور وہ اپنے رنج والم میں مبتلا سخت یاس کے عالم میں غیبی امداد کی متوقع تھی۔

دسواں باب

کچھ خبر ہی نہیں کہاں ہوں میں

شریر اور خونخوار فرانسیسی جوان کے کمرہ سے نکلنے کے بعد جوزفین اپنے مذکورہ بالا خیالات میں غرق ہو گئی تھی۔ اسی وقت کا تو پتہ نہیں لگا۔ مگر شاید ایک گھنٹہ ہی کے بعد پھر دروازہ کھلا۔ اور ایک ادھیڑ عمر کی عورت اندر آئی۔ اس عورت نے جوزفین کو دودھ۔ روٹی اور مکھن دیا کہ کچھ کھائے اور یونانی زبان میں کہنے لگی۔

"بیٹی! اٹھو اور کچھ کھا لو۔"

جوزفین یونانی زبان سے بالکل ناآشنا تھی۔ بڑھیا کا مطلب تو نہ سمجھی مگر اسکی لطف آمیز گفتگو اور نرم کلامی سے متاثر ہو کر فرانسیسی زبان میں اس سے کہنے لگی:۔

"بی بی! تمہیں اپنے پیارے کی قسم۔ مجھے یہ تو بتاؤ کہ آخر مجھکو یہاں کون لایا اور کیوں لایا ہے؟"

بڑھیا اگر فرانسیسی زبان کے چند کلمات جانتی بھی تھی تو آسٹروی زبان سے قطعاً ناآشنا تھی اس لئے جوزفین کو بڑی دقت آپڑی وہ کہاں تک اپنے خیال کو مطلق ظاہر بھی نہ بنا سکی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اگرچہ بےزبانی کی زبان سے جوزفین نے بہت کچھ کام لیا اور عاجزی و منّت سے اشاروں کیساتھ بڑھیا کو اپنے حال پر رحم دلایا۔ مگر وہ بجز اس کے کہ خاموش رہی کوئی جواب نہ دے سکی گویا زبانِ حال سے کہتی رہی کہ "میں تیری بات نہیں سمجھتی اور سمجھوں بھی تو تجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی"

آخر کار وہ عورت بھی پشت پھیر کر چلی گئی اور دروازہ باہر سے بند کر لیا۔ اب خیال کیجئے کہ جوزفین کے دل پر کیا گزرا ہوگا وہ تڑپ کر رہ گئی اور بد ستور بیکلی کے ساتھ رونے لگی۔ محبوب دلدار کی جدائی۔ ناز و نعمت سے محرومی اور اس پر قید تنہائی۔ کھاتی کیا اور کیونکر۔ لخت جگر اور خون دل کے سوا اس کی کوئی غذا نہ تھی۔ اور دن بھر اسی کمرہ میں بند پڑی رہتی۔ بڑھیا عورت جو اُسکے جیل کی داروغہ تھی کھانیکے اوقات پر غذا دے جاتی۔ سہ پہر کو کمرہ کھول کر اُسے آنگن تک آنے کی اجازت دیتی اور شام کے بعد بالاخانہ پر لیجاتی کہ وہاں تازہ ہوا کھا سکے۔ بالاخانہ پر بھی بند کمرہ بنا تھا مگر اس میں کھڑکیاں تھیں اور اُن میں مضبوط آہنی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ ہر طرف تاریکی کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اگر روشنی کی کچھ چمک اور ہلکی سی شعاع دور کے فاصلہ پر دکھائی بھی دی تو جوزفین کو اس سے یہ پتہ چلانا مشکل تھا بلکہ ناممکن۔ کہ وہ کہاں ہے۔ اور شہر یا اپنے قصر سے کتنی دور پر۔ ایسی حالت میں اسپر جو کچھ گزرتا تھا اس کا اندازہ خود ناظرین لگا لیں۔ غذا اور پانی سب تقریباً ترک تھا۔ سوکھ کر کانٹا ہو گئی تھی۔ اور عقل بجا نہ تھی۔

اس کا جیل ایک چھوٹا سا دو منزلہ مکان تھا۔ یہ گھر امیر عاصم نے اپنے ایک گاؤں میں جو شہر قاہرہ کے مضافات میں بہت دور پر واقع ہے بنوایا تھا۔ جب کبھی خود گاؤں میں آتا تو اس میں قیام کیا کرتا تھا سنتورلی نے بوڑھی یونانی عورت کو اس مکان کا محافظ مقرر کیا اور اُس کیساتھ دو دیسی نوکر بھی مامور کئے کہ وہ باہر کے کام کاج کیا کریں۔ نوکروں کا قیام مکان کی نچلی منزل میں تھا۔ اور اوپر کی منزل میں صرف بڑھیا یونانی عورت اور جوزفین رہتی تھیں۔ یونانی بڑھیا کو جوزفین کی نسبت بتایا گیا تھا کہ وہ اُس کے آقا جاک (سنتورلی نے اپنا یہی نام اُسے بتایا تھا) کی بی بی ہے۔ اور جاک نے اُس کو یہاں اس لئے قید کر رکھا ہے کہ یہ اپنے آشنا کیساتھ نہ نکل بھاگے۔ اور بڑھیا کو سخت تاکید تھی کہ بجز ضرورت کے وقت کے اور کسی وقت جوزفین کے پاس نہ جائے اور فوراً کام کر کے واپس چلی آئے۔ دونوں نوکر جو نیچے تھے ان کو ہدایت کی گئی تھی کہ بوڑھی عورت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کمرہ کے اندر جائے اور اس کو وہاں ذرا بھی دیر لگے تو فوراً آواز دیکر باہر بلالیں۔ اور دو منٹ سے زیادہ وہاں ٹھہرنے نہ دیں۔

بڑھیا معقول اجرت پانے کی وجہ سے ان شرائط کو مان چکی تھی۔ اور اس مقام پر ایسے طریقہ سے لائی گئی تھی کہ پھر واپس جانے کے بعد اس کا کوئی پتہ نہ پا سکے۔ اندھیری رات میں آنکھیں باندھ کر اُسے یہاں لایا گیا تھا۔

یونانی نوکروں کو یہ معلوم تھا کہ ان کے آقا جاک نے بالائی منزل پر اپنی بی بی یا داشتہ عورت کو لاکر رکھا ہے۔ اور اس طرح رکھنے کی غرض صرف یہ ہے کہ اس تک کسی اور کی رسائی نہو سکے۔ ان دونوں میں سے ایک کا نام سلیم تھا۔ وہ کچھ یونانی بھی جانتا تھا اور یہی بڑھیا خادمہ سے بات چیت کر لیتا تھا۔

خود سنتورلی ایک رات ناغہ دیکر دوسری شب کو اس مکان میں آتا اور جوزفین کے کمرہ کے برابر والے کمرہ میں کبھی کبھی سو بھی جایا کرتا۔ اس حرکت سے وہ نوکروں پر ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ اپنی بی بی یا معشوقہ کے پاس رہتا ہے۔ مگر جوزفین کو شکل تک نہ دکھاتا۔ کیونکہ وہ اس کو پہچان جاتی۔

شریر فرانسیسی جوان ایک یورپین بدمعاش تھا۔ سنتورلی نے اُس سے اجرت پر کام لیا اور جس شب میں جوزفین خواب آور دوا دیکر بیہوشی کے عالم میں یہاں لائی گئی تھی اُس جوان کو مقرر کیا کہ اس سے ایک خط کی نقل کرائے۔ اور اس خط کا ذکر اپنے مقام پر ہو چکا ہے۔ بدمعاش جوان کو بتایا گیا تھا۔ کہ جوزفین ایک شریف آدمی کی معشوقہ ہے اور بدچلن عورت ہے۔ اس شریف جوان کے خاندان والے سینکڑوں تدبیر کر چکے کہ اُس کو اس کے دام الفت سے رہائی دلائیں مگر ناکام رہے۔ اب وہ چاہتے ہیں کہ خود اس کی تحریر جو غداری اور بیوفائی کا صریح ثبوت ہو اس نوجوان کو بھجوا کر ان کا قطع تعلق کرا دیں۔ یہ جوان رات بھر جوزفین کے کمرہ سے ملحق کمرہ میں رہا اور صبح کو اس سے خط لکھوا کے یونانی بڑھیا کے حوالہ کر دیا۔ شام کو سنتورلی مکان میں آیا اور شریر جوان کو وہاں سے لیگیا۔ اس طرح نہ وہ اس مکان سے پوری طرح واقف ہو سکا اور نہ سنتورلی ہی کو پہچان سکا کہ یہ کون ہے۔ اس لئے کہ سنتورلی اس سے جب ملا تاریکی میں ہی ملا۔ اور اپنا منہ اُس پر صاف طور سے ظاہر ہونے دیا۔

جس روز یہ سب کارروائی ہوئی ہے سنتورلی اسی مکان کی نچلی منزل میں موجود تھا۔ اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پوری نگرانی کر رہا تھا کہ کوئی بات خلاف مقصود نہ ہونے پائے۔ نیز یہ بھی دیکھتا تھا کہ فرانسیسی بدمعاش کہیں مدن ہاؤس کے گھر سے نہ نکل پڑے۔ تو اس کا تمام راز فاش ہو جائیگا۔ اسی لئے وہ اسکو رات کے وقت یہاں لایا تھا اور پھر شب ہی میں واپس لیگیا۔

غرضیکہ سنتورلی نے اپنا پارٹ بڑی صفائی اور خوبی سے ادا کیا۔ اس نے جن لوگوں سے کام لیا ان پر اصل حالات کا مطلق اظہار نہونے دیا۔ اور حسب منشاء تمام باتیں پوری کرلیں بدمعاش فرانسیسی جوان کو کچھ بھی علم نہو سکا کہ وہ کس کے لئے کیا کام کر رہا ہے۔ اور یہ بالکل سچ تھا کہ وہ ایک قدرت کا آلہ تھا اگرچہ قدرت سنتورلی ہی کیوں نہو۔

گیارھواں باب

بیوفائی تو اُس کی خُو ہی نہیں

شام کے وقت امیر نعیم کے محل میں ایک عجیب تلاطم برپا ہے۔ ۵ بجے جوزفین سب نوکروں کو چھٹی دیکر خود میڈم سینی کے ہاں مع یوسف کے چار پینے گئی تھی۔ نوکر چاکر چھٹی کا وقت ختم ہوتے ہی محل میں واپس آگئے۔ شام کا اندھیرا غالب آتا جاتا تھا اور جوزفین کو واپس آنے میں دیر ہو گئی تھی۔ نوکروں نے خیال کیا کہ وہ نعمت ہانم کے مکان پر گئی ہو گی کیونکہ نعمت ہانم اور جوزفین کی باہم بہت محبت تھی۔ اکثر وہ اس کے پاس آکر دیر تک میٹھی رہتی اور جوزفین اس سے ملنے جایا کرتی تب بھی دیر تک وہاں رہتی مگر رات بڑھتی گئی اور آدھی رات آگئی تب تو جوزفین کی خاص خادمہ کو بڑی فکر ہوئی اور اس نے ایک نوکر کو نعمت ہانم کے گھر بھیجکر دریافت کرایا کہ جوزفین وہاں تو نہیں۔ پھر یہ معلوم ہونے پر کہ وہاں نہیں گئی تھی امیر عاصم کے محل میں دریافت کیا گیا یہاں بھی جوزفین کا پتہ نہیں ملا۔ مگر عاصم کو خبر ملی تو وہ فوراً کپڑے پہن کر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

امیر نعیم کے محل کی طرف چل پڑا۔ اور اس معاملہ میں کمال توجہ اور تشویش کا اظہار کرنے لگا۔

عاصم اس رات کو شام ہی سے متردد بیٹھا تھا۔ اور دل ہی دل میں کیا جانے کیا سوچ رہا تھا۔ اس کو خوب معلوم تھا کہ اس وقت اس کے ایک گاؤں میں کیا کارروائی ہو رہی ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ مجرم کا ضمیر پریشان رہا کرتا ہے۔ بہرحال وہ اس خبر کو سنتے ہی دوڑا آیا اور امیر نعیم کے نوکروں سے استفسار کرنا شروع کر دیا۔ نوکروں کو چاروں طرف جوزفین کی تلاش میں دوڑا دیا اور وہ ہر جگہ سے ناکام واپس آئے جوزفین کا کچھ سراغ نہ ملا۔ اسی واردات میں صبح کا تڑکا ہو گیا اور اب امیر عاصم نے امیر نعیم کو حسب ذیل پیام تار ارسال کیا:۔

"اسکندریہ۔ امیر نعیم صدفی۔

گذشتہ شام کو نوکروں نے دیکھا کہ امیرہ جوزفین اور بچہ یوسف سیر کر کے گھر کو واپس نہیں آئے دیر تک انتظار کے بعد جستجو کی مگر پتہ نہیں ملتا۔ کیا جوزفین اور لڑکا یوسف نوکروں کے بے اطلاع تمہارے پاس تو نہیں چلے گئے؟۔

امیر عاصم"

تار ملتے ہی امیر نعیم بدحواس ہو گیا۔ اُسے حیرت تھی کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ اسکندریہ میں جتنے اسکے اور جوزفین کے احباب تھے سب کے گھروں پر خود جا کر دریافت کرتا پھرا۔ مگر وہاں کیا تھا نہ پتہ چلا تو مایوس ہو کر امیر عاصم کو یہ تار دیا۔

"قاہرہ۔ امیر عاصم بک عزت۔

بواپسی تار پر اطلاع دیجئے کہ جوزفین کیونکر لاپتہ ہوئی۔ تاکہ مجھے تلاش کرنے کی راہ ملے اور اپنی واپسی قاہرہ سے قبل میں اس کی جستجو کر سکوں وہ میرے پاس تو نہیں آئی۔ اور نہ میں نے اُس کو بلایا تھا

نعیم"

اور اس تار کا جواب یہ ملا۔

"اسکندریہ۔ امیر نعیم بک صدفی!

کل شام کو جوزفین نے سب نوکروں کو چھٹی دیدی اور خود ایک کرایہ کی گاڑی پر یوسف کو ساتھ لیکر اپنی کسی سہیلی سے ملنے چلی گئی۔ اس کے بعد سے وہ لاپتہ ہے۔

عاصم"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس تار کو پاکر امیر نعیم دوپہر کی ٹرین سے قاہرہ کو روانہ ہوگیا اور اپنے محل میں پہنچا تو دیکھا۔ کہ وہاں ایک ہجوم لگ رہا ہے۔ امیر عاصم تک اس کی بہن بہجت خانم اور شہزادی نعمت خانم۔ مع سب نوکروں کے موجود ہیں۔ اور سب کے چہروں سے پریشانی عیاں ہو رہی ہے نعیم نے ہر ایک سے سوالات کئے اور کوئی قابلِ تشفی جواب نہ پایا۔ اُس کی طبیعت پر سخت وحشت طاری تھی۔ ہوش بجا نہ تھے۔ عاصم اس کی دلدہی اور تسکین کرتا جاتا تھا۔ مگر نعیم کو قرار نہ تھا وہ اُٹھا کہ خود تمام امیروں کے محلوں میں جاکر جوزفین کو ڈھونڈھے مگر عاصم نے کہا "ہم نے کہیں تلاش کرنے میں کسر نہیں باقی رکھی ہے اور افسوس ہے کہ کوئی پتہ نہ چلا" نعیم نے یہ سنکر چند خاص مکانات کا نام لیا کہ وہاں جوزفین جایا کرتی تھی۔ ان سے بھی دریافت کریں۔ عاصم نے بتایا کہ ان جگہوں میں بھی جستجو کرلی گئی ہے اور معلوم ہوا ہے کہ جوزفین وہاں نہیں گئی۔ نعیم نے اس بات کو سُنا تو وہ بیتاب ہوگیا۔ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور اشک حسرت بہانے لگا۔ امیر عاصم اور بہجت خانم نے بہت کچھ تسلی و تشفی دلائی اور جوزفین کے یوں غائب ہوجانے کی رکیک تاویلیں کرتے رہے مگر نعیم کا دل ہلکا نہ ہونا تھا نہ ہوا۔ بلکہ اس کا غم و الم بڑھتا ہی چلا گیا۔ آخر ان ناصحانِ مشفق کی بک بک سے تنگ آکر اس نے تنہائی کی خواہش کی اور اپنے کمرہ میں جاکر خاموش بیٹھ رہا۔ اگرچہ نعیم خلوت میں دل کی بھڑاس نکالنے اور جوزفین کے فراق پر اشک افسوس بہانے کے لئے تنہا رہنا چاہتا تھا لیکن اس کی بہن نعمت خانم کو خوف ہوا کہ مبادا یہ تنہائی میں اپنے تئیں ہلاک نہ کر ڈالے اسلئے وہ بھی اجازت لیکر اُس کے پاس آگئی اور اُس کے بعد ہی امیر عاصم اور بہجت خانم بھی کمرہ میں آموجود ہوئے لہذا نعیم کو پھر خلوت نہ نصیب ہوسکی۔

دیر تک غور و خوض کے بعد آخر کار نعیم کو یہ تدبیر سوجھی کہ جوزفین کی گمشدگی کی اطلاع پولیس میں کردے۔ اور پولیس کو جوزفین اور بچہ یوسف کی جستجو پر مامور کرے۔ نعیم نے اپنا یہ خیال امیر عاصم سے ظاہر کیا۔ اور وہ اس کو سنتے ہی سُن ہوگیا۔ دیر تک اختلاجِ قلب کی کیفیت اس پر طاری رہی۔ اور بڑی مشکل سے حواس کو برجا کرکے پہلے تو اس تجویز کو پسند کیا تاکہ اس پر بدگمانی نہ ہوسکے۔ مگر بعد میں کچھ سوچکر کہنے لگا:۔

"نہیں امیری رائے میں پولیس کو اس بات کی اطلاع دینا اچھا نہیں کہیں ایسا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نہ ہو کہ نتیجہ قابلِ رسوائی نکلے جس کا ہمیں خیال تک نہیں۔"

نعیم۔ مثلاً ؟

عاصم۔ میں یہ نہیں جانتا کہ کیا انجام ہوگا۔ اچھا یا بُرا۔ مگر اس میں ہرج ہی کیا ہے کہ ذرا تامّل سے کام لیا جائے۔ اور پہلے بطور خود ہر طرح پتہ تلاش کرکے آخر میں جب مایوسی ہو تو پولیس کو خبر کی جانی لازمی ہوگی۔

نعیم۔ مگر مجھے خوف ہے کہ کہیں وقت ہاتھ سے نہ نکل جائے اور ہم اسی خیال میں رہیں کہ وہ واپس آ جائیں گے اور ہم کو ان کا پتہ نہ لگے۔

عاصم۔ نہیں۔ ایسا بھی کیا اندھیر ہے وقت بہت کافی ہے اور ہمیں سب تجو کرنے کا ابھی بہت موقع ہے۔ اگر جوزفین ملک مصر میں ہے تو آج سے کل پرسوں تک اس کا پتہ مل ہی جائیگا۔

نعیم۔ لیکن اگر وہ کہیں اور چلی گئی ہو؟

عاصم۔ میرا خیال ہے کہ آج ولائتی ڈاک کا جہاز یورپ کو روانہ ہوگا۔

نعیم۔ (بات کاٹ کر) آہ۔ کاش پہلے سے یہ خیال آیا ہوتا۔ میں بندرگاہ کے افسروں کو خبر کرسکتا کہ وہ جوزفین کو روکیں۔ خواہ وہ خود سفر کر رہی ہو یا کوئی زبردستی اس کو لیجاتا ہو۔ مگر اب تو شام ہوگئی اور جہاز لنگر اٹھا چکا ہوگا۔ اب کیا کروں۔

عاصم۔ "کچھ بھی ہو ہمیں ایک تار دیدینا لازم ہے۔ شائد کچھ فائدہ مند ہی ہو جائے۔ افسر بندرگاہ کو جو پورٹ کمشنر ہے یہ تار دئیے دیتا ہوں کہ جس عورت پر جوزفین ہونے کا شبہ بھی ہو اُسے فوراً روک لیں۔" یہ کہکر فوراً تار ارسال کردیا۔

غرضیکہ یہ شام بلکہ اس کے بعد کی رات بھی انہیں قیاسات اور غور و بحث میں گزر گئی اور امیر نعیم نے اس عرصہ میں نہ ذرا سا آرام کیا اور نہ اس کو کچھ سکون آیا بلکہ اس کی وحشت اور پریشانی دم بدم زیادہ ہوتی جاتی تھی اور اس کی حالت ایسی قابلِ رحم ہوگئی تھی کہ بہت ہانم اور امیر عاصم کو بھی اب اُس پر ترس آنے لگا تھا۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی ڈاک میں وہ خط امیر نعیم کو ملا جو اُس کے نام جوزفین سے لکھوایا گیا تھا۔ یہ خط اسکندریہ سے آیا تھا۔ نعیم نے بڑی بیتابی سے لفافہ چاک کرکے خط پڑھا۔ اور اس کو تمام کرتے ہی زور سے چیخ مار کر کہا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"آہ - جوزفین! تجھے خدا سمجھے! آخر یہ جدائی کیوں اختیار کی - میں نے کیا خطا کی تھی اور کیوں تو مجھ سے برگشتہ ہوگئی - اُف - اُف - میں بھی کیسا بدبخت ہوں"

امیر نعیم کی چیخ سُن کر عاصم - بہجت اور نعمت سب کمرہ میں آ گئے یہ لوگ وہاں سے کہیں ٹلے نہ تھے - انہوں نے کمرہ میں آکر دیکھا کہ کھلا ہوا خط نعیم کے ہاتھ میں ہے اور وہ بیہوش کرسی پر پڑا ہے نعمت ہانم بھائی کے پاس آئی - خط لیکر پڑھا - مگر زبان سے ایک لفظ نہ کہہ سکی تاکہ نعیم کو صدمہ نہ پہنچے - اب نعیم کو بھی ہوش آ گیا وہ سنبھلا اور طبیعت کو قابو میں کر کے خط کو لپیٹ کر جیب میں ڈال لیا اپنی بہن سے تاکید کی کہ یہ بات مخفی رکھے اور کسی پر اس راز کو عیاں نہونے دے -

امیر عاصم اس بات کو دیکھکر ایسا انجان بن گیا کہ گویا اس نے نہ کچھ دیکھا اور نہ جانتا ہے اور امیر نعیم نے ان سب لوگوں سے کہا :-

"براہ کرم مجھکو تنہا رہنے کی اجازت دیجئے - میں بہت ماندہ ہو رہا ہوں اور اب سوؤں گا اس لئے اپنی خوابگاہ میں جاتا ہوں کہ تنہا بیٹھکر کچھ غور کروں"

یہ کہکر وہ اپنے آرام کے کمرہ میں چلا گیا اور پھر اس خط کو نکال کر غور سے دیکھنے اور پڑھنے لگا - رنج و غم کا پہاڑ اس کے دل پر ٹوٹ پڑا تھا اور وہ بار الم کے نیچے دبکر چور ہوا جاتا تھا -

نعیم نے اپنی تمام گذشتہ زندگی اور جوزفین کیساتھ بسر کرنے کے ایام کی یاد دل میں تازہ کی - اُسے نظر آیا کہ جب سے جوزفین کی الفت کے دام میں اسیر ہوا اور اُسے اپنا شریک و رفیق زندگی بنایا کبھی اُس نے جوزفین سے ذرا بھی بُرا سلوک نہیں کیا ہے - خفگی اور غصہ تو کیسا نام کو شکر رنجی کی بھی نوبت کبھی نہیں آئی ہے - اور جوزفین کے برتاؤ پر غور کیا تو اس کی طرف سے بھی کوئی شکایت کا معاملہ نہ پایا - جوزفین نے آخری دم تک گاہے اس سے ذرا بھی بے رُخی نہیں ظاہر کی تھی بلکہ ان دنوں تو ان کی محبت اور بھی گہری ہوگئی تھی - نعیم کو ہزار مرتبہ غور کرنے کے بعد یہی خیال آیا کہ جوزفین کے خلوص اور اس کی وفاداری پر شک و شبہ کرنا بالکل محال ہے - وہ سچے دل سے اس کی شیدا تھی اور یہ اس پر مٹا ہوا تھا - پھر بے وفائی کا کیا شبہ کیا جا سکتا تھا -

نعیم نے اس بات پر بھی خیال دوڑایا کہ جوزفین جن لوگوں سے ملتی تھی وہ کون کون ہیں - ان لوگوں میں ہر شخص اچھا اور پاک سیرت دکھائی دیا - اور اگرچہ بحسب ظاہر جوزفین کا ان سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میل جول تھا۔ تاہم نعیم یہ ہرگز خیال نہیں کرسکا کہ اُس کے سوا جوزفین کسی کو دل سے محبت کرتی رہی ہو۔ یا کبھی اُسے مردوں کے ساتھ ملتے جُلتے دیکھا ہو۔ ایک گھنٹہ سے زیادہ نعیم انہی افکار کے دریا میں غوطہ زن رہا۔ اور بجز اس کے کہ اس کا اعتقاد جوزفین کی وفاداری اور اخلاص پر زیادہ مستحکم ہوتا گیا کوئی پہلو شک وشبہ کا اُسے نہ ملا۔ تب اس نے دل میں کہا "پھر آخر اس خط کا مطلب کیا ہے؟"۔ اس کے متعلق کئی رنج دہ اور حیرت انگیز اقسام کے خیالات اس کے دماغ میں پیچیدہ ہو رہے تھے۔

کبھی وہ یہ سوچتا تھا کہ جوزفین اس سے مذاق کررہی ہے اور تھوڑی دیر کی دل لگی دیکھنے کیواسطے اس نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔ گاہے یہ خیال کرتا کہ جوزفین اُس کی محبت اور الفت کا اندازہ لگانے کے واسطے یہ چال چلی ہے۔

اور پھر یہ سوچنے لگتا کہ جوزفین نے اسپر بدگمانی کی ہے اور یہ تصور کرکے کہ نعیم اب کسی اور عورت کی طرف مائل ہو گیا ہے اس سے جدائی اختیار کرتی ہے۔

نعیم جوزفین کے خط کو بار بار اٹھا کر دیکھتا۔ اور اُس کو صاف وصریح ناقابل تاویل پاکر حیران رہ جاتا۔ آہ۔ اگر یہ مذاق ہوتا۔ اگر اس سے کوئی تفریح مراد ہوتی۔ تو اتنا صاف صاف کیوں لکھتی؟ ضرور اس میں کوئی بھید ہے۔ غم والم کی شدت سے نعیم کا دم گھٹا جاتا تھا۔ نعیم کوئی معمولی آدمی نہ تھا وہ علاوہ اس کے کہ ایک دولتمند اور ذی مرتبہ امیر تھا۔ اخلاق حمیدہ اور عادات پسندیدہ کے زیور سے بھی آراستہ تھا۔ اس نے اپنی پاک نفسی کی وجہ سے تمام امثال واقران میں بڑا مرتبہ اور نام پیدا کرلیا تھا۔ جوزفین کیساتھ اُس کو سچی محبت تھی۔ اور اس محبت کے ثبوت اور نباہ میں اس نے اپنی عالی نسبی کا کمال شرافت سے اظہار کیا تھا۔ اُس کی ہر ایک حرکت سے کریم النفسی اور جوانمردی عیاں تھی۔ اور وہ ہر طرح پر اپنی نیک مزاجی اور شرافت ظاہر کرتا رہا تھا۔

صبح سے گیارہ بجے دن تک نعیم اپنی خوابگاہ میں تنہا بیٹھا اور انہیں خیالات میں مستغرق رہا ۱۲ بجے کے قریب اس کی بہن نعمت خانم اس سے ملنے آئی اور بھائی سے ملنے کی اجازت طلب کی نعیم نے بہن کو بلوایا۔ اور وہ کمرہ میں آکر اُس کے روبرو ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور بھائی کو مخاطب کرکے کہا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"بھیا نعیم! مجھے امید ہے کہ اس خط کو پڑھنے سے تمہارے رنج والم کا بوجھ کچھ ہلکا ہو گیا ہو گا؟"

"نعمت! ہائے! ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ اس نے تو آتش رنج والم کو اور بھی مشتعل کر دیا ہے۔" نعیم نے کہا۔

نعمت۔ گر تمہارا یہ غم اس سے پہلے غم سے مختلف تو ضرور ہے۔ اگر پہلے تمہارا رنج قلق اور شفقت سے ملا ہوا تھا تو اب جہانتک میں خیال کر سکتی ہوں اس صدمہ میں غضب اور ناراضی کی آمیزش ہو گئی ہے۔

نعیم۔ نعمت! تمہارا یہ گمان بالکل بیجا اور غلط ہے۔ میں ابتک اس یقین پر جما ہوں کہ جوزفین بیوفا نہیں ہے اور اُس کو میرے ساتھ دلی الفت ہے۔

نعیم کی یہ بات سن کر نعمت نے ایک تمسخر آمیز قہقہہ لگایا اور نعیم نے بگڑ کر کہا۔

"نعمت! تم ہنسو نہیں! تمہاری ہنسی کا قہقہہ میرے دل سے وہ کام کر رہا ہے۔ جو سنان دلدوز کرتی ہے۔"

نعمت۔ بھیا نعیم۔ تمہاری حالت دیکھکر میرا کلیجہ پھٹ رہا ہے۔ میں ہنستی نہیں بلکہ روتی ہوں اور اب میرا غم اس قدر حد سے گزر گیا ہے کہ رونے کی جگہ مجھے ہنسی آ گئی ہے۔ آخر تم کو یہ ہو گیا گیا ہے؟ جوزفین کے خط کی اتنی صاف عبارت پڑھ کر بھی تم یہی کہتے چلے جاتے ہو کہ وہ تم سے محبت رکھتی ہے اور اس نے بیوفائی نہیں کی۔

نعیم۔ بیشک اس کی عبارت تو صاف ہے لیکن نعمت! جوزفین کو جس قدر میں جانتا ہوں دوسرا نہیں جان سکتا۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ اس کا دل قدر تاً میری محبت سے مالا مال ہے۔ اور جب تک وہ دل ہی فنا نہ ہو جائے یہ محبت اس میں سے کبھی نہ نکل سکے گی۔ ہماری زندگی میں بہت سے واقعات ایسے پیش آئے ہیں کہ ان میں جوزفین نے اپنی زبردست محبت کی دلیل نمایاں کر دی ایسی محبت کہ جس کی مثال قصے کہانیوں میں بھی سنی نہیں گئی ہوگی۔ اور اسی لئے میں یہ مان ہی نہیں سکتا کہ وہ مجھ سے برگشتہ ہو جائے گی۔

نعمت (کھسیانی ہو کر) خیر میں تم سے کیا کہوں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نعیم - اس بارہ میں کچھ نہ کہو ورنہ مجھ کو سخت صدمہ ہوگا

نعمت - تب تم جوزفین کے اس خط کا کیا مطلب لیتے ہو؟

نعیم - میں یہ نہیں سمجھ سکتا۔ نعمت! اس خط نے تو مجھکو دیوانہ کر رکھا ہے - زیادہ تر تو میں اس کو جعلی خیال کرتا ہوں - مگر چونکہ میں جوزفین کا خط بخوبی پہچانتا ہوں اس لئے اس میں شک نہیں کر سکتا کہ یہ تحریر خود اُسی کی لکھی ہوئی ہے اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ جعلی ہے تو اس کا لکھنے والا بڑا ماہر شخص ہوگا جس نے بڑی صفائی سے نقل اتاری ہے۔

نعمت - میں نے مانا کہ خط جعلی ہے - تب جوزفین کہاں ہے؟

نعیم - شائد وہ کسی کے ہاتھ میں اسیر ہے اور اُس کو قید کر رکھا گیا ہے - یہ خط اس کی طرف سے جعلی طور پر مجھے لکھا ہے تاکہ میرے دل سے اس کا خیال جاتا رہے - اور میں اس کی جستجو نہ کروں میں نے بہت کچھ غور و خوض کے بعد اس بات کو سوچا ہے (تحریر نعمت کو دکھا کر) تم دیکھو کہ حروف ذرا ٹیڑھے میڑھے ہیں اور یہی بات اسکے جعلی ہونے کی دلیل ہے۔

نعمت نے جوزفین کے خط کو بغور دیکھکر اپنے ہونٹ ہلائے - گویا بزبان حال کہا کہ جو کچھ تو دیکھتا ہے - میں نہیں دیکھتی - اور نعیم نے اس سے کہا۔

"ہاں - ہاں جو باریکیاں میں دیکھ رہا ہوں - وہ تم کو کبھی نہ معلوم ہونگی - میں مدت سے جوزفین کی تحریر دیکھنے کا عادی ہوں اور اُس کی لکھائی کے ایک ایک حرف کو کیا بلکہ شوشہ و گوشہ تک میں بخوبی امتیاز کر سکتا ہوں"

نعمت - مگر بھیّا! خواہ کچھ ہی کیوں نہو تمہیں صبر کرنا اور اپنے دل کا بوجھ دور کرنا لازم ہے ہم نے اپنی عمر میں تمہارا ایسا غم کبھی نہیں دیکھا - توبہ الٰہی - کوئی اتنا رنج و الم کرتا ہے اگر جوزفین بیوفا ہے تو اس کا نتیجہ یہی ہونا چاہئے کہ تم اس کو بھلا دو اور کبھی اس کا نام تک نہ لو - اور اگر وہ وفادار اور تمہاری امانت پر ثابت رہی تب ضروری ہے کہ خدائے کریم خود ہی ایسا سامان کر دیگا کہ وہ تم کو واپس مل جائے۔

نعیم - مگر مجھے اس وقت تک ہرگز صبر نہیں آنے کا جب تک اس معاملہ کی تحقیقات نہ کر لوں اگر تحقیق کے بعد تمہارا خیال صحیح نکلا اور جوزفین کی بیوفائی ثابت ہوگئی تو اُسے چھوڑ دوں گا - اگر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وہ با وفا نکلی اور میرا گمان درست ہوا تب ضرور ہے کہ کسی نے اُس کو قید کرکے میرے پاس آنے سے روک رکھا ہے - اور مجھے اُس کے اس قید سے رہائی دلانے کی کوشش کرنا واجب ہے -

نعمت - لیکن پھر جوزفین لڑکے یوسف کو کیوں ساتھ لیگئی - ضرور ہے - کہ وہ اس طرح لوگوں پر اپنا نیک چلن اور پاکدامن ہونا ثابت کریگی - ورنہ ——"

نعیم - (بات کاٹ کر) نعمت ! میں کچھ نہیں سمجھتا - آہ میری عقل کام نہیں کرتی - بہرحال اب تو جو کچھ ہو - میں کل یورپ کو روانہ ہوں گا اور جوزفین کو ڈھونڈوں گا شائد وہ یا یوسف کوئی مل جائے -

نعمت - نہیں یہ ٹھیک نہیں - میں اس رائے کو درست نہیں مان سکتی - یہ بڑا لغو کام ہے تم خاندان میں اپنے حسن خلق - علم و فضل - دانشمندی اور شریف مزاجی میں فرمانے جاتے ہو - تمام گھر بلکہ کنبہ تمہاری ذات پر فخر کرتا ہے یاد رکھو کہ تمہاری معمولی سی غلطی گناہ کبیرہ کے برابر ہوگی اور شریف کی ایک لغزش عوام کی سخت غلطی کے ہموزن مانی جاتی ہے - اس وقت تک کنبہ بھر کو یہی معلوم ہے کہ جوزفین کو تم نے یونہیں داشتہ عورت کے طور پر رکھا ہے - اب وہ یہ جانیں گے کہ تم باوجود اُس کی بیوفائی کے پھر بھی اس کو ڈھونڈنے یورپ گئے ہو تو تم سب کی نگاہوں سے گرجاؤ گے اور نہ صرف تمہیں سب کی نظر میں ذلیل ہوگے بلکہ ہم تمام منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں گے - نعیم ! عقل کے ناخن لو - ہوش میں آؤ - اور اپنے اس فعل سے خاندان کی ناک نہ کٹاؤ -

نعیم - (حقارت سے) بس بس - نعمت ! لوگوں کے اس کہنے سننے کا خوف ہوگا تو تم کو ہوگا - میں ان لغو باتوں پر خیال ہی نہیں کرسکتا - آہ - بہت کچھ اس کا خیال کرچکا اور کوئی فائدہ نہوا اسی رکاوٹ نے مجھے جوزفین کو علانیہ اپنی آرام جان بیگم بنانے سے روکے رکھا - اور دل کی حسرت نہ نکالنے دی - میں عقل رکھتا ہوں - اور دل بھی رکھتا ہوں - اپنے دل کو ان اوہام پرستیوں کی قربان گاہ پر بھینٹ نہیں چڑھا سکتا - بلکہ عقل سے کام لیکر اس کو شاد کام رکھنا پسند کرتا ہوں - یہ اگلے لوگوں کی خرافات اور بیہودہ رسمیں مجھے دل سے بُری معلوم ہوتی ہیں - میں اب کھلے بندوں کہتا ہوں کہ کنبہ و قبیلہ جوزفین کو میری بی بی سمجھے اور میں اس کو ضرور تلاش کرنے جاؤں گا -

نعمت - افسوس ! نعیم ! تم کیسی باتیں کررہے ہو - آہ - اس طرح تو اور رسوائی ہوگی - منہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں کالک لگ جائے گی اور اُس کا دھو سکنا محال ہو گا۔ اب تم یہاں تک کھلانا چاہتے ہو کہ اپنی بی بی اور بیوفا بی بی کی جستجو میں خاک اُڑاؤ گے اور یہ بیحیائی گوارا کرو گے۔

نعیم۔ آہ نیمت! میں مجبور ہوں۔ دل پر کوئی زور نہیں چل سکتا۔ لوگ جو چاہے کہیں میں جوزفین کی تلاش کروں گا۔ وہ کبھی بیوفا نہیں۔ بڑی وفادار اور سچی عاشق ہے۔ یقیناً اس پر کسی نے سخت دباؤ ڈال رکھا ہے۔ اور وہ مجبور ہو کر مجھ سے جدائی پر راضی ہے۔ وہ یورپ میں مجھکو ضرور ملیگی۔ اور میں کل ضرور چلا جاؤں گا۔

نعمت اپنے بھائی کی حالت پر غم و غصہ کھائی اور اُس کی ضد سے ناخوش ہو کر چلی گئی۔ اسکو نعیم کیساتھ جوزفین کی وفاداری اور نیک چلنی کو تسلیم کرنے میں اتفاق نہ تھا۔ بلکہ وہ پوری طرح یقین کر بیٹھی تھی کہ ضرور جوزفین نے بیوفائی کی ہے۔ اور کہ وہ کسی اور موقعہ پر اپنے بھائی کو بھی اس بات کا قائل بنائے گی۔

بارھواںؔ باب

شیطانی حیلے

سنبھل کے پاؤں نکال آشیاں سے او بلبل
لگائے بیٹھے ہیں پھندے جہاں تہاں صیاد

—" سنتورلی! میں نے اس مشکل کا ایک حل تو سوچ لیا ہے۔ مگر ہاں ذرا بڑی دلیری اور نہایت ہمت کا کام ہے "۔

—" جناب عالی! خدا آپ کو سلامت رکھے "۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"—— سنو! ہم جوزفین پر حکمرانی کرنے یا اس کے نگراں بننے کے تو خواہاں نہ تھے ہمیں کیا پڑی تھی کہ اس بلا کو سہیڑتے پھرتے۔ ہم نے صرف یہ چاہا تھا کہ اس کو مصر سے کسی دور دراز ملک میں پہنچا دیں اور ابراہیم سے جتنا دور ممکن ہو بھیج دیں۔"

امیر عاصم نے اپنے شریک سلطنت سنتورلی سے کہا۔ اور وہ غور سے سن رہا تھا کہ عاصم نے اب کیا تدبیر سوچی ہے جس سے جوزفین کی نگہداشت کی شدید زحمت دور ہو اور یہ بلا کسی اور کے سر جا پڑے۔ کیونکہ ایک سال جوزفین کی قید پر گزر گیا ہے اور سنتورلی اس کی نگرانی سے بیحد پریشان ہو رہا ہے۔ چنانچہ اس نے جواب دیا۔

"—— مگر ہمارا چاہا نہ ہوا۔ اس کو گانوں کے مکان میں رکھا تھا تو نیت یہ نہ تھی کہ وہیں رہ جائے۔ بلکہ کسی دور دراز جگہ کو بھیجنے کیلئے وہاں رکھا گیا تھا۔ جہاں پھر کسی زبردست تدبیر سے اس کو قید میں بند کر دیا جاتا لیکن جب سے ہم نے اس کو قید کیا ہے وہ اسی زندان میں ہے اور ہم اس کو وہاں سے نکال نہیں سکے۔ اس میں راز فاش ہو جائیگا خوف تھا اور ہے۔ اور یہ بھی سخت دشوار ہے کہ ہم اسکو یونہیں قید رکھیں۔ اس میں خطرہ ہے کہ کبھی نہ کبھی راز کھل جائیگا اور ہمارا کام بگڑ جائیگا۔ بھلا ہم کسی کو زندگی بھر کس طرح قید رکھ سکتے ہیں۔ اسکی نگرانی سے اب دل تنگ آگیا ہے۔ اور سچ کہتا ہوں کہ یہ حال مجھ پر سخت پریشانی میں کٹتا ہے۔ ہر وقت دل میں کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کہیں کسی کو جوزفین کا پتہ نہ چل جائے اور ہماری شامت آجائے۔ اس لئے اب میری یہ رائے ہے کہ اس کو جان سے مار کر قیدخانہ کو اس سے خالی کر لیا جائے۔ رہی اس کی لاش وہ اسی مکان کے قریب زمین کے سپرد کر دی جائے گی۔"

عاصم۔ (منہ بنا کر) لیکن مسیو سنتورلی! کیا یہ راز ہمیشہ پوشیدہ رہ سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ تم خیال تو کرو کہ تقریباً تین اور آدمی بھی ہمارے کچھ نہ کچھ رازدار ہو گئے ہیں۔ بوڑھی یونانی عورت کٹنیا۔ اور دونو ملازم سلیم اور علی اس راز کے واقف ہیں۔ اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں ہمارا پردہ فاش نہ ہو جائے اور وہ ہمیں بدنام و گرفتار بلا کر دیں۔ اس لئے میں سوچتا ہوں کہ راز کھلے بھی تو ایسے وقت کہ جوزفین مر چکی ہو۔ پھر ہم کو اتنا ڈر نہیں رہنے کا۔

سنتورلی۔ کیا خوب! گناہ بھی کیجے اور ڈرئے بھی۔ مثل ہے کہ جب ڈوبے تو بھیگنے کا کیا ڈر"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مگر جناب اس کے خلاف کرتے ہیں۔

عاصم - سنتورلی! تم بیوقوف ہو۔ میری بات تو سنی نہیں اور اپنی رائے لگا دی۔ ارے دیوانے! میں تو یہ کہتا ہوں کہ گناہ ہم کریں اور اس کا وبال کسی اور پر ڈالدیں (یہ کہکر اس نے ایک خوفناک قہقہہ لگایا)۔

سنتورلی - (حیران ہوکر) وہ کس پر؟۔

عاصم - سنو! ہم اس وقت آزادی سے کلام کریں گے۔ میں مانتا ہوں کہ اس بارہ میں میرا اور تمہارا ایک ہی حال ہے جیسی فکر اس کام میں مجھ کو ہے تم کو بھی ہوگی۔ دور ہونی چاہیئے کیونکہ درحقیقت ان جرائم میں تم میرے دست و بازو اور کارکن عضو ہو۔ اور اب ہمیں متفق ہوکر اپنے بچاؤ کی سعی کرنا لازم ہے۔ تاکہ قانون کی گرفت سے محفوظ رہیں۔

سنتورلی - جناب بجا فرماتے ہیں۔ اچھا اپنی رائے بیان کیجئے۔

عاصم - تم کو معلوم ہے کہ میں نعمت ہانم کی نسبت پہلے کیا آرزو رکھتا تھا؟۔

سنتورلی - بیشک! آپ اس پر شیدا تھے اور اُس کو اپنی زوجیت میں لاکر اسکی جائداد پر قبضہ کرنے والے تھے۔ اسی طرح آپ کی بہن بہجت ہانم امیر نعیم کو اپنے دام الفت میں گرفتار کرنیکی کوشش کررہی تھیں۔

عاصم - لیکن نعمت ہانم سے میں اگر پہلے محبت کرتا تھا تو اب اس کا سخت دشمن اور اس سے بدلہ لینے کا آرزومند ہوگیا ہوں۔ کیونکہ نعمت ہانم نے میری درخواست کمال حقارت کیساتھ نامنظور کردی اور اخیر میں میری آبروریزی کرکے ثابت کردیا کہ وہ ہرگز میری نہ ہوگی۔ ابھی سب سے آخر میں جو ملاقات میں نے اس سے کی وہ ہماری باہمی دشمنی کا دیباچہ ہوگئی۔ نعمت نے مجھے بہت کچھ سخت و سست کہا میری اہانت کی۔ اور صاف کہدیا کہ وہ مجھے بُرا جانتی اور مجھ سے خار کھاتی ہے کیونکہ میں درحقیقت اُس کو احمد بک تعظیم وکیل کی مواصلت سے محروم کرنے کا سبب ہوا ہوں۔ لیکن خوش قسمتی سے ہنوز نعمت ہانم کو اس زبردست قوت کا پتہ نہیں چلا ہے جس کے ذریعہ میں نے احمد بک کو نعمت ہانم سے عقد کرنے کی ممانعت کردی ہے۔ اور اس کو ڈرادیا ہے کہ تو نے نعمت ہانم سے عقد کیا تو مجرموں کیطرح قانون کے شکنجے میں گرفتار ہوگا۔ کیونکہ تمہیں یاد ہوگا۔ کہ نعمت اور جوزفین کے بچوں کو احمد بک ہی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے ذریعہ سے دایہ عائشہ کے ہاتھوں ہلاک کرایا گیا تھا اور احمد بک نے اس واقعہ کی تفصیل ایک خط میں تم کو لکھدی تھی۔ وہ خط میرے پاس ہے اور احمد بک کیلئے یہ دھمکی بہت کارگر ہے چنانچہ میرے منع کرتے ہی وہ چارو ناچار نعمت ہانم سے کنارہ کش ہوگیا ہے۔ نعمت ہانم کو یہ بات جس وقت سے معلوم ہوئی ہے کہ احمد بک کی اُس سے بے رخی اور کنارہ کشی میرے حکم کے سبب سے ہے۔ اسی وقت سے وہ مجھ پر ناراض بلکہ میری دشمن اور درپے انتقام ہے۔ بہرحال اَب ہم دونو ایک دوسرے کے دشمن اور علانیہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ میں نعمت سے سخت بدلہ لوں گا اور اس کو ایسا ذلیل کروں گا کہ کبھی کو یاد کریگی۔ نعیم سے تو میں بدلہ لے چکا اور اتنا ہی کافی ہے کہ اُسے پاگل بنا کے یورپ میں مارا مارا پھرا رہا ہوں۔

سنتورلی۔ تو یہ کہئے! آپ جوزفین کے قتل میں نعمت ہانم کو بھی لپٹینا چاہتے ہیں۔ اور یوں اپنا گناہ اس کے سر چپینا مدنظر ہے۔

عاصم۔ جی ہاں!

سنتورلی۔ بیشک یہ بڑی اچھی تجویز ہے۔ مگر اس میں خوب غور و تامل لازم ہے کہ یہ کام ایسی طرح ہو کہ نتیجہ اُلٹ نہ سکے۔ ورنہ پھر ہمیں پھنس جائیں گے۔

عاصم۔ یقیناً۔ اور اسی لئے تو میں نے کہا کہ اس کام میں جو تجویز میں نے کی ہے وہ بڑی کامل استادی اور نہائت بے جگری سے پوری کئے جانے کی محتاج ہے۔ میں اس مکر کی کامیابی کے لئے بہت کچھ خرچ کرنے اور پوری توجہ سے کام لینے کو تیار ہوں۔ نعمت نے میرا دل جلایا ہے اور میں اس سے جب تک بدلہ نہ لے لوں مجھے چین و آرام نہیں آنے کا۔ سنتورلی! البس اب اس سے انتقام اور بدلہ لینا ہی میرا پہلا کام ہے۔

سنتورلی۔ گو بدلہ آپ لیں گے۔ میں تو نہیں چاہتا۔ اور نہ مجھے نعمت ہانم سے بدلہ لینے کی ضرورت ہے۔

عاصم۔ مگر اس طریقۂ انتقام میں میرا اور تمہارا برابر کا فائدہ تو ہے۔ جب میں اس طرح نعمت ہانم سے اپنا بدلہ لوں گا تو ساتھ ہی اس جرم (جوزفین کے قتل) کا بار بھی اُسی پر ڈالدوں گا۔ اور ہم تم دونو صاف الگ ہو جائیں گے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سنقتورلی - مگر صاحب! آپ نے تو دو فائدے اٹھائے - اور مجھے صرف ایک فائدہ رہا -

عاصم - یہ کیا؟ پھر آخر تم کیا چاہتے ہو؟

سنقتورلی - چاہتا کیا ہوں - یہ کہتا ہوں کہ اس مکر کے نتیجہ سے جو فائدہ ہوگا - اس میں ہم دونوں کی شراکت برابر کی نہیں - آپ زیادہ نفع میں رہیں گے اور میں کم -

عاصم - تو اب تم اپنے حصّہ سے کچھ زیادہ بھی طلب کرتے ہو؟

سنقتورلی - بیشک -

عاصم - (ہنس کر) واللہ! تم بھی کیسے لالچی ہو - خیر اگر میرا یہ مکر چل گیا اور اس میں پوری کامیابی ہوگئی تو اس آخری چال کے کارگر ہونے کے بعد تم کو اس گاؤں کا ایک چہارم دوں گا جس میں اس وقت جوزفین قید ہے -

سنقتورلی - خیر! تو اب ہمیں اس مکر کا جال بنانا اور اُس کا طریقہ استعمال تجویز کرنا باقی رہا - اور امید ہے کہ آپ نے اس کو بخوبی سوچ لیا ہوگا -

عاصم - ہاں میں نے سوچ لیا ہے - مگر سوچنا امر دیگر ہے اور اس پر عمل کرنا دوسرا کام ہے اور چونکہ عملی حصّہ تم سے متعلق ہے اس لئے وہ تجویز تم بھی سُن لو اور غور کرکے اُس کے نقائص کی اصلاح کرو - کیونکہ اس پر عمل تم ہی کروگے -

سنقتورلی - بہت خوب - آپ بیان کریں اور پھر ہم حسب ضرورت اسکی اصلاح کرلیں گے -

عاصم - سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ جوزفین زندہ وسلامت نعمت ہانم کے محل میں پہنچائی جائے -

سنقتورلی - (بات کاٹ کر) آہستہ بولئے - کوئی سنتا نہو -

عاصم - ڈرو نہیں - اس وقت آدھی رات آچکی ہے - نوکر سب سو رہے ہیں - اور کوئی ہماری باتیں نہیں سُن سکتا -

سنقتورلی - لیکن میں نے قدموں کی آہٹ سُنی ہے - جیسے کوئی دبے پاؤں چلتا ہے -

عاصم - تم کو وہم ہوا ہے - کوئی آہٹ نہیں ہوتی -

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مگر سنتورلی کو اطمینان نہوا۔ وہ اٹھکر کمرہ کے دروازہ پر آیا اور اُسے کھول کر صحن میں نکلا۔ پھر پکار کر کہا " یہاں کوئی نوکر ہے؟ ذرا ایک گلاس پانی تو لانا " اور جب کوئی نہ ملا تو مطمئن ہوکر واپس آگیا۔ اور امیر عاصم نے اس سے پوچھا۔

" کیوں! کیا کوئی باہر ہے؟ "

سنتورلی ۔ جی نہیں ۔ سب سو رہے ہیں۔

عاصم ۔ خیر ۔ میں نے یہ کہا تھا کہ جوزفین کو نعمت ہانم کے محل میں زندہ وسلامت لانا شرط ہے۔

سنتورلی ۔ جی ہاں۔

عاصم ۔ اور اس کو خاموش وبیخبر رکھنے کے واسطے لازم ہے کہ بیہوش کر دی جائے اور جس طرح بیخبری میں وہ اس قیدخانہ کے اندر داخل ہوئی تھی اُسی طرح وہاں سے نکالی جائے چنانچہ تم اس کے کھانے میں افیون کی اتنی کافی مقدار ملا دو کہ وہ اس کے اثر سے غافل ہوکر سو جائے اور بیخبر ہو جائے۔

سنتورلی ۔ یہانتک سب باتیں آسان ہیں۔ پھر میں اُس کو آدھی رات کے وقت گھر سے نکال کر ایک بند گاڑی میں ڈال کر تنہا خود ہی گاڑی کو ہانکتا ہوا نعمت ہانم کے محل کے دروازہ پر لے آؤں گا ۔ مگر آپ یہ بتائیے کہ محل کے اندر کیونکر پہنچاؤں؟

عاصم ۔ ہاں جس رات کو جوزفین یوں لائی جائے گی ۔ میں اپنے نوکر " احمد " کے کھانے میں کوئی مخدر دوا ملوا دوں گا ۔ اور اس کے کھانے سے وہ آدھی رات کے قریب تکلیف و بیچینی میں مبتلا ہوگا ۔ اس وقت میں احمد کے باپ کو جو نعمت ہانم کے محل کا دربان ہے ۔ بلوا بھیجونگا کہ آکر اپنے بیٹے کی خبر لے اور محل کے دروازہ میں باہر سے قفل ڈالتا آئے ۔ یقیناً وہ بھاگ کر آئیگا اور بیٹے کی خبرگیری میں مصروف ہوگا ۔ میں کسی طرح اس سے کنجی لیکر وہاں پہنچوں گا اور دروازہ کھولکر ہم دونو جوزفین کو محل کے اندر پہنچا دیں گے۔

سنتورلی ۔ بہت ٹھیک! پھر آگے کیا ہوگا؟

عاصم ۔ بس اب اس کو رکھ لانا کیا مشکل ہے ۔ ایک شیشی اور کچکاری (بکر) یہ شیشی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

زہر کچلہ کے جوہر سے بھری ہے - اور یہ پچکاری ہے - اس میں کچلہ کا ست بھر کر جوزفین کی کھال کے نیچے پچکاری کرنا کافی ہے بازو میں یہ عمل کر دیا جائیگا - اور ۵ امنٹ میں وہ بے جان لاش بن جائیگی -

سنتورلی - اے سبحان اللہ! کیا کہنے ہیں اس دانائی اور معاملہ فہمی کے! مجھ کو اس تجویز پر کوئی اعتراض نہیں - میری رائے میں یہ یقیناً کامیابی کا راستہ اور کارگر ہے لیکن اگر آپ محل کی کنجی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں - ورنہ سب محنت رائگاں جائیگی -

عاصم - غالباً - بلکہ یقیناً میں کامیاب ہو جاؤں گا -

سنتورلی - تب کیا ہے لیکن آپ جوزفین کو بیہوش کر کے نعمت ہانم کے یہاں کیوں لائیں وہیں سے مردہ نہ لائیں کہ لاش یہاں ڈال دی جائے -

عاصم - نہیں - نہیں - یہ کیا حماقت ہے - اگر ہم اُسے نعمت کے محل میں نہ داخل کر سکے اور ناچار اُسے واپس لیجانا پڑا تو اس کو زندہ اور قید رکھنا ہے - اپنے یہاں مار کر دفن کرنے میں افشائے راز کا اندیشہ ہے اور میں اس کی خرابی پہلے بتا چکا ہوں -

سنتورلی - بجا فرمایا! مگر اب جوزفین کے محافظوں یعنی یونانی عورت اور سلیم علی دونوں ملازموں کو کیا بتایا جائے کہ جوزفین وہاں سے کیوں ہٹائی گئی؟ -

عاصم - بڑھی یونانیہ کو صرف اس قدر بتا دینا کہ تم اس عورت کو باہر سفر پر لیجانے والے ہو - اور آدھی رات کو وہاں سے روانہ ہو گے - اور یہ کہ تم یورپ جانے کے عازم ہو تاکہ اس عورت کو ہمراہ لیجا کر اُس کے عاشق سے دور کر دو اور اس قید خانہ سے نجات دلا سکو - ورنہ یہاں اس کی تندرستی میں فرق آجانے کا خوف ہے - پھر رات کو وہیں اپنے کمرہ میں سو رہنا اور آدھی رات ہوتے ہی جوزفین کو چور دروازہ سے بحالم بیہوشی چپکے سے نکال لانا کہ کسی کو اس بات کی خبر بھی نہو -

سنتورلی - اور اب اس کام کا مناسب وقت سوچنا باقی رہا -

عاصم - میری رائے میں دوشنبہ کے دن کی شام یعنی آئندہ منگل کی رات اس اہم کام کیلئے سب سے اچھا وقت ہے - اول تو اس رات کو تمام شب اندھیرا رہیگا اور چاند چھپا رہیگا - اور دوم یہ کہ نعمت ہانم اس رات کو سویرے سو جائے گی کیونکہ وہ اس سے قبل کی رات میں اپنی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سہیلی فاطمہ خانم کی شادی میں رات بھر کی جاگی ہوگی۔

سنتورلی۔ بہت خوب جناب! تو اب پانچ دن کے بعد جوزفین قتل کرکے نعمت خانم کے محل میں چھوڑ دی جائیگی۔

عاصم۔ اور کیا تم اب یہ سمجھ بیٹھے کہ بس کام ہوگیا اور بدلہ لے لیا گیا؟

سنتورلی۔ جی نہیں۔ یہ کیا؟ میں سمجھا پولیس کو یہ اطلاع کرنی ہوگی کہ نعمت خانم کے محل میں ایک عورت مار ڈالی گئی ہے اور اُس کی لاش وہاں موجود ہے۔

عاصم۔ اور یہ میرا کام ہے۔ جو بہت آسان ہے۔ یوں کہ اسی صبح کو پولیس کے دفتر میں ایک گمنام تحریر بھجیدی۔ اور بس۔

سنتورلی یہ بات سُن کر اُٹھا۔ اور امیر عاصم کی دی ہوئی شیشی اور پچکاری اپنی جیب میں ڈال کر وہاں سے رخصت ہوگیا۔

تیرھواں باب

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

جوزفین کو اس آفت خیز قید خانہ میں پڑے ہوئے ایکسال پورا ہوگیا۔ نہ یہاں اس کو بوڑھی یونانیہ کے سوا کسی آدمی کی شکل دکھائی دی۔ اور نہ اس نے کسی طرح معلوم کر پایا کہ وہ کہاں اور کس کے زیر حراست ہے۔ یونانیہ عورت بھی دن رات میں دو دو منٹ کے لئے تین ہی چار دفعہ اس کے پاس آتی اور اپنا کام کرکے فوراً پلٹ جاتی۔ سلیم اور علی دو ملازم اور تھے ان کو بالائی منزل پر آنے کی بالکل اجازت نہ تھی۔ وہ فقط اتنا جانتے تھے کہ ان کے آقا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"تجاک" نے یہاں اپنی بی بی کو قید کر رکھا ہے تاکہ اُس کے عاشق سے اس کو دور رکھے ۔ یہ دونو محافظ یونانیہ کے ماتحت اور اس کے حکموں کی تعمیل کرتے رہتے تھے سنتورلی کبھی کبھی رات کو آکر جوزفین کے کمرہ کے پاس والے دوسرے کمرہ میں پڑا رہتا تھا تاکہ نوکر چاکر یہ سمجھیں کہ وہ اپنی بی بی کے پاس رہا ہے۔

جوزفین نے یہ مدت کیونکر کاٹی۔ اس کا اندازہ مشکل ہے ۔ مگر حالات یہ تھے کہ نہ وہ کسی سے اپنا حال کہہ سکتی تھی ۔ اور نہ کوئی ایک دم کے لئے اس سے ہمدردی کرنے والا تھا ۔ بوڑھی یونانیہ اس پر ترس کھاتی توکیونکر اول تو وہ جوزفین کی زبان نہیں جانتی تھی اور دوم اُس کی بات سننے کا ارادہ بھی نہ کرتی تھی ۔ اس لئے کہ اُسے تو صرف یہ حکم تھا کہ کھانا پہنچا دے اور بات چیت ہرگز نہ کرے یا کبھی کبھی شام کو جوزفین کو اس کے کمرہ سے نکال کر ذرا دیر تک برآمدہ کی ہوا کھانے دے ۔

سنتورلی نے قصداً جوزفین کی نگرانی کے واسطے ایسی عورت منتخب کی تھی جو اُس کی بات نہ سمجھ سکے ۔ کیونکہ صاف صاف بات چیت ہونے سے باہم محبت ہو جانے کا اندیشہ تھا اور اُلفت کا نتیجہ یہ ہوتا کہ یونانیہ بڑھیا کو جوزفین پر ترس آتا اور وہ اُسے آزاد کر دیتی یا پولیس کو خبر کر کے راز فاش کرتی ۔ یا یہ کہ اُسی کے ساتھ خود بھی بھاگ جاتی ۔

مگر چونکہ یونانیہ محافظہ جوزفین کی بات سمجھتی ہی نہ تھی ۔ اس لئے وہ برابر یہی خیال کرتی رہی کہ یہ عورت بدچلن ہے اور اسی لئے اس کے شوہر نے اس کو یہاں نظربند کیا ہے ۔ اور وہ یونانیہ خود نہائت دیندار تھی ۔ اس واسطے اور زیادہ جوزفین سے نفرت کرتی تھی کیونکہ یہ اُس کو آوارہ و بدکار تصور کیا کرتی ۔ اور جب جوزفین اس سے عاجزی و زاری کے ساتھ کوئی بات کہتی تو یہ یونانیہ تصور کرتی کہ جوزفین اپنے عاشق کی طالب دیدار ہے اور اب مزید نفرت کرنے لگتی ۔ بلکہ بعض وقت اس قدر سخت دل بن جاتی کہ اُس کی التجائے رحم سے بگڑ کر اُس کا برآمدہ میں نکلنا بھی بند کر دیتی تھی ۔

بیچاری جوزفین حیران تھی کہ آخر وہ کس بلا میں مبتلا ہوئی ہے اور کیوں ؟ وہ نہیں سمجھ سکتی تھی کہ کس طریقہ سے اپنی بے رحم محافظہ کو رام کرے ۔ اگر اس نے کبھی فرانسیسی زبان میں کچھ لکھ کر اُسے دیا کہ اس کو کسی اور سے پڑھوا کر میری بات سمجھ لے تو وہ عورت اس تحریر کو سنتورلی کے حوالہ کر دیتی رہی ۔ اور سنتورلی اُس کو آئیندہ ایسی شکائتیں کو ٹال دیتا تھا ۔ پھر چند مرتبہ ایسا ہی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوا تو اس کو قطعاً منع کر دیا کہ اب کسی رقعہ پرچہ کو بھی نہ لے۔ وہ خود اس سے جوبات ہو گی دریافت کر لیا کریگا۔ اور اس طرح بھی جوزفین کا کچھ کام نہ نکلا۔

امیر عاصم اور سنتورلی نے جوزفین کو اُس کے قید کئے جانے کے سبب اور اُس کو یوں مبتلائے آلام کرنے والے اشخاص سے بدیں مصلحت قطعاً ناواقف رکھا تھا کہ اگر وہ کسی طرح اس زندان بلا سے رہا کی جائے یا نکل بھاگے تو اُس کو یہ خبر نہو کہ کہاں قید تھی اور کن لوگوں نے اس کو قید کر رکھا تھا۔ خود سنتورلی نے جوزفین کا مقابلہ یوں نہیں کیا کہ جوزفین اس کو پہچانتی تھی۔ اور مکاروں نے اپنے فریب و دغا کو ہر طور پر مخفی رکھنے کی یہ انتہائی کوشش کی تھی۔ عاصم اور سنتورلی نے یہ احتیاط درست طور پر کی تھی۔ کیونکہ آخر کار سنتورلی کا دل جوزفین کی نگرانی اور اُسے قید میں ڈالکر اس کے ساتھ خود بھی ایک طرح قیدی بن جانے سے اکتا گیا۔ اور وہ اس آفت سے نجات پانے کی تدبیر سوچنے لگا۔ سنتورلی یہانتک آمادہ تھا کہ اب جوزفین کو رہا کر کے اپنی سخت محنت اور پریشانی کا خاتمہ کر دے۔ اور اگر اپنی آخری چال میں ناکام رہے تو ضرور جوزفین کو چھوڑ دے کیونکہ اُسے ڈر تھا کہ شائد عرصہ ہو جانے پر جوزفین کا حال کسی طرح عیاں اور اس کا راز فاش ہو جائے تو بڑی خرابی ہو گی۔ اس لئے اگر وہ جوزفین کو جس طریقہ سے اس زندان بلا میں لایا تھا ویسے ہی وہاں سے نکال بھی دے تو فضیحت اور افشائے راز سے بیخوف ہو گا کیونکہ جوزفین ابتک ان امور سے محض ناواقف تھی کہ اس کو اس مقام پر کون لایا۔ اور یہ کونسی جگہ ہے۔ اور کہ ان آفتوں کا سبب کیا ہے۔

بہرحال جوزفین عجب بیکسی اور بے بسی کے عالم میں مبتلا تھی۔ بارہا وہ ایسی زندگی سے تنگ آکر آرزو کرتی کہ اُسے موت آجائے۔ یا زہر ملے تو کھالے۔ یا کوئی ہتھیار مل سکے تو خودکشی کر لے مگر آہ۔ اس کو یہ بھی موقعہ نہ تھا۔ کتنی ہی مرتبہ اُسے یہ خیال آیا کہ کاش اُسکو اپنا قید کرنے والا ہی مل جائے تاکہ اس کے قدموں پر گر کر اُن سے مار ڈالنے کی درخواست کرے۔ لیکن یہ توقع بھی عبث تھی۔

وہ سوچتی تھی کہ آخر اس قید کا سبب کیا ہے؟ مگر حیران رہ جاتی اور کوئی بات عقل میں نہ آتی۔ سوچتی کہ خود امیر نعیم نے اس سے ناراض ہو کر اُسے یہاں قید کرایا ہے تاکہ اس سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اپنا پیچھا چھڑا لے - مگر تھوڑی ہی دیر میں اس خیال سے نفرت کر کے اس کو شیطانی وسوسہ تصور کرتی اور توبہ و استغفار کرنے لگتی کیونکہ اس بدگمانی کو وہ ناشکری خیال کرتی تھی اور امیر نعیم کے برتاوؤں پر ایسی بدگمانی صادق نہیں آسکتی - پھر کبھی یہ خیال کرتی کہ اس پر کوئی اور آدمی عاشق ہو گیا ہے جس نے موقعہ پاکہ اس کو امیر نعیم سے جدا کر دیا اور یوں قید میں ڈال رکھا ہے تاکہ جب عرصہ دراز تک لاپتہ رہنے کے سبب سے نعیم کا دل اس کی طرف سے پھر جائے تو اپنا سکہ جمانے کو آموجود ہو - غرضیکہ ایسی ہی مختلف اور پریشان فکریں اس کے دل و دماغ میں آتیں لیکن عقل و ضمیر ان میں سے کسی کی تصدیق نہ کرتے -

جس دن شام کو اُس کے دشمنوں نے اُسے بالکل ہی مار ڈالنے کی کارروائی تجویز کی ہے اس سے ایک دن قبل کی شام کو جوزفین اپنے بستر پر پڑی ہوئی شدت غم سے نڈھال اور وفور رنج سے بے حال ہو رہی تھی غم و الم کی تاریکی پر رات کا اندھیرا اضافہ ہو کر دنیا کو اُس کی نگاہوں میں سیاہ بنا رہا تھا - اور جوزفین کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک بھاری بوجھ اس کے سینہ پر بار ہے - دم گھٹا جاتا ہے اور وہ چادر کو بھی ایک بار گراں محسوس کر کے الگ اُتار دیتی ہے - پھر شدت اندوہ سے دل میں آگ سی جلنے لگتی ہے - اور وہ ایک آہ دلدوز کھینچتی ہے جس سے تمام کمرہ گونج اُٹھتا ہے - مگر غم کا بوجھ کسی طرح ہلکا نہیں ہوتا - اسی حالت میں آدھی رات گزر جاتی ہے اور جوزفین پلک تک نہیں جھپکاتی - نیند کا تو کیا ذکر معمولی اونگھ بھی اس کے پاس نہیں آتی -

کہ اسی اثناء میں اسے کمرہ کی بیرونی اور پشت کی طرف والی دریچی کے کیواڑوں پر دھیمی دھیمی کھٹ کھٹ کی آواز سنائی دی - اور جوزفین نے کان لگا دیئے کہ سُنے یہ کیا ہے اُس نے اچھی طرح سُنا کہ کوئی متواتر کیواڑوں کو کھٹکھٹاتا ہے - اس آواز کو سن کر اُس کا دل ہلنے لگا اور وہ آہستہ سے پلنگ پر سے اُتر کر بے پاؤں چپکے چپکے دریچی کے پاس آئی اور کیواڑوں سے کان لگا کر سننے لگی - اُس نے سنا کہ دریچی کے کیواڑوں پر چھوٹی سی کنکری سے کوئی کھٹ کھٹ کرتا اور بہت ہی آہستہ آواز سے اس کا نام لیکر پکار رہا ہے -

جوزفین ! جوزفین !! جوزفین !!!

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اب جوزفین نے اور بھی توجہ سے سُنا اور دیکھا کہ کھٹکھٹاہٹ اور پکارنے کی آواز برابر چلی آتی ہے۔ پہلے تو وہ بہت ہی گھبرائی کہ یہ کون ہے؟ مگر دیر تک یہی صدا سُن کر آخر اس کو کچھ سکون ہوگیا اور ایک قسم کی امید کی شمع اس کے دل میں خود بخود روشن ہوگئی۔ سچ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے۔ جوزفین کو خیال آیا کہ شاید کوئی اُسے رہائی دلانے آیا ہے پھر کیا تھا اُس نے بہت جلد دریچے کی چٹکنی پر ہاتھ ڈال کر اُسے کھولنے کا ارادہ کیا۔ اور یہ معلوم ہوا کہ کوئی برقی رو اُس کے تمام جسم میں ایکدم دوڑ گئی ہے۔ جس سے وہ سرتاپا لرز رہی تھی اور ہاتھ اتنا بے قابو ہوگیا تھا کہ چٹکنی اُس سے نہ کُھل سکی۔ تب اُس نے فرانسیسی زبان میں نہائت آہستہ سے کہا" کون ہے؟" لیکن اس کی آواز اگرچہ اپنے خیال میں ایک بلند چیخ کے برابر رہی ہو پھر بھی اتنی پست تھی کہ سننے والا اُس کے لبوں سے کان لگانے کے بعد بھی اُسے نہ سُن سکتا۔ اور بجز آہ کی صدا یا سانس کی ہوا کے اور کوئی بات محسوس نہ کرتا۔ بہرحال جوزفین نے "کون ہے" کہنے کے بعد خاموشی سے کان لگا دیئے کہ جواب سُنے مگر بجز اپنے نام کی رٹ کے اور کوئی بات نہ سُن سکی۔ اور پھر ڈری کہ مبادا یہ شخص جو اُسے پکارتا ہے یونہی واپس نہ چلا جائے۔ دل کڑا کرکے چٹکنی سرکا دی اور دریچے کا ایک پٹ نیم وا کردیا دوسری طرف پکارنے والے نے بھی اس کو ڈھارس بندھائی اور کہا" ڈرو نہیں خوف نہ کرو۔ پٹ کھول دو۔"

جوزفین نے جرأت کرکے پٹ کھولا اور تاریکی میں باہر نظر کی دیکھتی کیا ہے کہ ایک آدمی کی پرچھائیں سی دریچے کے ساتھ ملے ہوئے درخت کی ایک شاخ سے لپٹی ہے۔ جوزفین اس کو دیکھکر ابتداءً تو ڈری اور فرانسیسی میں کہنے لگی" تم کون ہو؟"

پرچھائیں۔ (فرانسیسی ہی زبان میں) کیا تم ہی جوزفین ہو؟

جوزفین۔ (خوف سے تھراتے ہوئے) ہاں۔" تم کون ہو؟

——" ڈرو نہیں۔ مجھے خدا نے تم کو اس قید بلا سے رہائی دلانے کے لئے بھیجا ہے"۔

——" مگر یہ تو بتا دو کہ تمہارا نام کیا ہے؟"

—— جوزفین۔ تم مطلق نہ ڈرو۔ اگر اسی وقت میں تم کو اپنا نام نہ بتاؤں تو اسکا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خیال نہ کرنا - یہ ایک راز ہے اور اسے میں پوشیدہ ہی رکھتا ہوں - ہاں بہت جلد تم کو سب باتیں خود ہی معلوم ہو جائیں گی -

—— "یا اللہ توبہ! تم نے تو مجھے سخت اُلجھا دیا ہے - نہیں تم پہلے اپنا نام بتاؤ"

—— "میری مخدومہ! میں کہتا ہوں کہ ڈرو نہیں - اطمینان و سکون سے کام لو - اور جو کچھ میں کہوں اُسے غور سے سُنو"

جوزفین کا دل اب کچھ ٹھہر گیا تھا - اور اُس نے ذرا سوچ کر کہا: "کیا تم سچ کہتے ہو؟ میں اعتبار نہیں کر سکتی - کیونکہ مجھے ہنوز یہی نہیں معلوم ہے کہ میرا دوست کون ہے اور دشمن کون"

—— "مگر جناب عالیہ میں آپ کا دشمن ہرگز نہیں ہوں - آپ ہی سوچیں کہ اگر دشمن ہوتا تو اس طرح چوروں کی مانند درخت پر چڑھ کر آپ کے پاس کیوں آتا - آپ کے قید خانہ کا دروازہ میرے لئے کھُل سکتا تھا"

—— "بات تو معقول کہتے ہو - اچھا خیر - تم چاہے کچھ ہو دوست یا دشمن - میرے نزدیک دونو برابر ہیں جس طرح میں دوست کی مہربانی سے رہائی اور نجات کی خواہاں ہوں ویسے ہی دشمن کی ناراضی اور عداوت سے بھی نجات پا جانا ممکن ہے - میں تو اس زندگی سے تنگ ہوں اور اب اس کا خاتمہ چاہتی ہوں - اس لئے تم بتاؤ کہ کیا کہتے ہو - اور کیوں آئے ہو؟"

—— "مگر پہلے آپ مجھ پر اعتبار کریں تب"

—— "تمہارے سچے ہونے کی دلیل کیا ہے؟ تاکہ میں تم پر بھروسہ کر لوں"

—— "یہ کہ میں چاہے تم سے کتنا ہی فریب کروں لیکن تم کو اس موجودہ تکلیف سے بڑھکر ایذا اور مصیبت میں نہ ڈال سکوں گا - اس لئے تم بے دلیل مجھ پر بھروسہ کر لو"

—— "یہ درست ہے کہ میری موجودہ مصیبت بہت ہی سخت ہے - اور اگر اس سے بھی کوئی بڑھ کر آفت ہو تو لاؤ میں اُسے بھی انگیز کرنے پر آمادہ ہوں - اور سر تسلیم خم کرتی ہوں"

—— "اُف! اُف کی آواز کے بعد" میری مخدومہ! آپ مجھ پر اعتماد کریں - میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آپ کی بہتری کا دل سے خواہاں ہوں۔ اس لئے میری بات سُن کر اس پر یقین کیجئے ورنہ پردہ دل آپ مُردوں میں شمار رہوں گی

—— رکانپ کر تھراتی ہوئی آواز میں "ہائے اللہ! یہ کیوں؟"۔

—— "اس لئے کہ آپ کے دشمن آپ کو اور نعمت خانم کو ایک نئے شیطانی جال میں پھانسنا چاہتے ہیں"۔

—— "اور وہ میرے دشمن ہیں کون؟"۔

—— "آپ کو اُن کے جاننے کی ضرورت نہیں۔ ورنہ آپ نے جہاں ان کو اور مجھے پہچانا بس میں جیل میں گیا"۔

—— "ہائے اللہ! تم تو سراپا راز معلوم ہوتے ہو مگر چونکہ مجھے تمہاری باتوں سے ایک طرح کی دلبستگی ہو رہی ہے لہذا میں خوشی سے تم پر بھروسہ کرتی ہوں۔ اب بتاؤ کہ تم مجھ سے کیا کام لینا چاہتے ہو؟"

—— "اچھا سُنئے! کل آپ کے کھانے میں افیون کا جوہر ملایا جائے گا۔ تاکہ وہ آپکو بالکل بے خبر اور بیہوش کر دے۔ یہ کارروائی اس لئے ہوگی کہ آپکو یہاں سے لیجا کر امیرہ نعمت خانم کے محل میں پہنچایا جائے۔ اور وہاں آپ کی بدن کی کھال کے نیچے ایک قاتل زہر کا عرق پچکاری کے ذریعہ پہنچایا جائے گا۔ جس کے بعد ۵ منٹ میں آپ بیجان لاشہ ہو جائیں گی اور اس دنیا کی مکروہ زندگی سے نجات پالیں گی۔ یہ کارروائی نعمت خانم کے محل میں ہوگی اور وہ اس سے مطلق آگاہ نہ ہو سکے گی۔ صرف صبح کو آپ کی لاش پا کر حیران و پریشان ہوگی اور ابھی یہ بھی نہ سوچ سکے گی کہ وہ کیا کرے کہ یکایک پولیس آکر اُس کو اور اُس کے تمام نوکروں کو گرفتار کر لیگی"۔

جوزفین اس گفتگو کو سنتی اور اپنا سر حیرت و غم سے دُھن رہی تھی وہ بات بات پر اُف۔ توبہ! ہائے۔ ہائے کے نعرے لگاتی جاتی تھی اور جب گفتگو کا سلسلہ ختم ہو گیا تو اُسنے کہا۔

—— "اگر اس قید خانہ سے مر کر ہی چھوٹنا ہے تو میں ایسی موت کو اس قید تنہائی پر ترجیح دیتی ہوں"۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

—— "یہ نہ کہئے! اگر آپ میری بات مانیں گی تو زندہ بچ جائیں گی اور قید سے بھی رہا ہو جائیں گی۔"

—— "تو پھر بتاؤ اور جلد کہو۔ کہ میں کیا کروں؟"

—— "یہ کیجے کہ کل شام کا کھانا نہ کھائیے۔ اس میں افیون ملی ہوگی تاکہ وہ آپ کو بیہوش اور نیم مردہ کر دے۔ یا بالکل بے جان ہی بنا ڈالے لیکن آپ کے دشمنوں کی یہ غرض ہرگز نہیں ہے کہ آپ یہاں مر جائیں۔ بس آپ کھانا نہ کھائیے اور اپنے تئیں ایسا بنالیجے کہ گویا نہائت گہری نیند میں بے خبر سو رہی ہیں۔ تاکہ بدمعاش دشمن آدھی رات کو آکر آپکو یہاں سے لیجا سکیں۔"

—— "مگر میں ڈرتی ہوں کہ اس بناوٹ کو نباہ نہ سکوں گی۔"

—— "تو پھر تھوڑا سا کھانا کھا لیجے گا۔ اس سے آپ پر نیند کا غلبہ ہوگا اور آپ غافل سو جائیں گی۔ بیہوش نہونگی۔ ورنہ آپ بیہوش ہوئیں تو مجھے آپ کو بھگانے جانا دشوار ہوگا۔"

—— "خیر میں بہت ہی ذرا سا کھاؤنگی لیکن ڈرتی ہوں کہ اُتنے ہی کھانے میں اس قدر افیون نہ ملی ہو کہ میں مر رہوں۔"

—— "یہ خوف نہ کیجئے۔ شریر دشمن آپ کو مار کر لیجانا نہیں چاہتے وہ صرف بیہوش کریں گے۔ ان کو یہ ڈر بھی تو لگا ہے کہ کہیں اپنے ارادہ میں ناکام رہے تو آپ کی لاش یہاں نہ لائیں بلکہ زندہ واپس پہنچائیں۔ کیونکہ یہاں ان کو مارنا منظور نہیں۔"

—— "یہ مانا۔ مگر زہر کی پچکاری سے کیونکر بچونگی۔ وہ تو اپنا کام کریں گے؟"

—— "وہ زہر خالص پانی ہو گیا ہے۔ اس سے نہ ڈریئے۔ ہاں پچکاری کی تکلیف سے چیخ نہ اُٹھنا۔ صرف ذرا سی بے کلی ظاہر کرنا۔ نہ ان کو روکنا اور نہ جاگ اُٹھنا۔ ورنہ کام بگڑ جائیگا اور پھر اسی قید خانہ سے سابقہ پڑے گا۔"

—— "اچھا وہ میری کھال کے نیچے پچکاری لگا چکیں گے تو اس کے بعد میں کیا کروں گی؟"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

—— "وہ تم کو وہیں چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور پھر میں تم کو سنبھال لوں گا۔"

— "مگر اتنا جھگڑا کیوں ہو اور ایسی آفتیں کیوں برداشت کی جائیں - کیا تم خود ہی مجھ کو یہاں سے نہیں نکال لیجا سکتے؟"

— "بھلا یہ کیونکر ممکن ہے - دریچے میں بیل کی دیچیوں کی طرح آہنی کٹہرا لگا ہے"۔

— "تم ایک ریتی لا دو - میں ایک سیخ کو ریت کر کاٹ ڈالوں گی - پھر ایک رسّی لا دو اُسے باندھکر نیچے اُتر آؤں گی"۔

— "افسوس کہ اس رات میں اب اتنا وقت باقی نہیں جو اس کام کے لئے کافی ہو سکے - اور دوسری رات تم یہاں رہ نہیں سکتی ہو - اور اس کے علاوہ میں تم کو یہاں سے بھگانا بھی نہیں چاہتا - یہ بات میرے حق میں مُضر ہے - تمہارے دشمن جانتے ہیں کہ اس راز کا واقفکار صرف میں ہوں - اس لئے وہ بلا کسی تأمل اور شک کے معلوم کر لیں گے کہ تم کو میں ہی چرا لیگیا ہوں - اور مجھ سے وہ بڑی آسانی کے ساتھ بدلہ لے سکتے ہیں - اور مجھے تباہ و برباد کرنے پر قادر ہیں"۔

— "تو اب میں تمہاری بات مانے لیتی ہوں - اور خدا پر توکل ہے"۔

— "بس یہ اچھا کرتی ہو"۔

— "مگر تم مجھے نجات دلانے میں کیوں کوشش کرتے ہو - کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ یا مجھ سے کوئی تعلق اور غرض رکھتے ہو؟"

— "میں تم کو بالکل معمولی طور پر جانتا ہوں - اور اس آفت سے تم کو اور رحمت اللہ کو اس لئے بچاتا ہوں کہ میں نے دو گناہ کئے ہیں - اگرچہ اب ان سے توبہ کر لی ہے - لیکن چاہتا ہوں کہ ان کا کچھ کفارہ بھی کر دوں"۔

— "یہ کیا؟ میں تو خاک بھی نہیں سمجھی!"

— "آپ کو سمجھنے کی ضرورت بھی نہیں - بلکہ مہربانی فرما کر اب کچھ بھی نہ پوچھئے - ورنہ آپ خواہ مخواہ مجھے سخت خطرہ میں پھنسا دیں گی - حالانکہ قصداً ایسا نہ کریں گی مگر نتیجہ یہی ہو گا"۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

— "تم ڈرو نہیں! میں تمہارے راز کی تم سے بڑھ کر پردہ دار ہوں گی"۔

—"گر میں اپنے راز اپنے ہی پاس رکھنا چاہتا ہوں۔ اور اسی میں مجھے اطمینان ہے آپ کو ان باتوں کے علم سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ بیکار بات کیوں کی جائے"۔

—"اچھا جو تمہاری مرضی"۔

—"لو خدا حافظ! اب آئندہ رات کو آدھی رات کے بعد ملوں گا"۔

—"خدا حافظ۔ خدا حافظ۔ میرے مخلص اور فرشتہ رحمت"۔

یہ کہکر جوزفین اپنے پلنگ پر واپس آگئی۔ اس کا دل اس وقت بانسوں اُچھل رہا تھا۔ خوش قسمتی اور رقیبہ بلا سے نجات پانے کی امیدیں نہاں خانۂ دل میں دوڑ دھوپ مچائے تھیں۔ وہ سوچتی تھی کہ "آہ۔ اتنے عذاب کے بعد آخر راحت نصیب ہوگی۔ اور پیارے نعیم کی صورت زیبا دیکھنے کا موقعہ ملے گا"۔ مگر یہ تصور کرتے ہی اس کو فکر ہوتی تھی کہ نعیم سے ملیگی کیونکر؟ خبر نہیں وہ کس طرح پیش آئے۔ اور کیا کہے۔ بہر حال جو کچھ بھی ہو۔ ملاقات تو ہوگی۔ شکوہ و شکائت کا ہونا ضروری ہے آخر کو صفائی ہو ہی جائیگی۔ انہی خیالات میں نیند آگئی اور سو رہی۔

چودھواں باب

یوں تو وہ جانتے کیا ہیں مجھے اے جذبۂ دل!
قدر کرتے مری گر تیرے ہنر کُھل جاتے!!

دوشنبہ کا دن ہے اور شام کا وقت۔ احمد بک ناظم۔ صدقی پاشا کے اسٹیٹ کا منیجر اور مختار عام نعمت خانم کے عالیشان محل میں داخل ہوا ہے۔ ملازموں نے ملاقاتی کمرہ کھول کر اُسے تعظیم سے بٹھایا۔ اور شہزادی نعمت خانم کو خبر کی ہے کہ احمد بک حضور کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا ہے۔ نعمت خانم نے یہ اطلاع پاکر ایک عجب بے پروائی اور حیرت کے انداز میں پہلے تو کہا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"خیر تو ہے؟ احمد بک کیوں آیا ہے؟ میں تو سمجھ بیٹھی تھی کہ اب وہ کبھی مجھے اپنی شکل بھی نہ دکھائیگا"۔ پھر کوئی ۵ امنٹ تک کتاب کو دیکھتی رہی۔ اور نوکر دست بستہ استادہ رہا۔ اس کے بعد نعمت ہانم نے نوکر سے مخاطب ہو کر فرمایا "کیا احمد بک ہنوز ملاقات کے کمرہ میں بیٹھا ہے؟"۔

خادم۔ جی حضور! وہ موجود ہیں۔

نعمت ہانم سمجھی تھی کہ اتنی ہی بے اعتنائی احمد بک کی واپسی کے لئے بس ہے۔ مگر اب جو اُسے معلوم ہوا کہ نہیں وہ ٹلا نہیں تو سمجھی کہ ضرور کوئی ایسی ہی بات ہے کہ اس شخص نے اتنی دیر میرا انتظار دیکھا ہے۔ چنانچہ وہ نخوت اور ناز و انداز کے ساتھ اپنے شاندار لباس کے دامنوں کو زمین پر لٹاتی خراماں خراماں ملاقات کے کمرہ میں داخل ہوئی۔ اور احمد بک کو دیکھتے ہی "مرحبا!" کہا۔ احمد بک تعظیم کے لئے اُٹھکر ذرا سا جُھک کے سلام بجا لایا۔ اور شہزادی نعمت ہانم نہائت متانت کے ساتھ ایک بلند کوچ پہ بیٹھ گئی۔ غرور حُسن اور ملاحت فریب جمال نے اس وقت نعمت ہانم کو سراپا تمکنت اور وقار بنا دیا تھا۔ اور جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے وہ احمد بک سے دل میں خار رکھاتی تھی۔ کیونکہ اُس نے اس کی مرضی کے خلاف اس سے نکاح کرنے اور اس کا بازو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ نعمت ہانم احمد بک کے اس فعل کو اپنی سخت توہین سمجھی تھی۔ اسی لئے وہ احمد بک سے ناراض ہو گئی تھی۔ کمرہ میں آنے کے تھوڑی دیر بعد تک وہ بالکل خاموش بیٹھی رہی۔ اور احمد بک نے بھی زبان نہ کھولی۔ مگر آخر اس قفل خاموشی کو نعمت ہانم نے ہی یہ کہکر توڑا۔

"کیوں احمد بک! تم کو کوئی ضرورت یہاں لائی ہے؟ اگر میرے کرنے کا کام ہے تو کہو۔ اُسے کر دوں"۔

احمد بک۔ حضور عالیہ کی سلامتی کے سوا مجھے کوئی خواہش نہیں۔ مجھے کوئی کام تو نہ تھا صرف دیدار کے لئے آ گیا۔ ہاں اگر یہ بے موقعہ بات ہو تو انہیں قدموں واپس جاؤں؟

نعمت ہانم۔ میری تو یہ عادت ہرگز نہیں کہ ایسی بدمزاج اور بدخلق بن جاؤں کہ اپنے ملاقات کے طالب کو نکال دوں۔ اب تم آئے ہو تو ملنا ضروری تھا۔ گو پچھلی رات

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کو شب بھر جاگنے کی وجہ سے اب مجھے نیند آرہی ہے اور جلد سو رہنے کی حاجت ہے۔

احمد بک - تو حضور عالیہ! مجھے واپسی کی اجازت ملے - خدا حافظ!" یہ کہکر جانے کے لئے اُٹھا۔

مگر نعمت خانم جو دل میں احمد بک کو جلانے اور حقیر کرنے کا کوئی طریقہ سوچ رہی تھی بول اُٹھی:-

"—— نہیں - نہیں - ٹھہرو - زیادہ نہ سہی تو نصف گھنٹہ تو بیٹھو - تاکہ اپنے دل میں یہ نہ کہو کہ نعمت بدمزاج اور خشک طبع ہے"۔

احمد بک - حضور عالیہ! یہ کون کہہ سکتا ہے کہ آپ بدمزاج ہیں - معاذ اللہ آپکی تُرشی بھی سراپا شیرینی، اور ناخوشی عین لطف و کرم ہے؟

نعمت خانم - آپ کی ثناگری کا شکریہ ہے! مگر اب مہربانی فرما کر یہ ذکر بند کردیں۔

پھر دونو چند منٹ خاموش رہے - اور اس سکوت کو بھی نعمت خانم ہی نے توڑا۔ اور کہا:-

"—— کیوں احمد بک! تم چپ کیوں ہو؟ کیا اس بات کے منتظر ہو کہ ایک عالی مرتبہ خاتون تم سے باتیں شروع کرے؟"

احمد بک - نہیں جناب! یہ کیا فرمایا؟ میں تو اس لئے چُپ ہوں کہ کوئی بات ہی کہنے کے لئے نہیں پاتا - میں جو کچھ بھی کہوں یا کہنا چاہوں بے موقع کلام ہوگا - اسواسطے خاموش ہوں۔

نعمت خانم - نہیں نہیں - اور تم کو یہ بھی علم رہنا چاہئیے کہ میرے ساتھ ایک حد کے اندر رہ کر گفتگو کرو - تم یاد رکھو کہ میں نے جو ذلیل اور خفیف حرکت یہ خیال کرکے کی کہ تم ایک شریف اور عالی ہمت شخص ہو اور تم نے اپنے تئیں اس مرتبہ کے لائق ثابت نہ کیا - اس سے میرے دل کو سخت صدمہ ہوا ہے - اور میں اب اُس خاکساری اور تواضع کو جو دراصل ایک طرح کی کمینگی ہے واپس لینے اور تم سے تمہاری حیثیت کے مطابق سلوک کرنیکی خواہشمند

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوں۔

احمد بک۔ حضور عالیہ! آپ چاہے کتنی ہی فروتنی اور تواضع کریں مگر میں آپ کے مرتبہ اور عزت سے ناواقف نہیں ہو سکتا۔ افسوس ہے کہ مقدرات نے مجھکو آپ کی مہربانی کا مستحق ہی نہیں بنایا . . . ."

نعمت۔ (بات کاٹ کر) بس۔بس۔اب اس ذکر کو بند کر دو۔میری طبیعت بگڑ چلی ہے۔تمہاری وجہ سے میں امیر عاصم کی دشمن بن گئی اور وہ میرا بیری ہو گیا۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ ہمارے آپس میں یوں بگاڑ ہوتا۔مگر خیر شکر یہ ہے کہ قدرتاً ہم دونوں پاک نفس واقع ہوئے ہیں۔اس لئے یہ عداوت فقط دلی اور خیالی ہے۔عملاً ہم دونوں میں سے کوئی دوسرے کو نقصان پہنچانے پر آمادہ نہیں ہے۔

احمد بک یہ بات سُن کر خون جگر پی کر رہ گیا۔ اس نے اپنی زبان زور سے دبا لی اور اس خوف سے کہ کہیں اُس کے منہ سے کوئی شر انگیز بات نہ نکل جائے جو اُس کو جلا کر خاک کر دے۔ وہ بالکل ساکت ہو رہا۔مگر تھوڑے سے سکوت کے بعد روئے سخن پھیر کر بولا۔

"حضور عالیہ! آپ کو امیر نعیم کا بھی کچھ حال معلوم ہے؟"

نعمت۔ ہاں ایک مہینہ ہوا کہ اُس کا سب سے اخیر خط مقام وائنا (آسٹریا) سے آیا تھا۔پھر اس کے بعد معلوم نہیں ہوا کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں (آہ کر کے) آہ۔ بیچارے نعیم پر یہ کیا آفت ٹوٹی ۔ وہ تو کہیں کا نہ رہا۔بیوفا اور بدچلن جوزفین کو بھاگے ہوئے ایک سال ہو گیا ہے۔مگر نعیم ہنوز اُس کی یاد میں مغموم اور تلاش میں سرگردان ہے۔ احمد بک! تم خود واقف ہو کہ نعیم کیسا شریف طینت جوان ہے۔ آہ۔آہ۔غریب کی کیسی مٹی خراب ہو رہی ہے اُس کی پریشانی اور مصیبت کا سبب صرف وہی ملعونہ جوزفین ہے۔

احمد بک۔ مگر سرکار عالیہ! کیا آپ کو یہ پختہ یقین ہے کہ جوزفین اصل میں بدچلن اور بے وفا تھی؟۔

نعمت۔ بے شبہ اور یقیناً۔نعیم نے اُس کی دستخطی تحریر میں ذرا بھی شک نہیں کیا خاص اپنے ہاتھ سے اُس نے لکھا تھا کہ وہ بیوفائی کرتی ہے اور دوسرے یار کے ساتھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یورپ جا رہی ہے۔ نعیم نے بار بار خط کو غور سے پڑھا۔ ایک ایک حرف کو دیکھا۔ مگر اُسے اس بات کی ذرا بھی علامت نہ ملی کہ خط جعلی اور کسی غیر کا لکھا ہوا ہے۔ یا یہ کہ اُس کے مضمون کے کھلے ہوئے معنوں کے علاوہ کوئی اور معنے بھی نکل سکتے ہیں۔ ہاں شروع شروع میں فرط محبت کے باعث نعیم اس بات کو سچ نہیں مانتا تھا کہ جوزفین بے وفا ہو گئی ہے۔ لیکن آخر کار جب اُس کے دستخط میں کچھ شبہ اور مضمون خط کا کوئی اور مفہوم نہ پا سکا تو اُس کے بے وفا ہونے کا قائل بن گیا۔ احمد بیگ! بھلا تم ہی سوچو! کہ یہ یورپین عورتیں جو محتاج کمینہ طبقہ کی اور ذلیل نسل کی عورتیں ہوتی ہیں کیونکر وفاداری کر سکتی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ان سے ایسی توقع رکھنا ہی فضول ہے۔ وہ سب منافقہ ہیں دولتمندوں کی دولت چھین کر اور خوب روپیہ سمیٹ کر ان سے الگ ہو جاتی ہیں۔ اور طوطے کی طرح آنکھیں پھیر کر چل دیتی ہیں۔ آہ۔ اگر میرا پیارا بھائی حد درجہ کا نیک دل نہ ہوتا تو وہ اس ملعونہ کے ساتھ ہرگز عہد الفت استوار نہ کرتا نہ اتنی مدت تک اس سے سچا نباہ کرتا کہ آخر وہ اُس کو دھوکا دیتی اور یوں چلی جاتی نعیم نے سچے دل سے جوزفین کو پیار کیا۔ اپنا قول خوب نباہا۔ اور یہ محض اُس کی کریم النفسی تھی ورنہ جوزفین پر کچھ اس کا دم تو نہیں نکلتا تھا۔

احمد بیگ۔ مگر آپ کو اُس عورت کا بھی کچھ حال معلوم ہوا؟

نعمت۔ نہیں۔ اور نہ ہمیں یہ فکر ہے کہ معلوم کریں۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرے بھائی کا اس سے خود بخود قطع تعلق ہو گیا نعیم نے ذرا بھی عہد شکنی یا بیوفائی نہیں کی۔ بلکہ خود جوزفین ہی بیوفا اور خائنہ نکلی۔ ورنہ اس سے تعلق رکھنے کے باعث تمام خاندان نعیم کو بُرا کہتا اور اپنے ایک لائق ترین فرد کو غیر ملکی۔ غیر دین و قوم کی اور کمینہ نژاد عورت سے بیاہ کر لیتے دیکھ کر ملول و غمگین رہتا تھا۔ اور پھر ان سب باتوں سے بڑھ کر ابا مرحوم کی وصیت تھی جو نعیم کو اس بارہ میں سخت تاکیدی ممانعت کر گئے تھے۔

احمد بیگ۔ لیکن اگر جوزفین کا پتہ چل جائے اور یہ بھی ثابت ہو جائے کہ وہ بد چلن اور بیوفا ہرگز نہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

نعمت۔ ہاں ہم۔ بات کاٹ کر "عجیب! بھلا وہ اپنی زبان اور قلم سے بد عہدی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور آوارگی کا اقرار کرنے کے بعد یہ ثبوت کیونکر دے سکتی ہے کہ ہنوز ویسی ہی پاک صاف اور بے داغ ہے۔ اور اچھا اس کو بھی مان لو کہ وہ نہائت پاکدامن بڑی سچی اور حد درجہ کی وفادار ہے۔ تو اب ہم کو اس کی کیا ضرورت رہ گئی ہے کہ جس عورت کی وجہ سے میرا بھائی ہمچشموں میں مطعون اور بدنام تھا۔ اور باوجود اسکی ہمہ لیاقت و شریف المزاجی کے اس فعل پر لوگ اُسے بُرا بھلا کہتے تھے۔ اب پھر اُسے گھر میں گھسنے دیں خصوصاً اتنا بڑا داغ لگ جانیکے بعد احمد بک! یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ ہمارے درجہ اور رتبہ کے لحاظ سے یہ نہائت زبون امر ہے اور بیشک عام لوگوں میں ایسے واقعات کو کچھ اہمیت نہیں دی جاتی۔ وہ صبح و شام صدہا مرتبہ ایسا کریں تو بھی کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اس سے بھی بڑھ بڑھ کر خرابیاں ان میں ہوتی رہتی ہیں اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہیں ہوتی یا ان پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ لیکن اعلےٰ طبقہ کے خاندانوں کے لئے ایسی حیاسوز باتیں سخت معیوب اور ان کی کمال آبروریزی کا موجب ہے۔

احمد بک۔ لیکن کیا آپ کو یہ خیال نہیں کہ اگر یورپ میں وہ عورت شہزادہ نعیم صاحب کو پھر مل جائے اور ان پر اپنی بیگناہی ثابت کر دے تو کیا وہ اُسے معاف نہ کر دینگے؟۔

نعمت خانم۔ (حیرت سے) احمد بک! مجھے کمال تعجب ہے کہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا تمہیں اس کی بیگناہی کا یقین ہے۔ یا تم جانتے ہو کہ وہ بے قصور ہے۔

احمد بک۔ (بدحواس ہو کر بات کا رخ پلٹنے کے طور پر) نہیں جناب! یہ آپ کیا فرماتی ہیں۔ میں تو فرض کر رہا ہوں اور فرضی طور پر ایسا خیال ظاہر کرتا ہوں۔ کہ شائد وہ بے خطا ہو۔ اور اس گفتگو سے میں یہ بھی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آپ اور آپ کے بھائی صاحب جوزفین سے کتنے ناراض ہیں۔

نعمت خانم۔ نہائت سخت ناراض۔ بلکہ اس کی صورت دیکھنے اور بات تک سننے کے روادار نہیں ہو سکتے۔ میں بالیقین کہتی ہوں کہ بھیا کو وہ مکارہ مل بھی گئی تو اُس کو کوئی عذر کرنے کی مہلت نہ ملے گی بلکہ نعیم اُس پر فوراً جافستان روا کرنے میں نہ چوکے گا۔ تم باور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرو کہ جس درجہ نعیم کو جوزفین سے الفت تھی اب اسی مرتبہ کی اس سے عداوت رکھتا ہے اور جب تک وہ جوزفین سے اپنی تکلیف کا بدلہ نہ لیگا اُسے قرار آنا غیر ممکن ہے۔ میں تو خدا سے چاہتی ہوں کہ وہ کہیں نعیم کو مل پڑے۔

احمد بک۔ مگر اب امیر نعیم کو اس سے کیا واسطہ وہ تو خود ہی نکل گئی اور اُسکی توجہ کے قابل نہ رہی۔

نعمت ہانم۔ نعیم کو ایسا رنج ہے کہ بغیر انتقام لینے کے اس کی تسکین نا ممکن ہے۔ آہ نعیم نے اس بدبخت عورت سے ایسی محبت کی کہ کوئی کم کریگا اور اُس کی نازبرداریوں کی حد کردی۔ اسی طرح اس بیوفائی پر اس سے انتقام لینے کی بھی سختی ضروری ہے۔ اُف۔ میرے بھائی نے دھوکا کھایا۔ مگر یہ اس کی غلطی تھی اُسے ایک غیر ملکی بدنسل عورت سے عہد محبت استوار کرنا مناسب نہ تھا۔ اور میں بھی تو اسی قسم کی غلطی کرنا چاہتی تھی مگر خدا کا شکر ہے کہ میں اس سے بچ رہی۔

احمد بک۔ (نعمت ہانم کے اس چبھتے ہوئے فقرہ سے پُر غضب ہوکر) جناب عالیہ! یوں تو آپ جو چاہیں فرمالیں۔ بجز سننے کے مجھے کوئی چارہ نہیں۔ مگر میری شریف الطبعی اور عالی ظرفی پر حملہ کرنا ٹھیک نہیں۔ میں مانتا ہوں کہ آپ حسب ونسب اور سوسائٹی کے طبقات میں مجھ سے بالاتر ہیں لیکن ذاتی شرافت۔ پاکیزگی خیالات۔ اور نیکنامی و وجاہت ذاتی میں میرا خیال ہے کہ آپ میری پاسنگ بھی نہیں۔ برابری تو دور ہے۔

نعمت ہانم۔ (جل کر) احمد بک! میں دیکھتی ہوں کہ تم اب بہت بڑھ چلے ہو تمہیں شرافت کا دعوےٰ صرف زبانی ہے۔ دراصل تو تم نہایت کمینے ہو۔

احمد بک۔ میں ہرگز کمینہ نہیں۔

نعمت ہانم۔ نہیں ضرور ہو۔ اور تم خود اس کا اقرار کرچکے ہو یاد کرو۔ میں نے جس وقت تم کو بھلا دیکر تمہیں شریف وعالی مرتبت قرار دینا چاہا تھا اسی وقت تم نے مجھے جھٹلایا اور بڑی کوشش سے اپنی کمینگی ثابت کی۔

احمد بک۔ شہزادی صاحبہ! آپ میری سخت توہین کررہی ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نعمت ہانم۔ بالکل غلط۔ میں توہین کیا کروں گی۔ میں تو تم کو اُسی ادنیٰ درجہ پر رکھنا چاہتی ہوں جس سے اوپر اُٹھنے کو خود تم نے پسند نہ کیا۔

احمد بک۔ (سخت برہم ہوکر) میں کہہ چکا ہوں کہ نعمت! تم میری بڑی توہین کرتی ہو۔

نعمت ہانم۔ (برافروختہ ہوکر) اپنی مالکہ سے یہ گفتگو! خاموش او بے اَدب۔

احمد بک۔ (جھنجھلا کر)۔ بیشک تم میری ایک طرح پر مالکہ ہو لیکن دوسرے لحاظ سے دیکھا جائے تو میں خود تمہارا آقا ہوں گا۔

نعمت ہانم۔ (حد درجہ غضبناک ہوکر) بس! بس!! تو حد ادب سے بڑھتا اور اپنی بدزبانی سے باز نہیں آتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ میرے سامنے سے دور ہوجا۔

احمد بک۔ شہزادی صاحبہ! میں یہاں صرف آپ پر ترس کھا کر آپ کو ایک سخت بدنامی اور ذلت سے بچانے چلا آیا ہوں۔ اس لئے بہتر یہی ہے۔ کہ آپ مجھ کو دتکاریں نہیں۔

نعمت ہانم۔ میں سمجھتی ہوں کہ تو پاگل ہوگیا ہے۔ کیا یہ درست ہے؟

احمد بک۔ ہرگز نہیں! میرے ہوش حواس بالکل بجا ہیں۔ اور زمانہ بہت جلد میری عقلمندی، شرافت، اور بزرگ منشی کا واضح ثبوت آپ کے سامنے لائیگا۔

نعمت ہانم۔ (غصہ سے بے قابو ہوکر) اُف۔ اب میں اس جھوٹے غرور کی زیادہ برداشت نہیں کرسکتی۔

اور یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئی اور احمد بک سے کہا "اگر تم کو کسی کام کے لئے مجھ سے پھر ملنا ہو تو ملاقات کے کمرہ میں انتظار کرنا"۔ اور احمد بک سے یوں بے رُخی کے ساتھ رخصت ہوکر اپنے کمرہ میں چلی گئی۔ نعمت ہانم کو اس وقت احمد بک کو جلانے سے تھوڑی سی راحت حاصل ہوئی تھی۔ کیونکہ وہ اس سے ناخوش تھی اور اس کو ذلیل و حقیر کرنے میں اُسے خاص مزہ آتا تھا۔

رات کے دس بج چکے تھے۔ اور محل کے اکثر لوگ جاکر سو گئے تھے۔ مگر نعمت ہانم

CC-0 Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی خاص خادمہ اس وقت تک بیدار تھی۔ احمد بک صدر نشین سے نکل کر برآمدہ میں ہوتا ہوا محل کے صحن سے گذر گیا اور زینہ سے اُتر کر نچلے درجہ میں آیا۔ شہزادی اُس کے جانے کی آہٹ سنتی رہی۔ جب وہ نیچے کی منزل میں جہاں نوکروں کی رہائش تھی پہنچا تو محل کے دروازہ کو جانے والے زینہ کے پاس ایک گوشہ کی کوٹھری میں گھس گیا اور وہاں ٹھہرا رہا۔

ابھی گیارہ نہ بجے ہونگے کہ محل کے دروازہ کو کسی نے آہستہ آہستہ کھٹکھٹایا۔ اور احمد بک نے کان لگا کر سنا۔ ایک بربری غلام دربان سے کہہ رہا تھا " پھاٹک کی کھڑکی میں قفل لگا کر میرے ساتھ امیر عاصم کے یہاں چل۔ تیرا بیٹا قے کر رہا ہے اور امیر عاصم اسکی خبر گیری میں مصروف ہے۔ خبردار رو پیٹ کر لوگوں کو پریشان نہ کرنا۔ کوئی ڈر کی بات نہیں۔ بس تو دروازہ بند کر کے چلا آ "۔ اور دو ہی منٹ کے اندر دروازہ میں قفل پڑنے اور دربان کے چل دینے کی کارروائی مکمل ہوگئی۔ کمبخت دربان چلتے وقت اپنے بیٹے کی علالت سے ایسا بدحواس تھا۔ کہ اُسے یہ بھی نہ یاد رہا کہ ابھی محل میں ایک ملاقاتی موجود ہے۔

اِدھر بارہ پر سوگری پڑی اور اُدھر امیر عاصم نے نعمت ہانم کے محل کا دروازہ کھول کر سنتورلی کی مدد سے جوزفین کو گاڑی سے اتارا اور محل کے اندر داخل کر دیا۔ رات سخت اندھیری تھی کوئی بات کسی کو نظر نہ آئی محل کے آس پاس بالکل سناٹا تھا۔ عاصم اور سنتورلی دونو جوزفین کو دہلیز کے اندر لائے اور اس کے آخری سرے کے پاس زمین پر لٹا دیا۔ پھر سنتورلی نے جلد جلد اُس کے بازو کی کھال کے نیچے پچکاری سے زہریلی دوا داخل کی اور پانچ ہی منٹ کے اندر ان سب باتوں سے فارغ ہو کر واپس چلے گئے۔ امیر عاصم نے محل کے دروازہ کو بدستور مقفل کر دیا۔ اور اپنے گھر پہنچ کر کنجیوں کا گچھا دربان کی جیب میں ڈال دیا۔ اس کارروائی کی کسی کو مطلق خبر تک نہ ہوئی کیونکہ تمام نوکر چاکر اُس بیمار لونڈے کی خبر گیری میں مصروف تھے اور نعمت ہانم کے دربان نے وہاں جا کر بیٹے کا حال دیکھا تو وہ گھبرا کر اُس کے دوا علاج میں مشغول ہو گیا تھا۔ اس نے اپنا فرغل اتار کر الگ لٹکا دیا تھا۔ اُس کی جیب میں کنجیاں تھیں جن کو امیر عاصم آسانی نکال کر لے گیا اور پھر لا کر اُسی میں ڈال سکا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پندرھواں باب

تم نے میری جان بچائی ہے

جوزفین اپنے کمرے میں پلنگ پر بیہوش پڑی ہے۔ افیون اس پر اپنا اثر کر چکی ہے سنتورلی نے اُسے آکر اُٹھایا تو اُس کچھ معلوم ہوا کہ کوئی اُسے گود میں لیکر کہیں لے چلا ہے۔ افیون کی بیہوشی نے جوزفین کو حس و حرکت سے باز رکھا اور وہ بالکل مردہ کی طرح پڑی رہی سنتورلی جوزفین کو لئے ہوئے کمرہ سے نکل کر زینہ پر سے اُتارتا ہوا دروازہ پر لایا اور وہاں ایک بندگاڑی میں ڈال کر خود بھی اسی کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر گاڑی روانہ ہوگئی اور جب سنتورلی اور عاصم دونو اس کو پھر گاڑی سے نکال کر نعمت ہانم کے محل کی دہلیز میں لے گئے ہیں اس وقت خوف نے جوزفین کو نیم بیدار کردیا تھا۔ کیونکہ اس سے افیون کا اثر کچھ کم ہوگیا تھا۔ پھر بھی اس میں حس و حرکت کی طاقت نہ تھی۔ اور جب سنتورلی نے اندرونی پچکاری کی نوک اُس کی کھال میں چبھوئی ہے اس وقت جوزفین کا دل دھڑکنے لگا کیونکہ اُسے خوف ہوا کہ مبادا یہ زہر ہی ہو۔ لیکن تب بھی وہ چپکی پڑی رہی اور اپنے تئیں تقدیر و مرضی ایزدی پر چھوڑ دیا۔ تاہم خوف نے افیون کے اثر پر غالب آکر اُسے بالکل دور کردیا تھا اور اب جوزفین خوب ہوش میں تھی۔ چنانچہ سنتورلی اور عاصم کے جاتے ہی جیوں ہی دروازہ بند ہوا ہے جوزفین اُٹھکر بیٹھ گئی اور اپنی نبض ٹٹولنے لگی۔ گویا اُسے اپنے زندہ ہونے کا یقین نہ تھا۔ وہ ابھی اسی فکر میں تھی کہ ایک طرف سے پاؤں کی چاپ سنکر چونک پڑی اور اُدھر متوجہ ہوئی تو سُنا کہ کوئی اس کا نام لیکر پکارتا ہے "جوزفین!"

CC-0 Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جوزفین - کیا ہے؟ میں یہاں ہوں -

اور اس کے بعد ہی وہ شخص سامنے آگیا جس کو جوزفین نے پہچان لیا کہ یہی وہ فرشتہ رحمت ہے جو شب گذشتہ درخت پر چڑھ کر اُسے پیش آئندہ مصیبت سے آگاہ کر آیا تھا۔ احمد بک کو بخوبی کیا مطلق نہ پہچان سکی - کیونکہ اس سے اُس کی کوئی ذاتی واقفیت نہ تھی فقط ایک بار اُس کو دیکھا تھا جبکہ وہ امیر فہیم کے پاس کسی کام کو آیا تھا اس لئے ایکبار کی ملاقات سے صورت تک کا خیال بھی نہ رہ سکا - اور سنتورلی سے وہ پوری طرح واقف تھی کیونکہ اس کو کئی مرتبہ دیکھ چکی تھی لیکن اس وقت سنتورلی اس کو قید خانہ سے نعمت اللہ کے محل میں لایا تو جوزفین اُسے بالکل شناخت نہ کر سکی - اس کی دو وجہیں تھیں - اول یہ کہ رات اندھیری تھی سنتورلی کی شکل اُس نے دیکھی نہیں - اور دوم یہ کہ افیون کا اثر اُسے مخبوط اور بدحواس بنا چکا تھا۔

احمد بک - (جوزفین کے قریب آکر فرانسیسی زبان میں) شکر ہے کہ تم

جوزفین - کیا یہ سچ ہے؟ میں تو ڈرتی ہوں کہ پچکاری زہر کی تھی۔

احمد بک - ڈرو نہیں - اطمینان رکھو - وہ خالص پانی تھا - لاؤ اپنا ہاتھ مجھے دو اور جلد جلد میرے ساتھ چلی آؤ - دیکھو - دیر نہ کرنا جتنی جلدی چلا جائے چلو -

دونو افتاں خیزاں پھاٹک کے پاس آئے اور احمد بک نے زنجیر اندر سے کھولکر دروازہ واکر دیا - پھر باہر نکل کر اس کو یونہی بند کر کے آگے چلا۔ رات سخت اندھیری تھی - اور روشنی بھی گل ہو چکی تھی - دونو دور تک بڑھے چلے گئے - جوزفین احمد بک کے بازو پر سہارا لئے تھی کچھ دور جا کر ایک کرایہ کی گاڑی مل گئی اور یہ اس میں سوار ہو کر محلہ . . میں پہنچے - جہاں ایک غریبانہ مکان میں اُتر پڑے - اس مکان میں صرف ایک عمر رسیدہ بوڑھی عورت رہتی تھی جو ان دونوں کے آنے کے بعد ایک اور کمرہ میں چلی گئی - اور اب جوزفین امن کے مقام میں آرام سے بیٹھ چکی تو اس نے اپنی آنکھیں کھول کر دیکھا کہ کہاں اور کس حال میں ہے - اور یہ روشنی کو دھندلی دیکھ کر گھبرا کے کہنے لگی ؂

"کیا بات ہے کہ روشنی مجھ کو دھندلی نظر آتی ہے - شائد پچکاری زہریلی تھی ہائے افسوس! یہ کیا ہوا"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

احمد بک ۔ (تشفی کے طور پر) آپ ٹھیک کہتی ہیں ۔ روشنی بہت کم ہے ۔ مگر آپکو جو کوفت اور کمزوری معلوم ہوتی ہے یہ افیون کا اثر ہے ۔ آپ خوف نہ کریں ۔

جوزفین ۔ اس وقت ہم کہاں ہیں ؟

احمد بک ۔ نہائت امن کی جگہ میں اپنے دشمنوں سے دور ۔

جوزفین ۔ امیر سے کب ملاقات ہو گی ؟ کیا وہ یہاں تشریف لائیں گے ۔

احمد بک ۔ امیر تو مصر میں نہیں ہیں ۔ ان کے ملنے کی آپ امید نہ رکھیں ۔

جوزفین ۔ (سنبھل کر بیٹھنے کے بعد) ۔ تو وہ کہاں ہیں ؟

احمد بک ۔ یورپ میں ۔

جوزفین ۔ اور میرے بارہ میں انہوں نے کوئی حکم نہیں دیا ۔

احمد بک ۔ یہ آپ کیا کہتی ہیں ؟ کیا آپ کا خیال ہے کہ امیر کو آپ کے رہنے کی جگہ معلوم تھی اور انہوں نے آپ کو چھڑانے کا حکم دیا ۔ یا اس کی کوشش فرمائی ؟

جوزفین ۔ تو پھر یہ کس کی کوشش تھی ؟

احمد بک ۔ کیا آپ جانتی ہیں کہ آپ کا خط پانے کے بعد پھر بھی وہ آپ کی طرف التفات کریں گے ؟

جوزفین ۔ ہائے مصیبت ! تو کیا وہ مجھ سے ناراض ہیں ؟

احمد بک ۔ یقیناً ۔

جوزفین ۔ (بدحواس ہو کر روتے ہوئے) ہائے قسمت ! صاحب ! میں تو بالکل بے قصور ہوں ۔ میں بیگناہ ہوں مجھ پر ظلم ہوا ہے ۔ کیا ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ میں قید تھی اور مجھ سے زبردستی وہ منحوس خط لکھوایا گیا تھا ۔

احمد بک ۔ ہرگز نہیں ۔ ان کو بجز اُس کے جو آپ نے لکھا ۔ اور کسی بات کی خبر نہیں ملی ۔

جوزفین ۔ "اُف ۔ اُف ۔ اور تم نے بھی ان کو نہ آگاہ کیا ؟" پھر بچوں کی طرح رونے لگی ۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

احمد بک - (تسکین دیتے ہوئے) بی بی! تم اپنے دل کو سنبھالو! رونا پیٹنا فضول ہے - اس سے کیا حاصل ہو گا -

جوزفین - تمہاری جان کی قسم میں بے قصور ہوں - کیا تم کو میرے قید کئے جانے کا حال اور خط بھیجنے کا سبب معلوم نہیں - تو سنو میں سُناتی ہوں -

احمد بک - آپ کیوں تکلیف کریں گی - آپ کے قصہ سے میں خود آپ کی نسبت زیادہ آگاہ ہوں -

جوزفین - تو یہ کہو کہ تم کو میرے قید کئے جانے کا سبب معلوم ہے - اور میرے دشمنوں سے بھی تم واقف ہو -

احمد بک - خوب اچھی طرح - ہر ایک بات جانتا ہوں -

جوزفین - پھر امیر نعیم کو اس کی اطلاع کیوں نہ کی ؟

احمد بک - یہ بات میری طاقت سے باہر تھی میں کسی کو اس راز سے آگاہ نہیں کرسکتا تھا - اور نہ کرسکتا ہوں -

جوزفین - یہ کیوں ؟ کیا مجھے بھی نہ آگاہ کرو گے ؟

احمد بک - میں تو کل ہی تم سے کہہ چکا ہوں کہ یہ ایک راز ہے اور اس کے افشا ہونیکا نتیجہ یہ ہو گا کہ میں جیل میں پہنچ جاؤں - اس لئے آپ مہربانی فرما کر مجھے معاف کریں اور اس معاملہ کے متعلق کوئی سوال نہ فرمائیں -

جوزفین - تو للہ یہی بتا دو کہ تم کون ہو ؟

احمد بک - یہ بھی ایک راز ہے - میں اس کو ظاہر کرنے سے عاجز ہوں آپکو اتنا معلوم ہونے کا بھی وہی نتیجہ ہے جو تمام راز کے علم کا ہو سکتا ہے کہ میں مفت میں مارا پڑوں گا - اور جیل کی ہوا کھاؤں گا -

جوزفین - افسوس! تو کیا میں اُن اسرار سے بالکل لاعلم ہی رہوں گی - جو مجھے گھیرے ہیں ؟

احمد بک - لیں بہتر یہی ہے کہ صرف اپنی جان بچ جانے کا شکر ادا کیجے - اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اسی کو غنیمت جانئے۔

جوزفین - پھر میں آپ کا شکریہ کیونکر ادا کروں اور آپکی اس عنایت کا کیا معاوضہ دے سکتی ہوں۔

یہ کہکر جھکی کہ احمد بک کے قدموں کو بوسہ دے۔ گویا اب افیون کا اثر کا زائل ہوچلا تھا۔ اور احمد بک نے اس کو پکڑ کر اٹھا لیا اور کہا۔

"امیرہ جوزفین! خدا کے لئے ان باتوں سے معاف کرو۔ میں نے تو صرف ایک انسانیت کا فرض ادا کیا ہے۔ اور یہ تمام نیکی میرے ایک سخت گناہ کا کفارہ ہے۔ بلکہ پورا کفارہ بھی نہیں۔ اس کا ایک جزو ہے"۔

جوزفین - تو کیا یہ بھی نہ بتاؤ گے کہ تم نے مجھے کیوں نجات دلائی ہے؟

احمد بک - بی بی! میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس بات کو مجھ سے نہ دریافت کرینگی۔ میں اس کے متعلق آپ کو کچھ بتا نہیں سکتا۔

جوزفین - خیر! پھر یہی بتادو کہ میں نعیم کو کہاں پاؤں گی۔

احمد بک - بہتر یہ ہے کہ آپ ان کی جستجو نہ کریں۔

جوزفین - آہ - یہ کیوں؟

احمد بک - اس لئے کہ وہ آپ سے ناخوش ہیں۔

جوزفین - میں ان سے اپنی صفائی کرلوں گی۔

احمد بک - کیونکر؟-

جوزفین - (کچھ غور کرکے) - اپنا قصہ حرفاً حرفاً سنا کر۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ میری بات سچ مانیں گے۔

احمد بک - لیکن وہ آپ کے خاص دستخطی خط کو سچ مان چکے ہیں تو کیا اب اُسے غلط مانیں گے اور آپ کی باتوں کی تصدیق کریں گے؟

جوزفین - جیسے خط کو درست جانا ویسے ہی میری بات کو بھی صحیح تسلیم کرینگے۔

احمد بک - لیکن آپ کا خط [illegible] گناہ تھا اور خود اپنی [illegible] اس کے سچ ماننے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے لئے کسی گواہ اور دلیل کی ضرورت نہ تھی۔ اور اپنی برأت کا ثبوت گواہی اور دلیلیں پیش کرنے کا محتاج ہے۔

جوزفین۔ بیشک۔ مگر طبعاً میرا قصہ ہی خود اپنی تائید کرتا ہے۔

احمد بک۔ مگر آپ کو اپنے قصہ کا کچھ بھی علم نہیں۔ اور جو علم ہے وہ لائق اعتبار کب ہے۔ آپ کو ایک بھی معقول بات نہیں معلوم۔ نہ یہ خبر ہے کہ کون آپ کو لیگیا۔ کس نے قید کیا۔ اور کہاں قید رکھا۔ اور پھر کس طرح چھوٹیں۔ کوئی بات قابل قبول نہیں۔ کہئے گا کیا۔ اور یقین کیسے دلائیے گا۔

جوزفین۔ (کچھ سوچکر ایک ٹھنڈی سانس لیکر) آہ۔ ہائے قسمت! میں بیگناہ ماری جاتی ہوں۔ بلکہ ماری گئی۔ سچ ہے کہ مجھ پر بے جرم گناہ عائد ہوا اور حکم نافذ ہوگیا ہے۔

احمد بک۔ بی بی! قسمت کا یہی فیصلہ ہے۔ اس کو کیا کیا جائے۔ معلوم نہیں کتنے بیگناہوں کو یونہی سزا ملتی رہتی ہے اور مجرم بری ہوجاتے رہتے ہیں۔

جوزفین۔ مگر میرے تو تم ایک سچے گواہ موجود ہو اور ممکن ہے کہ میری شہادت اور صفائی دے دو۔

احمد بک۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کو بہت جلد بات بھول جاتی ہے کیا میں نے آپ سے کہہ نہیں دیا کہ آپ کے بارہ میں میرا کسی سے کچھ کہنا غیر ممکن ہے یہ یاد رہے کہ اسوقت سے بعد آپکی اور میری کوئی جان پہچان نہ ہوگی۔ نہ آپکو معلوم ہوگا کہ میں کہاں ہوں اور نہ میں آپ کی پرسش کروں گا۔ اسلئے بہتر یہی ہے کہ مجھ کو معاف فرمائیے اور اپنی حالت پر چھوڑ دیجئے ہاں اگر یہ مدنظر ہے کہ مجھے اپنے فائدہ کے لئے قربان کرڈالئے تو یہ اور بات ہے۔

جوزفین۔ (شرماکر) معاذ اللہ۔ جناب! میں آپ کو کیا قربان کرونگی میں تو خود آپ پر فدا ہوجانے کو تیار ہوں اور بجز امیر نعیم کی سچی محبت اور اس کی وفاداری کے باقی ہر ایک طرح حاضر ہوں۔

احمد بک۔ انشاء اللہ۔ یہ نعمت آپ کے لئے محفوظ ہے۔ بلکہ میں خود آپ کی اس وفاداری کو برقرار رکھنے کے لئے اپنی جان تک نثار کرسکتا ہوں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جوزفین۔ (سراسیمہ ہوکر)۔ تو پھر اب میں کیا کروں؟

احمد بک۔ بی بی! آپ اب آزاد ہیں۔ جو آپکا دل چاہے وہ کیجے۔ کیونکہ میرا کام ختم ہوگیا ہے۔ بس میں ایک نصیحت آپ کو اور کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آپ اپنے تئیں مصر کے ملک میں ظاہر نہ کریں۔ کیونکہ آپ کے دشمن نہائت زبردست آدمی ہیں۔ اگر اب وہ آپکو پا گئے تو جان بچنی مشکل ہے بلکہ محال۔

جوزفین۔ میں شہزادی نعمت ہانم کے پاس پناہ لے لوں گی۔

احمد بک۔ وہ بھی اور تمام اس خاندان کے آدمی تمہارے جانی دشمن ہیں۔ خدارا اُن میں سے کسی کے سامنے بھی نہ جائیے گا۔

جوزفین۔ وائے قسمت! کیا وہی میرے دشمن ہیں جنہوں نے مجھ کو قید اور عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا۔

احمد بک۔ نہیں یہ بات نہیں! وہ تمہارے قید ہونے اور اس خط لکھنے کے بعد تمہارے دشمن ہوگئے ہیں۔ اگرچہ تم نے وہ خط یقیناً مجبوری کی حالت میں لکھا ہوگا۔

جوزفین۔ آہ۔ وہ مجھ سے زبردستی لکھوایا گیا۔ گلے پر چھری رکھ کر۔ میں کیا کرسکتی تھی۔ مگر شکر ہے کہ تم مجھکو مظلوم جانتے ہو کیا خدا کی خدائی میں ایک بھی ایسا اللہ کا بندہ نہیں کہ میری دادرسی کرے؟۔

احمد بک۔ اس میں شک نہیں کہ تم مظلومہ ہو اور باوجود اس کے کہ تم پر ظلم ہوا ہے عام لوگ اُلٹے تمہیں کو گنہگار اور بیوفا تصور کرتے ہیں۔ اور یہ کسی میں طاقت نہیں کہ تمہاری صفائی پیش کرسکے۔ مگر اللہ بڑا کارساز ہے تم صبر سے کام لو تو امید ہے کہ وہ کوئی اچھا سامان کردیگا۔ دیر سویر کی خبر نہیں۔ مگر تم ضرور کامیاب ہوگی۔ اس پر نظر رکھنا شرط ہے۔

جوزفین۔ (چند منٹ سوچکر)۔ تو اب سب مجھ سے دور بھاگتے اور مجھے ناپسند کرتے ہیں۔ آہ۔ اور نعیم بھی؟۔

احمد بک۔ نہائت افسوس سے اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔

جوزفین۔ ہائے! تو پھر میں کیا کروں! اب اپنے دشمنوں سے کیونکر روپوش رہوں؟۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

احمد بک۔ بی بی! میں بنظر خیر خواہی یہ صلاح دیتا ہوں۔ کہ آپ آج ہی رات کی صبح کو یورپ کو چلی جائیں۔ (ایک تھیلی دیکر) اور یہ لیجئے اسمیں پچاس پونڈ آپکے سفر خرچ اور ایک ماہ کے ضروری مصارف کے لئے ہیں۔ کفایت شعاری سے کام لینے پر اس سے دو تین ماہ کٹ سکینگے۔ اور اس کے بعد خدا آپ کا کوئی اور سامان کر دیگا۔ کیونکہ آخر آپکے کچھ عزیز اور کنبہ والے بھی ضرور ہونگے آپ ان کے پاس پناہ لے سکتی ہیں"۔

جوزفین۔ (نہایت احسانمندی سے) صاحب! خدا آپ کو جزائے خیر دیوے۔ آپ تو مجھ پر بے نہایت احسانات کرتے جاتے ہیں۔ میں اس کا کہاں تک شکریہ ادا کروں۔

احمد بک۔ نہیں یہ احسان نہیں۔ میں اپنا حق ادا کرتا۔ بلکہ اپنے گناہوں کا کفارہ دے رہا ہوں۔ اس لئے شکریہ کی حاجت نہیں۔ اور (ایک پرچہ کاغذ دیکر) یہ لیجے ایک آسٹروی خاتون کا جو آپکی ہم عمر ہے پروانہ راہداری بھی لیجئے۔ اور سب سے پہلے چھوٹنے والے یورپ کے جہاز پر روانہ ہو جائیے۔ آپکا نام اس سفر میں "اُڈم لنشٹ" ہو گا۔

جوزفین۔ تو تم نے میرے سفر کا فیصلہ کر دیا؟

احمد بک۔ جی ہاں جسطرح آپ کو چھڑایا تھا۔ ویسے ہی آپ کو یہاں سے باہر بھیجنا بھی لازمی تھا اور میں نے دونوں باتوں کا ایک ہی ساتھ فیصلہ کر دیا ہے۔

جوزفین۔ بہت خوب کیا۔ کیونکہ میں دشمنوں سے دور ہو کر امیر نعیم سے ملنے کی کوشش کرسکونگی اور انکی عداوت بھی میرے واسطے ان کے رشتہ داروں کی محبت سے زیادہ آسان اور مزہ دار ہے۔ اگر وہ مجھ سے ناراض ہیں تو میں اسمیں بھی راضی ہوں۔ مہربانی سے یہ تو بتائیے کہ امیر نعیم آجکل کہاں ہونگے۔

احمد بک۔ میرا خیال ہے کہ وہ پیرس میں ہونگے۔ اس لئے کہ وہ اسی شہر میں رہنے کے زیادہ شائق ہیں۔ اور ممکن ہے کہ وہ آپ کی صفائی منظور کر کے پھر آپسے بناؤ کر لیں۔

جوزفین۔ مجھے بھی ایسی ہی امید ہے۔ بلکہ میں تو اسمیں بھی راضی ہوں۔ کہ وہ مجھے ایک کنیز کے طور پر اپنی خدمت میں رہنے دیں۔

احمد بک۔ تو بس اب آپ صبح تک اس مکان میں آرام کریں۔ اور فجر ہوتے ہی گاڑی منگوا کر اسٹیشن پر جائیں۔ جہاں سے اسکندریہ کا ٹکٹ لیں۔ اور اسکندریہ پہنچکر جو یورپین جہاز سب سے پہلے چھوٹنے والا ہو۔ اس پر سوار ہو جائیں۔ آپ کسی قسم کا خوف نہ کیجئیگا۔ کیونکہ آپ کو کوئی پہچانتا نہیں۔ صرف خیال

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رکھتے۔ کہ آپ کا نام "ایڈم لنشٹ" ہے۔

جوزفین۔ آپ کی بے نہایت مہربانیوں کا شکریہ ہے۔ اور تو میں کیا معاوضہ دے سکتی ہوں۔

احمد بک۔ میں بھی آپ سے کسی معاوضہ کا طالب نہیں۔

جوزفین۔ اور جو روپیہ تم نے مجھے قرض دیا ہے۔ اس کے واپس کرنے کا کیا طریق ہوگا۔

احمد بک۔ وہ پھیرنے کے لئے نہیں دیا گیا ہے۔ اس کا خیال بھی نہ کیجئے۔

جوزفین۔ یا اللہ۔ اس مہربانی اور لطف و کرم کی بھی کوئی حد ہے۔ صاحب آپ تو مجھ پر احسانات کا بوجھ لادتے جاتے ہیں۔ مگر براہِ کرم اتنا بتا دیجئے۔ کہ شاید میں مالدار ہو کر یورپ سے واپس آؤں۔ تو آپکی یہ رقم کیونکر ادا کروں۔ یا آپکے احسانات کا کچھ شکریہ نذر کروں۔

احمد بک۔ یہ آپ کا خیال ہے۔ خدا کرے آپ کو دولت و راحت نصیب ہو۔ لیکن میں آپ سے اس قرض کا تقاضا نہ کروں گا۔ اور نہ اسکی فکر آپ کو لازم ہے۔ ہاں اگر آپ ذرا ایک ملاقاتی کارڈ دے کر اس کارڈ کی پشت پر اپنا نام خود لکھدیں۔ تو میرے پاس ایک یادگار رہیگی۔ اور پھر ایک پنسل بھی جوزفین کے حوالے کی۔ اور جوزفین نے کارڈ پر تحریر کیا۔ جوزفین صدقی اس ملاقاتی کارڈ کے مالک کی احسانمند ہے یہ اس کا جان نثنی ہے۔

احمد بک۔ ایک عرض اور ہے۔

جوزفین۔ وہ کیا؟

احمد بک۔ اس گھر کی مالکہ سے اپنے حالات بالکل نہ کہئے گا۔ بلکہ اس سے بات بھی نہ کیجئیگا میں اس کو ہدایت کر چکا ہوں۔ کہ وہ آپ سے کوئی گفتگو نہ کرے۔

جوزفین۔ بہت خوب ایسا ہی ہوگا۔

پھر احمد بک واپس ہونے کی نیت سے اٹھا ہی تھا کہ جوزفین نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر بوسہ دینا چاہا اور احمد بک نے فوراً اپنا ہاتھ چھڑا کر کہا۔ "اچھا خدا حافظ" کیا خبر ہے کہ پھر آپ کو دیکھونگا۔ یا نہیں۔ کاش میں آپکو اپنا نام و نشان دے سکتا۔ تاکہ جب کبھی آپ کو مالی یا کسی دیگر قسم کی امداد کی ضرورت پیش آتی تو مجھ کو یاد تو کر لیتیں۔ اور میں تا امکان اس حکم کی تعمیل کر سکتا۔ مگر افسوس کہ یہ سب باتیں غیر ممکن سی ہیں۔

جوزفین۔ "فی امان اللہ" میرے محسن۔ آپکی شکرگذاری میری زندگی کا دائمی فرض ہے۔ جب تک

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

زندہ ہوں۔ دعائیں دیتی رہونگی۔

سولھواں (۱۶) باب

وہ ہارے گئے دلِ خانہ خراب کے بر گئے

آفتاب اُفقِ مشرق سے نکلکر ہنوز دو نیزہ کی بلندی پر بھی نہیں آیا ہے۔ کچھ آدمی ایسے بھی ہیں۔ کہ اس وقت تک بستر خواب سے نہیں اُٹھے۔ گویا اُنکی صبح ہی نہیں ہوئی۔ اور اکثر مخلوق اپنے کاروبار میں مصروف ہونے کے لئے گھر سے نکل چکی یا نکل رہی ہے۔ مگر سب سے زیادہ حیرت انگیز منظر یہ ہے کہ عین اسی وقت پولیس کا ایک مستلم گارد مع چند آسٹریا کی کانسولیٹ کے عہدہ داروں کے امیر نعمت ہانم کے محل کو محاصرہ میں لے لیتے ہیں۔ پھر افسر تحقیقات کنندہ چند سپاہیوں کو ساتھ لیکر محل کے اندر داخل ہوتا اور تمام نوکروں کو پکڑ کے ایک علیحدہ کمرہ میں بند کر دیتا ہے۔ گویا ان کو حوالات کیا گئی ہے۔ جب اسقدر کارروائی ہو چکی۔ اُسوقت امیر نعمت کو بھی شور و غل کی آواز خواب راحت سے بیدار کرتی ہے۔ اور وہ نوکروں کو آواز دیتی ہے۔ مگر جواب کون دے۔ آخر وہ گھبرا کر خود ہی اپنے کمرے سے برآمد ہوئی کہ دیکھے معاملہ کیا ہے۔ اور کمرہ سے باہر آتے ہی انسپکٹر پولیس اس کے روبرو تھا۔ نعمت ہانم نے پولیس آفیسر کو دیکھتے ہی دریافت کیا۔

کپتان ! تم کیونکر آئے ہو ؟

——— آپ کے محل کی تلاشی لینے۔ گورنمنٹ کا حکم ہے۔

——— کس چیز کی تلاشی۔ یہاں کیا ہوا ہے ؟

——— ایک عورت کی لاش جسکو زہر دے کر مارا گیا ہے۔

یہ سننا تھا۔ کہ نعمت ہانم سر سے پیر تک کانپ گئی۔ اور اس نے کہا۔ ہائے اللہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ؟

پولیس کا افسر۔ جناب عالیہ ! میں یہ کہتا ہوں۔ کہ ایک گمنام تحریر آسٹریا کے قنصل کو ملی ہے۔ اس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں خبر دیگئی ہے۔ کہ ایک آسٹریا کی رہنے والی لیڈی جسکا نام جوزفین ہے۔ اور وہ امیر نعیم صدقی کی محبوبہ تھی۔ امیرہ نعمت خانم کے گھر میں مردہ پڑی ہے۔ اور اسکی وفات زہر خورانی سے واقع ہوئی ہے۔ تفصیل مذکور نے یہ چٹھی پولیس کمشنر کو بھیجدی۔ اور وہاں سے مجھکو پولیس گارد کے ساتھ آپکے محل کی تلاشی لینے کا حکم ہوا ہے۔

نعمت خانم۔ میں تمہاری بات کا خاک بھی مطلب نہیں سمجھی۔ تم جوزفین کا ذکر کرتے ہو۔ مگر وہ تو مصر کے ملک میں موجود نہیں تھی۔ اسے عرصہ ہوا۔ کہ اپنے یار کے ساتھ یورپ چلی گئی۔ اور اس بات کی اطلاع ہمیں خود اسی کے لکھے ہوئے ایک خط سے ملی تھی۔ اسوقت سے بعد ہم نے جوزفین کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ نہ اُس کا کوئی پتہ پایا۔ تم جو کچھ کہتے ہو۔ اس کا مجھے مطلق علم نہیں۔

افسر پولیس۔ مگر جناب عالیہ میں تو بہر حال تلاشی لُونگا۔ کیونکہ مجھے اس کا حکم مل چکا ہے۔

نعمت خانم۔ لیکن مجھے بھی سخت ناگوار ہے۔ کہ پولیس میری خانہ تلاشی لے۔ اور میں مجرم قرار دیجاؤں۔

افسر پولیس۔ مگر جناب عالیہ! اس تلاشی کا فائدہ تو آپ ہی کو حاصل ہوگا۔ اگر کچھ نہ نکلا تو آپ بری الذمہ قرار پائینگی۔ لہذا آپ بخوشی اس کام کی اجازت عطا کر دیں۔ ورنہ ناچار میں تو حکم کی تعمیل کرونگا۔

نعمت خانم۔ (رنج و غضب سے) اچھا تلاشی لے لو۔ ابتو قسمت نے مجھے اس رسوائی کا شکار بنا ہی دیا ہے۔ نعمت خانم اس وقت تمام جسم سے ایسی کانپ رہی تھی۔ کہ گویا کوئی برقی رو اس کے بدن میں داخل ہو گئی ہے اور غصہ کے مارے اس کا بُرا حال تھا۔ افسر پولیس نے نعمت خانم کے رو برو محل کے تمام کمرے یکے بعد دیگرے کھول کھولکر دیکھے۔ اور کوئی کونہ گوشہ باقی نہ چھوڑا۔ فرش الٹ کے۔ فرنیچر ہٹا ہٹا کے چھت پر۔ الماریوں میں۔ دیواروں پر ہر جگہ خوب غور سے نظر ڈالی۔ اور چپہ چپہ کو دیکھ ڈالا۔ گھنٹہ بھر سرگردان رہا۔ اور کچھ نہ پایا۔ پھر وسط کے طبقہ اور نچلے درجہ کی بھی اسی طرح جستجو کی۔ کوئی کمرہ۔ کوٹھری۔ دالان۔ چھت اور دیوار بغیر پوری توجہ سے دیکھے نہ چھوڑی۔ بعد ازاں باغ میں دیکھتا پھرا۔ اور وہاں بھی کسی چیز کے دفن کئے جانے کا کوئی نشان نہ ملا۔ تب وہ پُورے طور پر مطمئن ہو کر واپس گیا۔ اور اس نے یہ رپورٹ کر دی کہ امیرہ کے محل میں ہرگز کوئی لاش نہیں ہے۔ اس تلاشی میں آدھا دن گزر گیا۔ اور ظہر کا وقت ہو گیا۔

نعمت خانم کی یہ حالت تھی کہ آتش غضب نے اس کا تن بدن پھونک ڈالا تھا۔ پولیس کے واپس جاتے ہی اُس نے اپنے کمرہ میں بیٹھکر غور کرنا شروع کیا۔ کہ آخر ایسی غلط شکایت کس نے کی ہے؟ اور کیوں؟ مگر حیران تھی۔ کہ کس پر شک کرے۔ بہت کچھ فکر و تامل کے بعد اس کا دل اس پر جا کے ٹکا۔ کہ یہ کام اُسی احمد بک نظیم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نے کی ہو گی۔ کیونکہ اس تلاشی کی صبح سے پہلے رات کیوقت یہ اسکی بڑی بیحرمتی کر چکی تھی۔ نعمت ہانم کا یہ خیال اتنا پختہ ہو گیا۔ کہ وہ احمد بک کے مجرم ہونے کا یقین کر بیٹھی۔ اور فوراً اس کو بلوا بھیجا۔ احمد بک اس پیام کو سنتے ہی بلانے کا سبب سمجھ گیا۔ کیونکہ وہ توام عاصم اور سنتورلی کی شیطانی حرکتوں سے واقف تہا۔ مگر اسے خیال آیا کہ امیرہ نعمت ہانم اس کو اس قسم کی شکایت کرنے والے کا پتا لگانے کیغرض سے بلاتی ہے۔ یہ نہیں سمجھا تھا کہ خود اسی کو مجرم ٹھہرادیگی۔

چنانچہ وہ امیرہ کیخدمت میں آیا تو دیکھا کہ شدت رنج و قہر سے اسکی شکل ہی بدل رہی ہے۔ اور شکل سے اس وقت وہ پہچانی جاسکتی ہے۔ کہ امیرہ نعمت یہی ہے۔ احمد بک نے یہ حالت دیکھکر تبسم کے ساتھہ کہا۔ کیوں سرکار عالیہ! آپ اتنی غضبناک کیوں ہیں؟

نعمت ہانم۔ (خشمناک آواز سے) میں جانتی ہوں کہ اس کا سبب تمہیں بخوبی معلوم ہے۔

احمد بک۔ تو کیا وہ میں ہی ہوں؟

نعمت۔ جبکہ تم کہتے ہی ہو؟۔

احمد بک۔ کا چہرہ یہ بات سن کر صدمہ سے سیاہ پڑ گیا۔ اور اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ جناب عالیہ! یہ کیونکر؟

نعمت ہانم۔ بس اسی شرمناک اور بیہودہ کارروائی کرنے کے لئے تو کل رات مجھ پر بدکار جوزفین کی صفائی پیش کر رہا تہا؟

احمد بک۔ (سنبھلکر) جناب عالیہ! وہ کیا بیہودگی اور کمینگی ہے؟ میں اب تک بھی نہیں سمجھا کہ آپ فرما کیا رہی ہیں۔

نعمت ہانم۔ میں کب امید کرتی ہوں کہ تم اپنے گناہ کا اقرار کر لوگے۔

احمد بک۔ وہ کیا گناہ ہے۔ صاحب! آپ تو اس وقت میرے ساتھہ بہت بری پیش آرہی ہیں۔

نعمت ہانم۔ (برہم ہوکر) یہی یہ غلط چغلی جسکی سزا تجھے ملنی ضروری ہے۔

احمد بک۔ وہ کونسی چغلی ہے۔ سرکار عالیہ۔ ذرا صاف اور کھلکر فرمائیں۔ میں سمجھے تو نہیں بوجھ سکتا۔

نعمت ہانم۔ نادان بنجا۔ ننھا! بھلا سوچ تو سہی کہ تیرے سوا آسٹریا کے قنصل کو کس نے خبر دی کہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جوزفین کی لاش میرے گھر میں ہے۔ اور اس کو زہر دیا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پولیس نے آکر میرے گھر کی تلاشی لی۔ تو ہی بتا کہ ہمارے معزز شاہی خاندان کے کسی فرد کے لئے یہ کچھ تہوڑی اہانت ہے؟ اور کیا تونے کبھی اسکی کوئی نظیر دیکھنا تو کجا۔ سُنی بھی ہے؟

احمد بک۔ سرکار عالیہ! مینے تو نہیں سُنی۔ اور نہ میں اس قسم کی بات سننا گوارا کر سکتا ہوں۔ مجھے تو اس سے بیحد صدمہ ہوا ہے۔ مگر آپنے یہ کیونکر معلوم کر لیا کہ یہ کمینہ حرکت مینے کی ہے۔ اور میں اس چُغلی کا مرتکب ہوا ہوں۔ کہ غلط مخبری کر کے آپکی آبروریزی کرا دی۔

نعمت خانم۔ اس خام پارہ و آوارہ جوزفین کی نسبت تمنے جتنی توجہ عیاں کی۔ کسی اور نے اس کا دسواں حصہ بھی نہیں کیا تہا۔ اسلئے مینے سوچا کہ آج مجھ پر جو مصیبت گزری ہے وہ اس بات کا نتیجہ ہے۔ جو گذشتہ شب تمہیں میرے یہاں پیش آئی۔ کہ تمہاری اہانت کیگئی۔ مینے بہت کچھ غور کیا ہے۔ لیکن اس تعلیل کے سوا اور کوئی سبب ایسا حادثہ پیش آنے کا سمجھ ہی میں نہیں آتا۔

احمد بک۔ مگر جناب عالیہ! آپکے دل میں جو بات آئی۔ وہ کچھ وحی تو ہے نہیں۔ اور نہ کوئی واضح دلیل مانی جا سکتی ہے۔ وہم کا کیا علاج؟

نعمت خانم۔ نہیں نہیں وہ روشن دلیل اور قوی شہادت ہے۔ میں تیرے سوا اور کسی کی اتنی جرأت نہیں دیکھتی۔ کہ مجھ سے ایسا انتقام لے۔

احمد بک۔ تو معلوم ہوا کہ آپ کو میرے ساتھ بدسلوکی سے پیش آنے اور میری سخت اہانت کرنے کا اقرار ہے۔ اور آپ مانتی ہیں کہ آپنے مجھے اتنا ستایا کہ آخر کار میں انتقام پر اُتر آیا۔

نعمت خانم۔ ہاں مینے بیشک تجھ سے بدسلوکی کی۔ مگر تو اسی قسم کے برتاؤ کا مستحق تہا۔ کہ میں تیری گت بناؤں۔ اسی لئے میں یقین رکہتی ہوں کہ تو بہی مجھ سے بدلہ لینا چاہتا ہے۔

احمد بک۔ اچھا مانا کہ آپکا خیال صحیح ہے۔ اور میرا فرض ہے۔ کہ میں آپ سے بدلہ لوں۔ لیکن مینے کبھی انتقام نہیں لیا۔ اور نہ لونگا! ورنہ لینا چاہتا ہوں۔ مگر ہاں بدی کا بدلہ نیکی سے کرنے کو ہر وقت آمادہ ہوں۔

نعمت خانم۔ مگر مجھے تو ذرا بھی شک نہیں رہا کہ تو نے ہی یہ جھوٹی چغلی کہائی ہے۔ میرے لئے یہی کافی ہے۔ کہ تو مجھ سے بدلہ لینے کے وجوب کا اقرار کرتا ہے۔

احمد بک۔ جناب عالیہ! آپکا غصہ بیجا نہیں ہے۔ اسلئے اپنے خیال ہی کی بنیاد پر حکم نہ لگائیے.....

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نعمت خانم - بس - بس! زیادہ حکمت نہ چھانٹئے - اور منطق بگھارنا بند کیجئے - میں تمکو ملامت نہیں کرتی ہتی - بلکہ تم سے جواب طلب کر رہی ہتی - اور اقرار کرا چکی ہوں - یہ کہکر اٹھی کہ دوسرے کمرہ میں چلی جائے - اور احمد بک نے کہا -

—— نواب تم یقین کامل کر چکی ہو - کہ میں ہی چغل خور ہوں -

نعمت خانم - (پلٹ کر) مجھے اسمیں ذرا بھی شک نہیں - اور بہت جلد تم اس غلط مخبری کی سزا پاؤ گے -

احمد بک - (مذاقیہ قہقہہ لگاکر) اچھا جناب عالیہ! آپ اس بات کو جانچ لیں - پڑتال کر لیں امید ہے کہ جب آپ کو اصلیت کا علم ہوگا - تو آپ خود ہی میری تعریف کرینگی - نہ یہ کہ سزا دینے پر تل ہو

نعمت خانم - (بگڑ کر) دور ہو ذلیل و کمینے - مَیں کس بات پر تیری تعریف کرونگی - تیری اس بد باطنی اور شرارت پر؟ ٹھہر جا - دیکھ کیسا تماشہ دکھاتی ہوں -

احمد بک دلمیں پیچ و تاب کہاتا اور "دھرے گئے دل خانہ خراب کے بدلے" کا ورد کرتا اپنے گھر چلا گیا - اور نعمت خانم نے غصہ کے جوش میں فوراً کپڑے پہن اور گاڑی منگا کر آسٹریا کے قنصل خانہ کا رُخ کیا وہاں شکایتی چھٹی کی نسبت سوال کرنے سے معلوم ہوا - کہ چھٹی پولیس کمشنر کے آفس میں ہے - نعمت خانم وہاں بھی پہنچی - اور چھٹی لکھوا کر دیکھی - تو اسے کچھ یونہی سا شبہہ ہوا کہ احمد بک کے خط سے اس کا بھی خط ملتا ہے بس پھر کیا تہا - گھر آتے ہی احمد بک نظیم پر غلط مخبری کی نالش کر دی -

اب قصہ کو طول کون دے - اس مقدمہ میں عدالت نے تحقیقات کے بعد احمد بک کو بعزت بری کیا - اور نعمت خانم نے اس بات سے اور بھی ناخوش و پُر غضب ہو کر احمد بک کو اپنی اور اپنے بھائی امیر نعیم کی جائیداد کی وکالت اور منیجری سے برطرف کر دیا - اب احمد بک صرف امیر عاصم کی املاک کا منیجر و مختار عام رہ گیا - حالانکہ وہ عرصہ دراز سے اس خاندان کی تمام جائداد کا منیجر و مختار عام تہا - کیونکہ اس سے اچھا کارکُن اور واقف کار آدمی اس ریاست کا کام کرنے کیلئے ملنا مشکل تہا - بدیں وجہ اگرچہ اس نے کئی مرتبہ اس خدمت سے استعفا بھی دیدیا - تاہم اس کو روکا گیا - اور الگ نہیں ہونے دیا گیا -

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(۱۷)
سترھواں باب

پوچھتے ہیں کہ مجھے کس نے یہاں لوُ چھا تھا؟

ناظرین! اگر آپنے چوٹ کھایا ہوا دل اور جلا بھنا جگر پایا ہے۔ تو غالباً آپ قیاس کر سکیں گے کہ امیر نعیم جوزفین کی بیوفائی اور دغا بازی سے کس تکلیف میں مبتلا اور کن خیالات کا شکار ہو کر مصر کو چھوڑ گیا۔ اور یورپ میں آوارہ پھرتا رہا ہوگا۔ غم و الم۔ غیظ و غضب اور فکر و تردد اس کے رفیق راہ تھے۔ نہ اس کو زندگی کا مزہ تہا۔ اور نہ موت اسکی مشکل حل کرتی تہی۔ بیشک عذاب دوزخ کی سختی سُنتے ہیں لیکن اس کا مزہ چکھنا ہو تو نعیم کی سی حالت ہونے سے یہ بات بخوبی ممکن ہے۔ اگرچہ اسکو پہلے پہل ہرگز یقین نہیں آیا۔ کہ جوزفین نے اس سے دغا کی ہے۔ کیونکہ ان دونوں میں نہایت شدید اُلفت اور عجیب قسم کی محبت تہی ایسی مودت کہ اُسے سراپا اخلاص اور بے مثل صداقت کہنا چاہئیے۔ مگر جوزفین کا خط ملنے کے بعد یہ خیال بدل گیا تہا۔ نعیم اس خط کا مطلب مختلف قسم لگاتا۔ اور آخر کار جب جمتا تو اسی پر کہ فی الواقعہ جوزفین اُسے چھوڑ گئی ہے۔ اس کے سوا کوئی اور تاویل نہیں ہوسکتی تہی۔ پھر اس کے رشتہ دار اور بھی اس کو یقین دلاتے تہے۔ کہ ایسی یوریپین مسیس جو غیر ملکی امرا کو اپنے دامِ عشق میں گرفتار کرکے ان سے رشتہ اُلفت جوڑتی ہیں اکثر بلکہ کل سخت دغاباز اور فریب ساز ہوتی ہیں۔ پھر اسکی متعدد مثالیں پیش کر کے نعیم کو قائل کر دیتے تہے کہ واقعی جوزفین نے بہی فریب کھیلا اور بیوفائی کا شیوہ اختیار کیا ہے۔ بیکدل نعیم آخر انکی باتوں میں آہی گیا اور مان بیٹھا کہ جوزفین نے اس سے بے اعتنائی اور بیوفائی کی ہے۔ اور وہ اس کو مکارہ و بداطوار سمجھنے پر مجبور ہو گیا غرضکہ یوں رفتہ رفتہ اس کا عشق عداوت کی شکل میں تبدیل ہونے لگا۔ اور وہ جوزفین سے بدلہ لینے کا خواہاں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہو گیا۔ مگر ایسی کاری چوٹ دل پر لگی تھی۔ کہ مصر میں اس کو رہنا پسند نہ آیا۔ اور نہ قرار و سکون ہؤا۔ لہذا وہ یورپ کیطرف نکل بھاگا۔ کہ وہاں کی دلکش سیر و تفریح سے دل لگا کر اس بار غم کو ہلکا کرے۔ اور ممکن ہو تو جوزفین سے کوئی ایسا شائستہ بدلہ بھی لے کہ اخلاقی معیار سے وہ ذلیل ہو گو سخت انتقام کہلا سکے۔

امیر نعیم کی اس حالت سے ناظرین اندازہ کر سکینگے کہ شریر و بدطینت امیر عاصم کا مطلب نصف تو پورا ہو گیا یعنی اس نے نعیم اور جوزفین میں جدائی ڈلوا دی۔ اور اس طرح کہ بظاہر صلح بارہی کے سوا کوئی صلہ دونوں کے مابین باقی نہ رہا۔ اب اس کا دوسرا مدعا جو اسکی تجویز کا باقی نصف حصہ تھا۔ بر آنا باقی رہا۔ اور یہ اسکی بہن امیرہ بہجت خانم کا امیر نعیم کے دل پر قابو پانا اور اسے اپنے دام الفت میں پھانسکر اسکے حبالۂ نکاح میں در آنا تھا لیکن افسوس ہے کہ بلکہ شاید عاصم کی بدطینتی کا قدرتی بدلہ ہے کہ نعیم کو بہجت خانم کیطرف مطلق توجہ ہوئی۔ اور توجہ کیسی وہ اس سے پہلے کی نسبت اور بھی دور ہٹ گیا۔ کیونکہ نعیم کو اپنے صدمہ و رنج کیوجہ سے کسی کیطرف توجہ کرنے یا سودائے الفت خریدنے کی فکر تک نہ تھی۔ وہ انسانوں کی صحبت سے بھاگتا اور تنہائی میں پڑا رہنا چاہتا تھا۔ عاصم اس حالت کو دیکھکر دلمیں کڑھتا تھا۔ مگر نہ اس لئے کہ نعیم سے الفت تھی۔ بلکہ اپنی عدم کار برآری اور ناکامی سے جسکی اُسے اب بہت کچھ امید ہو سکتی تھی۔ سچ ہے۔ چاہ کنندہ را چاہ در پیش۔ نعیم کی طرف سے یوں ناکام رہا۔ اور نعمت خانم کے دل پر بھی اثر نہ ڈال سکا۔ ازیں سو راندہ وزاں سو درماندہ۔ آخر کار اسکی شیطانی طبیعت نے اسے یہی تدبیر سجھائی۔ کہ بے گناہ نعیم و نعمت سے گن گن کر بدسلوکیاں کرے۔ اور جسقدر شرارت کر سکتا ہے۔ ان کے دق اور ذلیل و رسوا کرنے کے واسطے کرتا رہے۔ نعمت خانم پر اس نے بڑا گہرا وار کیا تھا۔ اور اگر یہ وار احمد بک کی محنت اور مخلصانہ کوشش سے خطا نہ جاتا۔ تو اسمیں شک نہ تھا کہ نعمت خانم بڑی پھنسی تھی اس کے لئے نہ فقط عزت و آبرو کا بلکہ جان تک کا خطرہ تھا۔ اور محض اسی کارروائی سے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ عاصم نے کس حد تک شیطان کی شاگردی کا فخر حاصل کیا تھا۔

امیر نعیم یورپ کے پُر رونق اور مسرت بخش شہروں کی خاک چھانتا پھرتا تھا۔ اس کو دلی سکون اور آرام کی تلاش تھی۔ لیکن آہ۔ یہ کہاں؟ اس کا غصہ اور رنج بڑھتا ہی چلا گیا۔ جوزفین کی محبت کی کسک اس کے دلمیں ضرور تھی۔ اور اب تک یہ اسکی الفت سے بالکل دست بردار نہیں ہؤا تھا لیکن اسکی غیرتمند طبیعت آتش غیرت سے سوختہ ہو کر اس کے تن بدن کو جلائے ڈالتی تھی۔ اور جوزفین کو معافی دینے کا خیال اسے بالکل نہیں آتا تھا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس وقت وہ پیرس کے ایک شاندار ہوٹل میں مقیم ہے۔ جس کا نام "رائل ہوٹل" ہی اسکی عظمت کا شاہد ہے۔ اپنے کمرہ میں بیٹھا ہوا ہے کہ خادم آکر ایک ملاقاتی کارڈ پیش کرتا ہے۔ نعیم نے کارڈ پر نظر ڈالی ہے اس کا تمام جسم کانپ اُٹھا ہے۔ دل دھڑکنے لگا ہے۔ اور چہرے پر سُرخی آجانے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ وہ اس وقت نہایت برافروختہ ہو رہا ہے۔ شدت غیظ و غضب نے دماغ پر اسقدر خون چڑھا دیا۔ کہ سر میں سخت درد پیدا ہو گیا اسے حیرت تھی کہ اب کیا کرے۔ یہ تو جوزفین کا کارڈ ہے۔ میں جاکر اس کو مار ڈالوں؟ اٹھنے کا ارادہ کیا لیکن پھر رک گیا۔ نہیں ایسا کرنا سخت خطرناک ہے۔ پھر اسے بلالوں۔ اور بُرا بھلا کہکر ہی دل کا کچھ بخار نکالدوں نہیں یہ بھی خلاف مصلحت ہے۔ غصہ بُرا ہوتا ہے۔ ایسا نہ ہو موقع پر سامنا ہوتے ہی بے اختیار ہاتھ چل جائے اور کوئی گرفتاری کا معاملہ پیش آجائے۔ اس لئے نوکر کو کہا۔ اُس خاتون سے جس نے یہ کارڈ دیا ہے کہدو کہ خبردار! میرے سامنے آنے کی کوشش نکرے۔ ورنہ عجیب نہیں کہ میرے ہاتھ سے اس کا خون ہو جائے اگر اس وقت میرے خوفناک انتقام سے اسکو نجات ملتی ہے۔ تو صرف اس لئے کہ میں ایک غیر ملک میں ہوں جہاں میرا کوئی اختیار نہیں چل سکتا۔

اس بات کو سننے سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نعیم ایک سخت خطرناک اور خونخوار شخص تھا لیکن ایک تجربہ کار اور زمانہ کا سرد و گرم چشیدہ اس بات کو سمجھ لیگا کہ بہت سے آدمی صرف زبانی بہادری ہوا کرتے ہیں۔ موقعہ پر ان سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور جو گرجتے ہیں۔ وہ برستے بہت کم ہیں خصوصاً پاک سیرت اور نیک دل اصحاب تنہائی میں چاہے جسقدر غیظ و غضب کا اظہار کریں۔ وانت پیسیں۔ مگر دشمنوں کے سامنے آتے ہی موم ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے دل یہی ہدایت کرتے ہیں کہ صلح و صفائی اور نرمی کرنا بہتر ہے۔

امیر نعیم بھی اسی گروہ کا فرد تھا۔ مگر اس کے غصہ اور دلی جوش غیرت کی یہ حالت تھی کہ معلوم ہوتا تھا اس کو درگزر اور معافی سے کوئی سروکار ہی نہیں ہو سکتا۔ جوزفین ہوٹل کے دروازہ پر استادہ اور اجازت ملنے کی منتظر تھی۔ اس کو نوکر نے امیر نعیم کا جواب سنایا۔ تو اسکی عجیب کیفیت ہو گئی۔ دل بیٹھ گیا۔ ہاتھ پیر چھوٹ گئے۔ اور یہ معلوم ہوا کہ قلب کو کسی نے سینہ کے اندر سے کھینچ لیا ہے۔ وہ کھڑی ہی کھڑی زمین پر گر پڑی نوکر اسکی یہ حالت دیکھکر گھبرا گیا۔ جلدی سے اُسے اٹھا کر بٹھایا۔ اور ایک کرسی پر آرام سے بٹھا کے کہا۔

میڈم! آپ اپنے دلکو سنبھالیں۔ اور اطمینان رکھیں۔ شاید امیر اس وقت کسی رنج و غضب میں مبتلا تھا۔ کہ ایسا جواب دیا۔ آپ پھر کسی وقت آئیں۔ وہ راضی ہو گا تو مل لیگا۔ نوکر کو جوزفین کی صورت سے اسکی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بیکسی اور مظلومیت کا پتہ مل گیا تہا۔ اس لئے اُسے اس پر ترس آیا اور وہ اسکی دلدہی کرتا رہا۔ جب وہ اپنے آپ میں آئی۔ تو ایک کرایہ کی گاڑی پر ایطالین ہوٹل کو واپس چلی گئی۔ جہاں وہ اتری ہتی۔

امیر نعیم نے آجکا دن غیظ و غضب اور جوش وخروش کے اتھاہ سمندر میں غوطے کہاتے اور یہ سوچتے ہوئے بسر کیا۔ کہ اب جوزفین سے کسطرح کا انتقام لے۔ وہ سوچتا تہا کہ انتقام لینا چاہئے۔ تو ایسے مہذب اور شریفانہ طریقہ سے کہ بظاہر بُرا معلوم نہو۔ مگر دل کو آتش ندامت اور غیرت سے بھُون ہی توڑ ڈالے۔ اور جب وہ ہوا خوری سے فارغ ہو کر پھر ہوٹل میں واپس آیا۔ تو اپنے خطوط میں ایک خط اس مضمون کا پایا۔

ایطالین ہوٹل نمبر ۵

آقائے من! آپ ہی حاکم اور آپ ہی تربیچ و مالک ہیں۔ صرف اپنی کنیز کو اتنی اجازت دیدیں کہ وہ آپکے رو برو آکر اپنی برائت خود بیان کرے۔ پھر آپ کو اختیار ہے کہ جو چاہے حکم دیں۔ اور جس طرح چاہیں اسے سزا فرمائیں۔ (جوزفین)

نعیم نے یہ خط بڑے غور سے پڑھا۔ اور اس فقرہ پر کہ "وہ آپکے روبرو اپنی برائت خود بیان کرے" دیر تک تامل کرتا رہا۔ اُسے خیال آیا۔ جو عورت کئی سال تک مجھ کو اپنے دام مکر میں پھنسائے رہی وہ ضرور کوئی موثر عذر اور کارگر جھوٹ تراش لینے پر بھی قادر ہوگی۔ اس کے نزدیک بات بنا لینا اور جھوٹ کو سچ کر دکہانا کوئی بات نہیں ہے۔ پھر اس نے خط کو بند کر کے بجنسہ ایک لفافہ میں رکھدیا۔ اور لفافہ پر جوزفین کا پتہ لکھکر اسے ڈاک کے بکس میں ڈال آیا۔

اس روز نعیم کی طبیعت پر جیسا بارِ الم تہا۔ اس کے بعد والے دن میں وہ کم ہونے کی بجائے اور بڑھ گیا آتش غیرت کا نون سینہ میں بھڑک کر قلب و جگر کو پھونکے ڈالتی تہی۔ اور کسی چیز میں اسکو مزہ نہیں ملتا تہا یہ معلوم ہوتا تہا کہ وہ سرتاپا جہنم کی آگ میں بھُن رہا ہے۔ دل بہلانے یا خیال کو بانٹنے کی کوئی کوشش کارگر نہیں ہوتی ہتی۔ تمام دن قہوہ خانوں اور دلچسپی کے سامان بہم کرنے والے کلب اور جلسوں میں گہومتا پھرتا رہا مگر کہیں ذرہ برابر بھی دلبستگی نہوئی شام کو اپنے قیام گاہ پر واپس آیا۔ دلمیں خیال تہا کہ آج بھی جوزفین کی کچھ خبر ملیگی۔ اور اس کا خیال درست نکلا۔ ایک بند لفافہ جوزفین کا ملا۔ اور نعیم نے اس کا خط پہچان لیا مگر اس نے لفافہ کو کہولا تک نہیں۔ بلکہ پہلے پتہ کو قلم سے کاٹ کر اسی لفافہ پر جوزفین کا پتہ لکھدیا۔ اور لیٹر بکس کے حوالہ کر کے بیٹھ رہا۔ نعیم کے نزدیک یہ طریقہ جوزفین کو دُکھ دینے اور اسے شرمندہ و آزردہ بنانے میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

زیادہ کارگر تہا۔ اور یوں جوزفین کو جلا کر وہ اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرتا تہا +

جوزفین نے اس خط میں اپنی مفصل سرگذشت لکھی تہی - میڈم سیبنی کی دعوت قبول کرنے کیوقت سے پیرس پہنچنے کے وقت تک جو کچھ اس پر گذرا تہا سب اسمیں درج تہا۔ اور یہ خط بدستور بند کا بند اسے واپس ملا۔ تو اس کو یقین آگیا۔ کہ امیر نعیم اب اس سے ہرگز کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہتا۔ جوزفین کو مایوسی نے دل شکستہ بنا دیا اسے معلوم ہوا۔ کہ بارِ غم کا سنگِ گراں اسکے شیشۂ دل پر گر کر اس کو چکنا چور بنا گیا ہے۔ وہ مجنونانہ بدحواسی کے عالم میں اپنے کمرہ کے اندر چلی گئی۔ اور رو رو کر جناب باری سے اپنی مصیبت دور ہونے کی دعا مانگنے لگی +

امیر نعیم کیحالت تیسرے دن بھی بدستور خراب رہی۔ دلی اضطراب اور غیظ و غضب کے جوش کا عذاب اس کے لئے وبال جان ہو رہا تہا۔ قلب ضمیر اور جسم کسی کو راحت نصیب نہ تھی۔ آج بھی اس نے سارا دن ہوٹلوں اور قہوہ خانوں کی گشت میں کاٹا۔ اور شام کو یہ سوچتا ہوا اپنے قیام گاہ پر واپس آیا۔ کہ جوزفین ہوٹل کے دروازہ پر موجود ملیگی۔ اور اسکے قدموں پر آگریگی۔ یہ خیال آتے ہی اس کو عجیب بیکلی ہوئی۔ پہلے تو سمجھ میں نہ آیا کہ جوزفین کے اس فعل کا کیا جواب دے۔ لیکن کچھ سوچکر قطعی فیصلہ کر دیا۔ کہ خواہ کچھ بھی ہو۔ اپنا پاؤں اس سے چھڑا کر اور اس پر تھوکتا ہوا ہوٹل کے اندر داخل ہو جائیگا۔ پھر اپنے کمرہ کا دروازہ بند کر کے بیٹھ رہیگا۔ اور چاہے جوزفین کتنا ہی کواڑوں کو پیٹے یہ کبھی نہ کھولیگا۔ اگرچہ یہ نعیم کا خیال ہی خیال تہا۔ اور جوش غیرت و خواہش انتقام اسے ایسی ہی باتیں سجھاتی تہی۔ لیکن وہ ان تصورات سے اپنے دل کا بوجھ کسی قدر ہلکا کر لیتا تہا۔ اور ایک گونہ تسلی پا جاتا تہا +

شام کو وہ ہوٹل میں واپس آیا اور دل میں یہ امید کر کے کہ جوزفین دروازہ کے برابر والے کمرہ میں اس کی منتظر ہی بیٹھی ہوگی۔ دربان سے باآواز بلند یہ فضول سوال کر دیا۔

آج پھر کوئی لیڈی مجھے دریافت کرنے نہیں آئی۔

دربان۔ صاحب! لیڈیاں تو بہت آئیں۔ مگر یہ خبر نہیں۔ کہ ان میں سے کسی نے آپ کو دریافت کیا یا نہیں۔

نعیم دربان کا یہ خشک جواب سنکر اور اپنی امید میں مایوس ہو کر برآمدہ کے اندر چلتا ہوا بڑے ہال میں گیا۔ اور کسی دوست کی جستجو کا بہانہ کر کے اسے بھی دیکھکر مایوس ہی پلٹا۔ جوزفین وہاں بھی نہ تھی۔ آ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اپنے کمرہ میں آیا۔ اور ڈاک کو اٹھا کر ایک ایک خط دیکھا۔ کہ شاید اس میں جوزفین کا کوئی خط ہو۔ مگر یہاں بھی یاس و حرمان سے سامنا ہوا۔ اب تو وہ مجنونانہ کیفیت کا شکار ہو گیا۔ غیظ و غضب سے بھرا ہوا کمرے سے نکلا۔ اور تمام نوکروں سے ایک ایک کر کے یہی سوال کرتا پھرا۔

کیوں! کیا آج کسی لیڈی نے مجھے نہیں دریافت کیا۔

ہر شخص سے نفی میں جواب پا کر نعیم کی حالت کمال متغیر ہوئی۔ یہ رات اس پر نہایت گران گزری۔ بڑی دیر تک یا یوں کہئے کہ تمام شب دلی الجھن اور غیرت کی جلن نے اس کو بے چین رکھا۔ کبھی بستر پر لیٹ جاتا اور گاہے اٹھ کر ٹہلنے لگتا۔ دل میں قسم قسم کے منصوبے آتے۔ اور پھر مٹ جایا کرتے۔ جوزفین سے بدلہ لینے کا خیال بار بار پیدا ہوتا۔ مگر وہ دور تھی۔ اور آنکھوں سے مستور اور بدلہ لینا بغیر روبرو آنے کے غیر ممکن اس لئے تصور کیا کہ اسکے ہوٹل میں چلے۔ ذرا دیر میں یہ رائے بھی بدل گئی۔ یہ کچھ ذلیل سی بات نظر آئی اور اس میں یہ خطرہ بھی تھا۔ کہ مبادا جوزفین ملاقات سے انکار کر دے۔ پھر بڑی ذلت ہو گی۔ آخر میں یہ سوچا کہ لاؤ آجکی رات تھیٹروں اور تفریح کے مجمعوں میں گھوم پھر کر بسر کروں۔ ممکن ہے کہ کسی جگہ جوزفین رل جائے۔ اور میں اسکے دلکو جلا کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کروں۔ لیکن اسمیں اس کو سخت ناکامی ہوئی۔ جوزفین اوّل تو سیر و تفریح کی یونہی کچھ شائق نہ تھی۔ اور اب نعیم کے فراق اور اسکی ناراضی کے رنج و الم میں اس کو کیا سیر سوجھتی۔ بقول کسے ؎

گل بے رُخِ یار خوش نباشد

بے یار بہار خوش نباشد

وہ مایوسی کی شکار ہو کر اپنے کمرہ میں مُنہہ لپیٹ کے پڑ رہی تھی۔ جہاں سے نکلنا اس کے اختیار میں نہ تھا۔

نعیم نے پچھلے پہر رات تک اسی طرح پریشانی اور سرگردانی میں بسر کر کے صبح کے قریب اپنے ہوٹل کا رُخ کیا۔ اور یہاں آ کے دو تین گھنٹے پڑ رہا۔ شاید اس عرصہ میں اسکو کچھ نیند بھی آ گئی۔ کیونکہ دن نکلنے کے بعد مخلوق کے شور و غل کی آوازنے اس کو بستر سے اُٹھایا۔ اور وہ صبح کی حاضری کھاتے ہی اس بات کا منتظر ہو بیٹھا۔ کہ اب جوزفین آتی اور اس سے عفو کی خواستگار ہوتی ہے۔ اور یہ اس کو ڈنکا کر اپنا بدلہ لیتا اور اسے تڑپاتا ہے کبھی خیال کرتا کہ وہ خود نہیں آئیگی۔ تو کوئی خط بھیجے گی۔ اسی انتظار

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں صبح کی ڈاک آئی - اسمیں جوزفین کا کوئی خط نہ تہا - نعیم کو پھر اضطراب پیدا ہوا - دل بے قابو ہوگیا غصہ کا جوش بڑھا - اور وہ چاہتا تھا - کہ اٹھکر باہر نکلے - مگر یہ امید اسے مانع آئی - کہ شاید جوزفین یا اس کا خط دوپہر کی ڈاک میں آجائے - گیارہ بجے تک یونہی تردد و انتشار کے عالم میں مبتلا رہا - اور جب اس کے بعد بھی مدعا پورا نہوا - تو سوچنے لگا کہ جوزفین کیوں نہیں آئی ؟

خیال کیا کہ شاید پہلی بار وہ آئی - اور اس نے اس کو مایوس کن پیام بھیجا - اسلئے جوزفین مایوس ہوگئی ہے - مگر جب یاد کیا کہ کیا کہلایا تہا - تو اس کے دل نے دہوکا دیا - اور دماغ نے گفتگو کا لب و لہجہ تو کیا اس کے پورے الفاظ بہی نہ دہرائے - نعیم کو جو کچھ یاد آیا - وہ ایسا کلام نہ تہا - کہ اس سے مایوسی پیدا ہوتی - مگر یہ اس کے نفس کا مغالطہ تہا - اس نے خادم کو بلوایا جسکی معرفت پیام بھیجا تہا - اور اس سے اپنے پیام کے الفاظ دہرانے کا حکم دیا - نوکر نے اس کو بجنسہ سنا دیا - تب تو نعیم انگشت بدندان رہ گیا - سخت نادم ہوا - اور سوچا کہ اس نے بڑی غلطی کی ہے - اسقدر سخت پیام بھیجنا مناسب نہ تہا - یہ جانگزا الفاظ کسی قسم کی امید دلمیں باقی نہیں رہنے دیسکتے تہے - اس کے بعد جوزفین کا آخری خط یونہی بے پڑہے واپس کر دینے پر بہی متاسف ہوا اور سوچا کہ اس نے اس پر ظلم کیا ہے - پڑہ تو لیتا شاید اسمیں کوئی معقول اور سچا عذر لکہا رہا ہو - ورنہ کم از کم جواب دینے کا موقعہ ملتا جسمیں تحقیر و تذلیل کی گنجائش اور دل ٹھنڈا کرنے کی ایک صورت تھی -

آخر جب جوش غیرت و اضطراب بہت بڑھ گیا - تو یہ قصد کیا کہ ایطالین ہوٹل میں جاکر خود جوزفین سے ملے - کپڑے پہنے - گاڑی منگوا کر اور سوار ہو کر کوچبان کو حکم دیا کہ ایطالین ہوٹل کو چلے - گاڑی روانہ ہوئی - کچھ دور جاکر نعیم کا خیال پھر بدلا - اور اپنا ارادہ ترک کرنا مناسب معلوم ہوا - کوچبان کو واپسی کا حکم دیا وہ مڑ کر دوسری طرف پلٹا - اور کچھ مسافت طے کی تہی - کہ دوبارہ ہوٹل کیجانب چلنے کا حکم ملا - نعیم کی رائے پھر پلٹ گئی تہی ! دوسری مرتبہ گاڑی ہوٹل کے سامنے پہنچ گئی - جس کے دروازہ سے جنٹلمین اور لیڈیاں نکلتی اور اسمیں داخل ہوتی نظر آئیں - نعیم کو گمان ہوا کہ جوزفین بہی انہی لیڈیوں میں ہے - اس کا چہرہ اسوقت غصہ سے تمتما رہا تہا - اور دل کی دھڑکن سے سینہ اچھلتا جاتا تہا - اس نے گاڑیبان کو حکم دیا کہ یہاں رکے نہیں بلکہ دوسری طرف کو پلٹ چلے - کوچبان نے حکم کی تعمیل کی - اور اب کی بار ایک قہوہ خانہ میں جاکر نعیم اتر پڑا کیونکہ اب اس نے جوزفین سے اسی کے ہوٹل میں جاکر ملنے کا ارادہ بالکل ترک کر دیا تہا - اور یہ عزم کر لیا تہا کہ صبر و تحمل سے کام لیکر اسکی جدائی اور اس سے بے اعتنائی کو جاری رکھیگا تا آنکہ قسمت ہی اسکا سامنا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرلے اور اس سے بدسلوکی کرکے اپنا بدلہ لے۔

کئی دن تک نعیم کو یہی انتظار رہا۔ وہ بے سود جوزفین کے خود آنے یا کوئی نامہ و پیام کی راہ دیکھا کیا۔ تفریح گاہوں۔ کلبوں۔ قہوہ خانوں اور تھئیٹروں میں اسکی جستجو کرکے ناکام رہا۔ اور اس عرصہ میں اسکی خواہش انتقام بڑھتی ہی چلی گئی۔ حتیٰ کہ وہ مجسم قہر و غضب بن گیا تھا۔ آخرکار جوئندہ یابندہ۔ چند روز کے بعد پیرس کی بڑی سیرگاہ اور وہاں کے کمپنی باغ میں گاڑی پر سوار جا رہا تھا کہ یکایک جوزفین کو اپنی ایک سہیلی کے ساتھ چہل قدمی میں مصروف پایا۔ نعیم کے جوش نے اسکو بیخود کر دیا۔ ہونٹ ہلے اور قریب تھا کہ وہ جوزفین کو نام لیکر پکار اٹھے۔ بلکہ نام کے پہلے دو حرف اسکی زبان سے نکل ہی گئے۔ لیکن خودداری نے اسکو سنبھال لیا۔ اور وہ چپ ہو گیا۔ جوزفین نے اس کو بالکل نہیں دیکھا۔ اور نعیم کی گاڑی اس عرصہ میں آگے نکل گئی۔ نعیم کو افسوس ہوا کہ کیوں جوزفین سے اس کا مقابلہ نہیں ہوا۔ اس لئے اس نے کوچبان کو حکم دیا کہ وہ گاڑی کو قریب ہی کے راستہ سے پھر پیچھے لوٹا لے چلے۔ اور کوچبان نے حکم کی تعمیل کر دی۔ چند ہی منٹ کے بعد پھر گاڑی جوزفین کے روبرو اور اسکے نہایت قریب ہو کر گزری۔ اسمرتبہ جوزفین کی نظر نعیم پر پڑ گئی اور اسکی صورت سے ظاہر ہوا کہ لجاجت و منت اسکی طرف نگران ہے۔ لیکن گاڑی کی تیز رفتاری نے جوزفین کو کچھ کہنے کا موقعہ نہ دیا۔ نعیم اسکی طرف برابر دیکھتا جاتا تھا۔ اور کچھ دور نکل جانے کے بعد انکی نگاہیں باہم چار ہو گئیں۔ نعیم نے جونہی محسوس کیا۔ کہ جوزفین سے اسکی نگاہ لڑ گئی ہے۔ فوراً دوسری طرف نظر پھیر لی اور بے اعتنائی کا گہرا چرکا اس کے دل پر رسید کیا۔ گو وہ خود بھی اپنے اضطراب و تاثر کو پوشیدہ نہ رکھ سکا کیونکہ اس کے چہرہ سے صاف عیاں تھا۔ کہ اسوقت سخت پریشان اور سراسیمہ ہے۔

ابھی گاڑی زیادہ دور نہ گئی تھی۔ کہ نعیم کو پھر واپس آنے کا خیال پیدا ہوا۔ کیونکہ ہنوز اسکی تسکین نہیں ہوئی تھی۔ اور وہ اپنے نزدیک کوئی انتقام نہیں لے سکا تھا۔ حکم دیا کہ گاڑی واپس لیجائے اور کوچبان نے گھوڑوں کی باگ موڑی ہی تھی کہ ارادہ بدل گیا۔ اور نعیم نے اپنے پہلے خیال کو رکیک تصور کرکے سیدھے چلنے کا اشارہ کیا۔ تاآنکہ وہ ایک بڑے قہوہ خانہ میں جا کر اتر گیا۔ اور وہاں بیٹھکر جوزفین کا دل دکھلانے اور اسے خوب اچھی طرح جلا کر مار ڈالنے کا کوئی نیا طریقہ سوچنے لگا۔

نعیم کی خواہش انتقام اگرچہ شدید تھی۔ لیکن اس کے دل سے اس دشمنی اور غضب کے معنے دریافت کئے جاتے۔ تو یقیناً وہ اس کے سوا اور کچھ نہ کہہ سکتا۔ کہ میری رضا اسی میں ہے کہ جوزفین میرے عشق میں مر کر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پھر زندہ ہو۔ اور پھر مرے اور دوبارہ میری ہی محبت اسکی جان بخشی کرے۔

سوچتے سوچتے نعیم کو یہ ترکیب سوجھی کہ کسی عورت سے محبت و الفت پیدا کرکے اسے اپنے ساتھ رکھے۔ اور سیرگاہ میں جوزفین سے ملاقات کرکے اسے جلائے۔ کیونکہ جوزفین اس کو دوسری عورت کے ساتھ سرگرم اختلاط دیکھکر غیرت سے جل مریگی۔ چنانچہ وہ دوسرے دن شام کو پھر اس ارادہ سے سیرگاہ میں گیا کہ دیکھے جوزفین وہاں ملتی ہے یا نہیں۔ اور اس طرح اس کے وہاں آنے کا وقت معلوم کرکے اپنی تجویز کو عمل میں لائے۔ اور سیرگاہ ہی میں اسے یہ دلسوز منظر دکھاکر خستہ جگر بنائے۔

شاید ناظرین یہی خیال کرینگے۔ کہ امیر نعیم کا گمان درست تھا۔ اور جوزفین ضرور سیرگاہ میں اس سے ملنے کی توقع پر آئیگی۔ لیکن ان کو یہ سنکر حیرت ہوگی۔ کہ جوزفین آج سیرگاہ میں بالکل نہیں آئی۔ اسکی وجہ یہ تھی۔ کہ عورت میں ضبط و تحمل کی بہت طاقت ہے اور وہ مرد کی نسبت اپنے جذبات کو دبالینے پر زیادہ اچھی طرح قادر ہے۔ جوزفین اگرچہ نعیم کے اس صریح اور سخت انکار سے کہ وہ اس سے کبھی نہ ملیگا اور نہ خط و کتابت روا رکھیگا۔ اس بات سے مایوس ہوچکی تھی۔ کہ پھر نعیم کو اپنے حال پر مہربان بنا سکے تاہم اسکے دل میں نعیم کی خالص محبت جاگزین تھی اور یہی چاہتی تھی۔ کہ وہ اس کو مل جائے۔ چاہے قہر و غضب ہی کی حالت میں ملے۔ مگر اسی کے ساتھ جب یہ خیال کیا کہ نعیم اسکی صورت بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا یا یہ کہ اس کو اسکی صورت دیکھنے سے صدمہ ہوتا ہے۔ اور وہ اس سے یوں بھاگتا ہے۔ جیسے کوئی کالے سانپ سے دور بھاگے۔ تو اس نے ارادہ کرلیا۔ کہ اب نعیم کے سامنے ہی نہ پڑے گی۔ کیونکہ اس سے اُس کا دل رنجیدہ ہوتا ہے۔

مگر امیر نعیم ہر شام کو سیرگاہ میں جاتا تھا۔ کہ شاید جوزفین نظر آجائے۔ اور مقابلہ ہونے پر پہلے اسکو چھیڑ اور ستا کر اپنا دل مطمئن کرسکے۔ وہ اب سیرگاہ میں پیادہ پا ٹہلتا پھرا کرتا۔ گاڑی پر سوار نہ گزرتا بلکہ کبھی کبھی شام کیطرح صبح کو وہاں جاتا۔ تاآنکہ بعض دن سب سے پہلا آدمی وہی ہوتا۔ جو سیرگاہ میں پہنچتا

چنانچہ اتفاق سے کچھ دنوں کے بعد دور سے جوزفین اسکو مل پڑی۔ اور چونکہ اسکی عادت سر جھکا کر چلنے کی تھی۔ اس لئے اس نے نعیم کو نہیں دیکھا۔ مگر نعیم اس فکر میں ہوگیا۔ کہ کسی طرح جوزفین کو ٹوکے اور اس سے کچھ باتیں کرے۔ چنانچہ یہ بھی اسی روش پر چلنے لگا۔ جس پر جوزفین چل رہی تھی۔ اور جب اس سے صرف چند گز کا فاصلہ رہ گیا تو ایکایک پلٹ کر دوسری طرف چلا۔ جوزفین نے اس کو مڑتے ہوئے دیکھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لیا۔ اور جھپک رہ گئی۔ وہ کھڑی ہو گئی کہ اب نعیم آگے آئے۔ تو اس سے کچھ کہے گی۔ لیکن نعیم اسکو استادہ دیکھکر تمکنت اور غرور کے ساتھ کترا کے نکل چلا۔ تب جوزفین سے صبر نہ ہو سکا اور وہ کہنے لگی۔

میرے آقا نعیم! فقط ایک بات سن لو۔ مجھ پر رحم کرو۔ اور عرض کرنے کی اجازت دیدو۔

نعیم نے یہ سنکر سر کو ہلا دیا۔ اور تیزی کے ساتھ لمبے لمبے قدم رکھتا ہوا چلا گیا۔ جیسے کہ وہ بھاگتا ہے۔ جوزفین سمجھی کہ نعیم اس سے ملنا بھی عار خیال کرتا اور اس لئے دور بھاگتا ہے۔ اور نعیم نے کچھ دور جاکر پھر افسوس سے اپنا سر دھن ڈالا۔ کہ کیوں نہ ملا۔ اور کس لئے اسے دل کھولکر برا بھلا نہ کہا تاکہ ذرا تو دل کو تسکین ہوتی۔ اور پھر اس نکل جاتی۔ ارادہ کیا کہ پھر پلٹ کر اس کے پاس سے گزرے۔ اور جوزفین کو اچھی طرح جھاڑ بتائے۔ مگر سر دست اس قصد کو ملتوی کر دیا۔

شام کو وہ اپنے قیام گاہ پر واپس آیا۔ تو خیال کیا کہ لاؤ جوزفین کو خط لکھکر یہیں بلاؤں میز پر بیٹھ گیا۔ اور خط لکھنا شروع کیا۔ کبھی ایک لفظ لکھکر اسے کاٹ دیتا۔ پھر ایک سطر اور لکھتا اور اس پر قلم کھینچ دیتا۔ گاہے پورا خط لکھکر پھاڑ ڈالتا۔ آخر بڑی دیر کے ردوبدل کے بعد ایک خط لکھا اور اسے لفافہ میں بند کر کے پتا تحریر کیا۔ پھر چلا کہ لیٹر بکس میں ڈالدے۔ پہلی مرتبہ لیٹر بکس کے پاس جاکر پلٹ آیا۔ خط نہیں ڈالا۔ اور اپنے کمرہ میں بیٹھکر کچھ سوچتا رہا۔ بعدہٗ کچھ خیال آیا۔ اور اس دفعہ چٹھی لیٹر بکس میں ڈال بھی دی۔ مگر وہاں سے کمرہ میں آتے ہی سوچنے لگا۔ کہ اس خط کا نتیجہ کیا ہوگا۔ خیال آیا کہ اتنے انکار کے بعد خود ہی خط لکھنا بڑی حماقت ہے۔ یہ تو جھک مارنا ہوا۔ اور اپنی ذلت کا سامان فوراً ہوٹل کے منیجر کے پاس گیا۔ اور اس سے کہا کہ اس کا ایک خط لیٹر بکس سے نکال لیا جائے وہ اس کو بھیجنا پسند نہیں کرتا۔ اور ڈاک کے بکس میں ڈالنے سے پہلے وہ خط نکلوا کر لے آیا +

اٹھارہواں (۱۸) باب

سفید ناگن

بنگیا رقیب آخر تھا جو راز داں اپنا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جوزفین شہر پیرس میں آکر اپنے دلربا امیر نعیم کی متلاشی ہوئی۔ اور بہت جلد اسے ہوٹلوں کی دیکھ بھال کے بعد رائل ہوٹل کے مسافروں کی فہرست میں اپنا گم گشتہ یوسف مل گیا۔ جب اس کو معلوم ہو گیا کہ نعیم اس ہوٹل میں ہے۔ تو وہ بڑے امید بھرے دل سے اس سے ملنے گئی۔ اور ملاقاتی کارڈ بھیجا جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ نعیم نے ملنے سے انکار کیا۔ اور نوکر کے ہاتھ وہ دلشکن جواب کہلا بھیجا جسکا علم ناظرین کو پچھلے باب میں ہو چکا ہے۔ پھر اس نے دو خط لکھے۔ پہلا خط پڑھنے کے بعد بجنسہ واپس کیا گیا۔ اور دوسرا خط بند کا بند صرف لفافہ پر پتہ بدلکر واپس بھیجا گیا۔ جوزفین ان باتوں سے سمجھ گئی۔ کہ امیر نعیم اب اس سے کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہتا ہے۔ بلکہ اس کو اپنے لئے موجب ننگ و عار تصور کرتا ہے۔ بدیں وجہ وہ خود نعیم کو کسی طرح چھیڑنے سے پرہیز کرنے لگی تا کہ ایسا نہ ہو اس کے سامنے پڑ کر یا پھر اسے کچھ لکھکر اسکے دل کو صدمہ پہنچائے۔ مگر جب اتفاق سے سیرگاہ میں پھر دوبارہ انکی نگاہیں باہم چار ہوئیں اور جوزفین نے دیکھا کہ نعیم اس سے بہت شدید نفرت کرتا اور اسکی صورت تک دیکھنے کا روادار نہیں ہوتا۔ نہ کسی طرح اس سے واقف بننے کا خواہاں ہے۔ تب اسکو بالکل مایوسی ہو گئی۔ اور اپنے قید سے نجات دینے والے (احمد بگ) کا یہ قول یاد آیا۔ کہ امیر نعیم اور اس کا تمام کنبہ تیرا دشمن ہے۔ اور تیرے دور ہو جانے پر خدا کا شکر ادا کرتا ہے جوزفین سمجھی کہ امیر نعیم کو بھی اب اس سے محبت نہیں رہی ہے۔ بلکہ شاید وہ اس سے تعلق کرنے پر نادم ہو کر اس تعلق کو بالکل مٹانا اور فراموش کر دینا چاہتا ہے۔ یہ خیالات بڑھتے بڑھتے یقین کا رنگ اختیار کر چلے۔ اور نعیم کی جفا کاریوں نے اس کو اور بھی کامل یقین دلا دیا۔ کہ اب اسکی شنوائی ہونی محال ہے۔ خواہ کیسی ہی زبردست شہادت سے اپنی بیگناہی ثابت کرے پھر بھی نعیم اس کا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے عزیز و قریب اسے جوزفین سے بالکل قطع تعلق کر لینے پر مجبور بنا رہے ہیں۔ اور بات بھی ایسی آبنی ہے کہ نعیم اس تعلق سے دست برداری میں حق بجانب معلوم ہوتا ہے۔

جوزفین کو اگرچہ اب کوئی آس نہیں رہ گئی تھی۔ اور وہ نعیم کی رضامندی سے قطعاً ناامید ہو گئی تھی۔ تاہم اس کے دلمیں یہ کانٹا بہت گہرا چبھا تھا۔ کہ وہ مظلومہ اور بے گناہ ہونے کے باوجود گنہگار اور غدار تصور کیجاتی ہے۔ اسکی مصیبت اور امانت داری کا کوئی خیال تک نہیں کرتا۔ اسلئے اس کو خیال آیا۔ کہ تیسری مرتبہ ایک اور خط امیر نعیم کو لکھے۔ اور اپنا مفصل حال تحریر کرے۔ احتیاطاً اس خط کا لفافہ کسی اور سے لکھوا لینے کی فکر تھی کہ نعیم خط کو پڑھ تو سکے گا واپس نہ کرے لیکن یہ طریقہ بھی اطمینان

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بخش نہ تہا۔ کیونکہ اسمیں خطرہ تہا۔ کہ نعیم خط کو کہولکر دیکھنے پر اسکی تحریر پہچان لے گا۔ اور بے پڑہے واپس کریگا یا پڑہ بہی لے تو اس قصہ پر اعتبار نہ کریگا۔ اس لئے کہ اسکی تصدیق کی کوئی محسوس شہادت کہاں ہے اور پھر تحریر کا وہ اثر ناممکن ہے۔ جو تقریر اور دوبدو گفتگو کا ہو سکتا ہے۔ اس سبب سے وہ متامل رہی۔ اور اب بالکل خاموش اور تن بتقدیر ہو کر بیٹھ گئی ؀

تاہم ناظرین کو یہ بات یاد ہو گی۔ کہ امیر نعیم نے سیرگاہ میں جوزفین کو اپنی ایک سہیلی کے ساتہہ دیکھا تہا۔ یہ سہیلی حسن و جمال اور سن و سال میں جوزفین کے قریب قریب تھی۔ اس کا نام میڈم میری گیوٹی تہا اور یہ اطالین ہوٹل میں جوزفین کے بعد آئی تہی۔ اور اگرچہ جوزفین اپنے رنج و الم کی وجہ سے تنہائی اور گوشہ گزینی کی دلدادہ تہی۔ لیکن میڈم میری گیوٹی وقتاً فوقتاً اس سے اظہار الفت و موانست کر کے اسکو اپنا رفیق بنانے کی کوشش کرتی۔ اور اس سے ملنے کی تدبیریں کرتی رہتی تہی جوزفین بہی انسان تہی۔ میری گیوٹی کی مہربانیاں دیکھکر اس سے ملنے لگی۔ اور دونوں میں راہ و رسم بڑہی۔ یہانتک کہ باہم سہیلیاں ہو گئیں۔ میڈم میری گیوٹی نے ظاہر کیا کہ وہ گرینویل کی ایک دولتمند مس ہے۔ اور دلچسپی و سیر و تفریح کیلئے موسم بہار کا زمانہ پیرس میں بسر کرنے آیا کرتی ہے۔ میری گیوٹی جوزفین کی دلدہی میں کوشاں رہتی۔ اکثر اوقات اسے کمرہ سے نکالکر اس سے باتوں میں مصروف ہو جاتی۔ اور کبھی کبھی اکسکر سیر و تفریح کے لئے بہی لے جاتی۔ تاکہ پڑے پڑے اسکی صحت نہ خراب ہو جاوے۔ اور ان عنایتوں نے جوزفین کو اس سے محبت دلادی۔ جوزفین میری گیوٹی پر بھروسہ کرنے لگی۔ اور دونوں میں گہری الفت ہو گئی۔ اس کے بعد سے دونوں ایک دوسرے کے رازدار بنتے اور اپنی سوالخمری کا باہم اظہار کرنے لگیں۔ جوزفین نے اپنا سارا قصہ میری گیوٹی سے بیان کر دیا۔ اور جب اثنائے کلام میں امیر نعیم کا نام زبان پر آیا۔ اسکی اعلےٰ انسانی صفات و نیکدلی کا ذکر ہوا جوزفین نعیم کی ہر طرح مدح سرا ہو گئی۔ اور اس کے بیان سے میری گیوٹی کو معلوم ہوا کہ امیر نعیم فرشتہ بصورت انسان اور جوانمرد و شریف مزاج ہے۔ چنانچہ جب ان دونوں نے سیرگاہ میں پہلی مرتبہ امیر نعیم کو دیکھا ہے۔ اسوقت جوزفین نے اپنی سہیلی میری گیوٹی کو امیر نعیم کیطرف اشارہ کر کے بتایا کہ یہی وہ شخص ہے اور ممکن ہو تو تم اس سے میری سفارش کرو کہ میری ایک بات سن لے۔ تمہاری بڑی عنایت ہو گی۔ مگر وہاں کوئی موقعہ نہ ملا ؀

آخر جب جوزفین خود امیر نعیم سے بات چیت کا موقعہ حاصل کرنے سے بالکل مایوس ہو گئی۔ تو اپنی پیاری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سہیلی میری گیوٹی سے جس پر اس کو خوب اعتماد تھا۔ ملتجی ہوئی کہ تم مہربانی کر کے امیر نعیم کے پاس جاؤ اور اسے اس بات پر راضی بنادو کہ صرف ایکبار مجھ سے مل لے۔ اور میری داستان سماعت فرما کر پھر جو چاہے سلوک کرے۔ اگر وہ مجھکو قتل کر دیگا۔ یا زینہ پر سے نیچے پھینک دیگا۔ یا نکال باہر کریگا۔ تو مجھے سب کچھ بدل منظور ہے۔ اور میں خوشی سے ان باتوں کو برداشت کر لونگی *

پیاری جوزفین! یہ کیا بات ہے۔ تمہاری خاطر سے میں کسی کام میں انکار نہیں کرونگی۔ ابھی جاتی ہوں۔ اور خدا کو منظور ہے تو اس کو تم سے راضی بنا کر واپس آؤنگی۔ یہ بھی کوئی بات ہے۔ اپنی پیاری سہیلی کے کام میں انکار کرنا میرا مذہب نہیں۔ میری گیوٹی نے نہائیت جوش اور تپاک کے لہجہ میں کہا۔ جس سے جوزفین کو اسکی صداقت کا یقین آگیا۔ اور اس نے جواب دیا *

نہیں پیاری! میں اسکی ناخوشی اور بے اعتنائی کو اچھی طرح دیکھ چکی۔ اب مجھے اسکی توامید نہیں کہ وہ مجھ سے میل کریگا۔ اور نہ اسکی کوئی آرزو ہے۔ وہ میرے تعلق کو اپنے لئے عار و ننگ تصور کرتا ہے اور اس کے عزیز و قریب مجھ سے خار کہاتے ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں کو اپنی قوم۔ دین اور خاندان کا بہت سخت خیال ہے۔ تعصب نے ان کو مجھ سے کمال ناراض اور میرا دشمن بنا دیا ہے۔ ان کو جب سے یہ معلوم ہوا کہ نعیم نے مجھ سے باقاعدہ نکاح کر لیا۔ اور مجھے اپنی بی بی بنا لیا ہے۔ وہ سب میری تباہی کے درپے ہو گئے ہیں اور اب مجھ کو تباہ کر چکے خوش ہیں۔ نعیم بھی میری پابندی سے نجات پا کر خوش ہے اور پھر یہ بیڑی اپنے پاؤں میں ڈالنا پسند نہ کریگا۔ اسلئے میری غرض صرف اسقدر ہے۔ کہ ایکبار مجھ سے مل لے۔ اور میں اپنی بیگناہی جسکا اُسے کوئی علم نہیں۔ اس پر ثابت کر دوں۔ یا کم از کم بیان ہی کر سکوں *

میری گیوٹی۔ پیاری جوزفین! یہ بھی کوئی بڑی بات ہے۔ تم مطمئن رہو اور اعتبار کرو کہ میں اسکو تمہاری بے قصوری کا قائل بنادوں گی اور وہ ضرور تم سے ملاقات کر کے تمہاری باتیں توجہ کے ساتھ سُنے گا *

جوزفین۔ پیاری میری! خدا تمہیں خوش رکھے۔ میں تمہاری اس عنایت کی کمال شکر گذار ہونگی *

میری گیوٹی۔ وہ کہاں ملینگے؟

جوزفین۔ رائل ہوٹل میں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دوسری صبحکو میری گیوٹی رائل ہوٹل میں تھی۔ اور امیر نعیم اسکا ملاقاتی کارڈ پاتے ہی ملاقات کے ہال میں اس سے ملنے چلا آیا تھا۔ میری گیوٹی نے بیٹھتے ہی امیر نعیم سے خطاب کیا۔

جناب شہزادہ صاحب! میں دیکھتی ہوں۔ کہ آپ لیڈیوں سے بہت ہی بے رُخی برتتے اور ان کے ساتھ بلطف وکرم کبھی پیش نہیں آتے۔

نعیم۔ (حیران ہوکر) لیڈی صاحبہ! آپ مجھے معاف فرمائیں۔ میں آپکے اس ارشاد کا مطلب نہیں سمجھا۔ آپنے کب مجھکو ایسا سنگدل پایا ہے۔

میری گیوٹی۔ اس لئے کہ مینے میڈم جوزفین سے آپکو ایسا سخت برتاؤ کرتے دیکھا ہے جو کہ ایک مرد کسی عورت کی طرف سے ہونا برداشت نہیں کرسکتا۔ چہ جائیکہ عورت مرد کی طرف سے ایسا برتاؤ برداشت کرسکے۔ کیونکہ عورت طبعاً کمزور دل اور طبیعت رکھتی ہے۔ اور مرد قوی ہوتا ہے۔

امیر نعیم (کرسی پر سنبھل بیٹھنے کے بعد) تو یہ فرمائیے آپ جوزفین کی طرف سے پیام لائی ہیں

میری گیوٹی۔ (حقارت آمیز تبسم کے ساتھ) نہیں جناب! آپ کو ایسا خیال نہ کرنا چاہئے میں بذات خاص آپ سے ملنے آئی ہوں۔

امیر نعیم۔ تو پھر آپ معاف کریں۔ میڈم صاحبہ! آپنے اس بے رُخی کا غلط مطلب سمجھا ہے

میری گیوٹی۔ خیر کوئی پرواہ نہیں۔ میں آپکے پاس جوزفین کی سفارش کرنے آئی ہوں وہ بیچاری بالکل بیکس ہے۔ اور اپنے گذشتہ فعل بد پر نادم ہوکر خطا کی معترف ہے۔ اور گناہ کی مُقر۔ وہ جانتی ہے کہ اس کا گناہ ناقابل معافی ہے لیکن جب اللہ توبہ قبول کرتا ہے۔ تو اس کے نیک بندے بھی اپنے ساتھ بدی کرنے والوں کا گناہ بخشدیتے اور معافی چاہنے والوں کو رحم وکرم سے محروم نہیں بناتے۔

امیر نعیم۔ لیڈی صاحبہ! میں جوزفین کو معاف کرتا ہوں اور نہ دل سے اس پر رحم کرتا ہوں مجھے اس کے ساتھ محبت تھی۔ اور ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ میں اسکو پھر قبول نہیں کرسکتا۔ اسکو اپنے پاس رکھنا یا اس سے ملنا جُلنا میرے حق میں سخت رسوائی کا موجب ہے۔ آپ کو معلوم نہیں۔ جوزفین میری بی بی تھی۔ اور مینے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی مرضی کے خلاف اس سے عقد کیا تھا۔

میری گیوٹی۔ (بناوٹی حیرت سے) ایں! وہ تو مجھ سے کہتی تھی کہ آپکے عزیز واقارب اسکی پرستش کرتے تھے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

امیر نعیم۔ (بگڑ کر) مکارہ! جھوٹی ہے۔ میں نے خود اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی مرضی کے خلاف اسکی پرستش کی۔ مگر اُس نے باوجود اس کے مجھ سے بے وفائی کی اور میرے ناموس میں ایسا بٹہ لگایا کہ اب یہ داغ بدنامی مٹ نہیں سکتا۔ ایسی حالت میں اسکو پھر واپس بلانا کب ممکن ہے؟ میں تو ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔ ایک بے وفا عورت کو پھر اپنا بنانا مشکل ہے۔ اور بخدا میں ایسا نہیں کر سکتا۔ بلکہ اگر وہ میرے سامنے آجائے۔ تو اس کے ٹکڑے اڑا دونگا۔ اس گفتگو سے امیر نعیم کی طبیعت پھر جوش میں آگئی تھی چہرہ جوش غضب سے تمتما کر سرخ ہو گیا تھا۔ آنکھیں اُبل آئی تھیں۔ تنفس میں حدت اور تیزی بڑھ گئی تھی اور وہ بار بار دانت کٹکٹا کر رہ جاتا تھا۔ مگر میڈم میری گیوٹی نے تا امکان اپنی نرم و شیریں باتوں سے امیر نعیم کو ٹھنڈا کیا۔ اور کہا۔

جناب! میں اسکو جھوٹا خیال نہیں کر سکتی تھی۔ اسکی ہر ایک بات مجھے سچی اور درست معلوم ہوئی تھی۔ میں ناواقف تھی۔ مگر اب معلوم ہوا کہ معاملہ دگرگوں ہے۔ اور آپ کچھ اور ہی فرما رہے ہیں بہرحال آپ معذور ہیں۔ اور اگرچہ مجھکو جوزفین پر نہایت ترس آتا ہے۔ لیکن میں آپ پر اب کچھ زور نہیں ڈال سکتی۔ آپ کا غیظ و غضب حق بجانب ہے۔

امیر نعیم۔ (کسی قدر ٹھنڈا ہو کر) ہاں۔ میڈم صاحبہ! میں نے آپ سے بالکل صحیح کہا ہے۔ اور گو مجھ کو اس پر ترس آتا ہے۔ کیونکہ میرا دل بالکل صاف اور بہت نرم ہے۔ تاہم میں اسوقت تک ناواقف ہوں۔ کہ وہ کیوں بھاگی۔ اور کسکے ساتھ۔ فقط ایک دو حرفی خط اس نے مجھے لکھا تھا اور اسمیں تحریر کیا تھا کہ میں اسکی جستجو میں پریشان نہوں۔ وہ اب دوسرے کی ہو چکی ہے! اور اس کا سبب فقط یہ ہے کہ عورت ہر روز نئے عشق کی خوگر ہے۔

میری گیوٹی۔ (سخت حیرت ظاہر کر کے) ہاں! کیا اس نے بالکل ایسا ہی لکھا تھا۔

امیر نعیم۔ جی ہاں۔

میری گیوٹی۔ عجیب! مجھ سے تو اس نے یہ بیان کیا کہ ایکبار آپکو خط لکھا تھا۔ اور اسمیں درج کیا تھا۔ کہ ایک اٹالی جوان اس پر فریفتہ ہوا۔ اور وہ حیلہ و تدبیر سے اسے گرفتار کر کے ایک گھر میں لے گیا جہاں عرصہ تک اس کو قید رکھا۔ اور اس نے آپ سے التدعا کی کہ آپ اسکو آکر چھڑائیں۔ مگر جب دیکھا کہ آپ اسکی خبر ہی نہیں لیتے تو مجبوراً اس جوان کے ساتھ اپنے کو بھاگ آئی اور اب چند روز ہوئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں۔ کہ اس جوان نے اس کو کچھ روپے دیکر چھوڑ دیا ہے۔ اور چونکہ اس نے آپکو یہاں دیکھا۔ اس لئے آپکی تلاش کرکے اس ہوٹل میں آئی۔ اور پھر آپ نے جو کچھ بے رُخی کی۔ وہ کی۔

امیر نعیم۔ (حیرت و افسوس سے) عجیب! آخر اس عورت نے جھوٹ بولنا کب سے سیکھا ہے؟ میں تو اسکو کبھی دروغگو نہیں جانتا تھا۔ خیر تو اب وہ اس بات کا اقرار کرتی ہے کہ ایک اطالی نوجوانکی رفاقت میں رہی ہے۔

میری گیوٹی۔ ہاں جناب!

نعیم۔ تو پھر تم نے مجھکو اس سے اور زیادہ نیچے رہنے کا خیال دلا دیا ہے۔ میں یوں تو اُس پر مہربانی کرتا اور مصالحت کے لئے نہ سہی۔ اظہار نفرت و ملامت ہی کے لئے کبھی کبھی اس سے ملنے کا خواہاں تھا۔ مگر اب تو میں اسکو سخت ذلیل و حقیر سمجھونگا۔ بلکہ اسکو فراموش کر دونگا۔ ایسی کمینی عورت کا کوئی خیال مجھے نہ ہونا چاہئے۔ وہ بڑی ذلیل ہے۔ میرا تو خیال تھا۔ کہ اس نے مجھ سے بیوفائی کی ہے۔ تو کسی ایسے امیر کے ساتھ رہنے کیلئے جو میری نسبت زیادہ دولتمند اور مجھ سے بدرجہا بڑھ کر ہوگا۔

میری گیوٹی۔ (بات کاٹکر) نہیں جناب! وہ تو ایک بدچلن اور دغاباز اطالی تھا۔ اس نے جوزفین کو دھوکا دیکر آپ سے جُدا کیا۔ جوزفین ہی کا یہ بیان ہے۔ اور جنابمن! حق یہ ہے کہ آپ کے ساتھ بے رُخی کرنے میں بالکل حق بجانب ہیں۔ میں آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتی۔ جوزفین بے وفا اور غدّار ہے۔ کیونکہ اس نے نعمت کی قدر نہ کی۔ جو قسمت ہی سے اسکے ہاتھ لگ گئی تھی۔ اور اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت۔

سچ تو یہ ہے کہ میڈم میری گیوٹی کی یہ گفتگو امیر نعیم کے جلے بھُنے دل اور اس کے آتش غیرت سے سوختہ جگر کیلئے آب سرد کا فائدہ دیگئی۔ وہ اسوقت تک جوزفین کے قصّہ سے بالکل ناواقف تھا اور گو سچی حکایت اب بھی اس نے نہیں سُنی۔ تاہم میری گیوٹی کی دروغ بیانی سے جو بات اس کے گوش زد ہوئی۔ وہ اسی کو راست و درست سمجھا۔ اور جو جوزفین کی عظمت و احترام کا جو کچھ اثر اسکے دل پر باقی تھا۔ وہ سب اس قصّہ کے سنتے ہی قطعاً زائل ہوگیا۔ نعیم کا گمان تھا کہ جوزفین کو کسی اس سے زبردست ہاتھ نے اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ اور اب اسے یہ معلوم ہوا۔ کہ نہیں حسن عورت کے لئے وہ بیقرار اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس کے درپے ہے۔ وہ ایک ناپاک۔ آوارہ اور بدچلن عورت ہے۔ اور ہرگز کسی توجہ کی مستحق نہیں۔ بس یہ خیال آتا تھا۔ کہ نعیم کے دلکو خود بخود سکون ہو گیا۔ اور وہ جوزفین کی ہمدردی۔ اس پر ترس کھانے یا اسکی طرف کسی نوع کی التفات کرنے۔ حتیٰ کہ اس سے انتقام لینے کے خیال سے بھی دست بردار ہو گیا۔ اور اب نعیم کے دلمیں جوزفین سے صلح وصفائی کرنیکی کوئی خواہش باقی نہ رہی۔

جوزفین کے متعلق گفتگو ختم ہو چکی۔ تو امیر نعیم نے میڈم میری گیوٹی سے راہ ورسم شناسائی پیدا کرنے کا آغاز کیا۔ اور میری گیوٹی نے اپنا نام ونشان حسب ذیل بتایا۔ جناب میرا نام جیسا کہ آپ کو ملاقاتی کارڈ سے معلوم ہوا ہوگا۔ میری گیوٹی ہے۔ میں ایک مشہور اور اعلےٰ درجہ کے تھیٹر میں ایکٹرس تھی اور جب وہ وقت آیا کہ میں اپنے فن میں کوئی نام ونمود پیدا کر دوں تو اسوقت ڈاکٹر نے مجھے رائے دی کہ اپنی تندرستی اور سلامتی چاہتی ہو۔ تو یہ کام چھوڑ دو۔ کیونکہ ایکٹری کا اثر نظام عصبی پر بہت بُرا پڑتا ہے۔ اور سخت مرض لاحق ہونے کا خوف ہے۔ غرضیکہ میری گیوٹی نے امیر نعیم سے کچھ ایسی گھُل گھُل کر باتیں کیں کہ وہ اسکی طرف کسی قدر مائل ہو گیا۔ اور دونوں میں الفت کا سلسلہ شروع ہوا۔ امیر نعیم نے میری گیوٹی سے درخواست کی کہ وہ یونہی کبھی کبھی اس سے ملتی رہے۔ اور وہ بھی وعدہ کرکے رخصت ہو گئی۔

۱۹

انیسواں باب

دل جلانا سب سے بڑھکر انتقام ہے

زخمِ دل ظالم نے آئے کر دیئے
سامنے میرے رقیبوں سے ملا

میری گیوٹی امیر نعیم کو حسب بیان سابق برابر کرکے اپنی قیامگاہ ایطالین ہوٹل کو واپس گئی۔ جہاں جوزفین نے کسی جوزفین اور دوسرے چوخی سے ناواقف۔ جوزفین ہنسنے بجنے سے اپنی اس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دوست نما دشمن سہیلی کی منتظر بیٹھی منٹوں کا شمار کر رہی اور ایک ایک سکنڈ گھنٹوں سے زیادہ طویل
محسوس کر رہی تھی۔ میری گیوڈی کی شکل دیکھتے ہی جوزفین نے نہایت پُرشوق اور امید بھرے لہجہ میں کہا
میں دیکھتی ہوں کہ تمہارا چہرہ چمک رہا ہے۔ خدا تمہیں خوش رکھے۔ شاید تم کوئی خوشخبری لائی
میری گیوڈی۔ (مسرت سے) انشاءاللہ مژدہ ہی سُنیے گا۔ پیاری جوزفین تمہارا
بالکل بجا تھا۔ مینے مختصراً تمہارا قصہ امیر نعیم کو سُنایا۔ اور انہوں نے اسکو بے چون و چرا درست
کرلیا۔ وہ تمہاری حالت پر بہت کڑھنے لگے۔ اور تمہارے لئے ہر طرح بہتری کے خواہاں
انہوں نے کہا کہ تم سے اب کوئی واسطہ رکھنا ان کے امکان سے خارج ہے۔ کیونکہ انکے
نے انہیں تمہارے ساتھ تعلق رکھنے پر سخت بُرا بھلا کہا۔ اور نہایت انگشت نما بنایا ہے۔
امیر کو تمہیں پھر واپس لینے سے منع کرتے ہیں۔ خواہ تمہاری بے قصوری ثابت ہو جائے
بھی وہ تمکو پھر امیر کا زینت پہلو دیکھنے پر راضی نہیں۔

جوزفین۔ (امید سے بھرے ہوئے لہجہ میں) خیر یہ تو ہونا ہی تھا۔ مگر تم نے کیا اب
سے اتنی بھی اجازت نہ لی کہ صرف ایک بار مجھ سے مل لے۔ اور بس؟

میری گیوڈی۔ میں نے تو بیحد اصرار سے کہا۔ مگر ان کا جواب بھی تھا کہ یہ
بس کی بات نہیں۔ وہ مجبور ہیں۔

جوزفین۔ تب وہ اسکے تو قائل ہوگئے۔ کہ میں بے گناہ ہوں؟

میری گیوڈی۔ ضرور اور میں تم سے سچ کہتی ہوں کہ امیر نعیم حُسن صورت و سیرت کا
مجسمہ ہے۔ بلکہ تم نے انکے جو اوصاف بیان کئے ان سے بھی بڑھکر۔ اس لئے اگر وہ اب تم سے کھنچے
ہیں۔ تو میں انکی اس حرکت پر ذرا بھی متعجب نہیں ہو سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ امیر کا امیر الامراء ہیں

جوزفین۔ (خوش ہو کر تبسّم کے ساتھ) خدا کا شکر ہے۔ کہ اب میرے دل کو تجھ سے سکون ہوگیا
مگر میں انکی ملاقات سے مایوس نہیں ہوتی۔ چاہے ایک ہی دفعہ اس سے مل سکوں۔ ملونگی ضرور
پھر اس کے بعد میں کینسہ میں داخل ہو کر نرس کا کام سیکھونگی۔ کیونکہ مینے یہ قطعی ارادہ کر لیا ہے کہ اگر
امیر نعیم نے میرا عذر غلط مانا اور مجھ سے موافقت نہ کی تو اپنی باقی زندگی نرس بنکر بیماروں کی خدمت
میں صرف کر دونگی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نیک طینت جوزفین نے میری گیوٹی کی باتوں کو حرفاً حرفاً سچ مانا۔ در اسکی وجہ یہ تھی۔ کہ اس کا دل مکر و فریب سے بالکل پاک تھا۔ اور وہ اپنی سہیلی میری پر اعتماد کرتی تھی۔ اور اسکو ایک لائق اور شریف مزاج مس تصور کرتی تھی۔ مگر میری گیوٹی کے دلمیں چور تھا۔ وہ ڈری کہ ایسا نہو۔ سچ مچ جوزفین امیر نعیم کے پاس جا پہنچے۔ اور وہ اس سے ملنے پر راضی ہو جائے۔ تو بڑی قباحت ہو گی کیونکہ ان دونوں کی باہمی اور صاف صاف گفتگو میں میری کی غلط بیانی کا راز کھل جاتا۔ اسلئے میری گیوٹی اس فکر میں پڑ گئی۔ کہ اس خطرے کا انسداد کیونکر کرے۔ اور کس طریقہ سے جوزفین کو امیر تک نہ پہنچنے دے۔ چنانچہ اس نے بہت جلد یہ صورت نکال لی۔ کہ امیر نعیم کے ساتھ ملاقات اور راہ و رسم بڑھا کر ایسی روش سے الفت کے پینگ بڑھانے شروع کیے کہ امیر نعیم اسے قیام پیرس کے زمانہ میں اپنی محبوبہ بنا سکے۔

اور اس سے پیشتر کہ جوزفین امیر نعیم کی ملاقات کا کوئی مناسب موقعہ حاصل کرے۔ میری گیوٹی نے ایطالین ہوٹل کا قیام ترک کر کے خاص اسی ہوٹل میں رہائش کا انتظام کر لیا جسمیں امیر نعیم فروکش تھا اور اس طرح وہ امیر نعیم کے بالکل پاس آ گئی۔ تاکہ ہر وقت کی آ جائی یا بہت آسانی سے باہم مل بیٹھنے کے موقعے ملتے رہیں۔

امیر نعیم کو بھی میری گیوٹی کیجانب ایک قسم کا میلان طبع ہو گیا۔ اسے میری کا جمال دلفریب اور اسکی شیریں بیانی اور مزاج دانی کی ادا نہایت پسند آئی۔ کیونکہ میری گیوٹی نہایت چلتی ہوئی عورت تھی۔ وہ خوب جانتی تھی کہ مرد کا دل قابو میں کرنے کی کیا صورت ہے۔

میری گیوٹی یہ فکریں کر رہی تھی کہ امیر نعیم اس کا ہو جائے۔ اور وہ اب اسی کے پاس خاص رائل ہوٹل میں مقیم تھی۔ اتفاق سے جب وہ اسی کوشش میں تھی۔ اسی اثنا میں جوزفین بھی ایک دن سویرے ہی رائل ہوٹل میں پہنچی۔ اور اس امید پر کہ امیر کو اپنے حال پر کسی طرح مہربان بنا کر اس سے ملاقات کا موقعہ حاصل کرے۔ ایک کارڈ پر حسب ذیل عبارت تحریر کر کے امیر کے پاس ارسال کی

جناب امیر نعیم یک صدقی!

آپ کی سچے دل سے پرستار۔ اس امر کی امیدوار ہے کہ آپنے اسکو معافی دیدی ہو گی اور بالکل معاف فرما دیا ہو گا۔ اس لئے وہ ہوٹل کے ملاقاتی ہال میں اس توقع پر بیٹھی ہے کہ اپنی باقی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

زندگی میں، ایک ہی بار اور آپ کا جمال مبارک دیکھ لے۔ اور آپکی ملاقات کی نعمت سے متمتع ہو جائے۔

جوزفین

جوزفین اس کارڈ کو بھیجکر ملاقات والے ہال میں جواب کی منتظر تھی۔ اور وہاں امیر نعیم میری گیوٹی سے سرگرم اختلاط تھا۔ کہ خادم نے اسے جوزفین کا رقعہ دیا۔ میری گیوٹی نے امیر کے دل پر کچھ قابو حاصل کر ہی لیا تھا۔ اس لیئے اس نے بے تکلف وہ کارڈ امیر کے ہاتھ سے لیکر پہلے خود پڑھا۔ اور پھر اسے امیر نعیم کے حوالہ کرتے ہوئے پیش بندی کے طور پر یہ سوال بھی کر دیا۔

کیا آپ اس سے ملینگے؟

امیر نعیم۔ تمہاری کیا رائے ہے؟

میری گیوٹی۔ (موقعہ پاکر) میں کیا جانوں۔ یہ آپ کو ہی خوب معلوم ہے کہ اس سے ملنے کا آپ کی عزت و مرتبت پر کیا اثر ہوگا۔

امیر نعیم کا دل اب نرم ہو چکا تھا۔ اور میری گیوٹی کی زبانی جوزفین کی مصنوعی سرگذشت سنکر اس کا وہ تیز غصہ جو ابتداً میں جوزفین کے فعل پر اسے لاحق ہوا تھا۔ سرد پڑ چکا تھا۔ نیز کچھ نئی الفت نے بھی اس کا دل اپنی طرف بانٹ لیا تھا۔ اسلئے قریب تھا کہ وہ جوزفین سے ملنے چلا جائے۔ مگر میری گیوٹی کا ریمارک سنکر وہ رُک گیا۔ اور اس نے جوزفین کو بلانے اور اس سے ملنے کا خیال قطعاً ترک کر دیا۔ چنانچہ اس نے میری گیوٹی سے پوچھا۔

تمہارے خیال میں مجھے اس کا کیا جواب دینا چاہیئے؟

میری گیوٹی۔ جو آپ کا جی چاہے۔

نعیم۔ مجھے اس پر رحم آتا ہے۔ اور پھر دلمیں اسکی محبت بھی ہے۔

میری۔ تو آپ اس سے نہ ملئے۔ اور صرف ایک رقعہ لکھکر بھیج دو اسے پھر آنے اور خواہ مخواہ آپکو اپنی طرف متوجہ بنانیکی کوشش سے مطلقاً روک دے۔

نعیم۔ بیشک اسکی یہ عذر معذرت جھوٹی ہے۔ سچ یہ ہے جس عورت نے مجھ سے اسقدر دغا کی۔ جبکہ میں اسکی پرستش کرتا تھا۔ وہ اب مجھ سے سچی معذرت کیوں کریگی۔ جبکہ میں اسے اپنا دشمن خیال کرتا اور اس کے خون کا پیاسا ہوں۔ وہ یہ کہہ کر ... گیا ... آج زبان میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نیک طینت جوزفین نے میری گیوٹی کی باتوں کو حرفاً حرفاً سچ مانا۔ اور اسکی وجہ یہ تھی۔ کہ اس کا دل مکر و فریب سے بالکل پاک تھا۔ اور وہ اپنی سہیلی میری پر اعتماد کرتی تھی۔ اور اسکو ایک لائق اور شریف مزاج مس تصور کرتی تھی۔ مگر میری گیوٹی کے دل میں چور تھا۔ وہ ڈری کہ ایسا نہو۔ سچ مچ جوزفین امیر نعیم کے پاس جا پہنچے۔ اور وہ اس سے ملنے پر راضی ہو جائے۔ تو بڑی قباحت ہو گی کیونکہ ان دونوں کی باہمی اور صاف صاف گفتگو میں میری کی غلط بیانی کا راز کھل جاتا۔ اسلیئے میری گیوٹی اس فکر میں پڑ گئی۔ کہ اس خطرے کا انسداد کیونکر کرے۔ اور کس طریقہ سے جوزفین کو امیر تک نہ پہنچنے دے۔ چنانچہ اس نے بہت جلد یہ صورت نکال لی۔ کہ امیر نعیم کے ساتھ ملاقات اور راہ و رسم بڑھا کر ایسی روش سے الفت کے پینگ بڑھانے شروع کیے کہ امیر نعیم اسے قیام پیرس کے زمانہ میں اپنی محبوبہ بنا سکے۔

اور اس سے پیشتر کہ جوزفین امیر نعیم کی ملاقات کا کوئی مناسب موقعہ حاصل کرے میری گیوٹی نے ایطالین ہوٹل کا قیام ترک کر کے خاص اسی ہوٹل میں رہائش کا انتظام کر لیا جسمیں امیر نعیم فروکش تھا اور اس طرح وہ امیر نعیم کے بالکل پاس آ گئی۔ تاکہ ہر وقت کی آجائی یا بہت آسانی سے باہم مل بیٹھنے کے موقعے ملتے رہیں۔

امیر نعیم کو بھی میری گیوٹی کیجانب ایک قسم کا میلان طبع ہو گیا۔ اسے میری کا جمال دلفریب اور اسکی شیریں بیانی اور مزاج دانی کی ادا نہایت پسند آئی۔ کیونکہ میری گیوٹی نہایت چلتی ہوئی عورت تھی۔ وہ خوب جانتی تھی کہ مرد کا دل قابو میں کرنے کی کیا صورت ہے۔

میری گیوٹی یہ فکریں کر رہی تھی کہ امیر نعیم اس کا ہو جائے۔ اور وہ اب اسی کے پاس خاص رائل ہوٹل میں مقیم تھی۔ اتفاق سے جب وہ اسی کوشش میں تھی۔ اسی اثنا میں جوزفین بھی ایک دن سویرے ہی رائل ہوٹل میں پہنچی۔ اور اس امید پر کہ امیر کو اپنے حال پر کسی طرح مہربان بنا کر اس سے ملاقات کا موقعہ حاصل کرے۔ ایک کارڈ پر حسب ذیل عبارت تحریر کر کے امیر کے پاس ارسال کی

جناب امیر نعیم یک صدقی!

آپ کی سچے دل سے پرستار۔ اس امر کی امیدوار ہے کہ آپنے اسکو معافی دیدی ہو گی اور دل معاف فرمادیا ہو گا اس لیئے وہ ہوٹل کے ملاقاتی ہال میں اس توقع پر بیٹھی ہے کہ اسی باقی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

زندگی میں، ایک ہی بار اور آپ کا جمال مبارک دیکھ لے۔ اور آپکی ملاقات کی نعمت سے متمتع ہو جائے۔

جوزفین

جوزفین اس کارڈ کو بھیجکر ملاقات والے ہال میں جواب کی منتظر تھی۔ اور وہاں امیر نعیم میری گیوٹی سے سرگرم اختلاط تھا۔ کہ خادم نے اسے جوزفین کا رقعہ دیا۔ میری گیوٹی نے امیر کے دل پر کچھ قابو حاصل کر ہی لیا تھا۔ اس لئے اس نے بے تکلف وہ کارڈ امیر کے ہاتھ سے لیکر پہلے خود پڑھا۔ اور پھر اسے امیر نعیم کے حوالہ کرتے ہوئے پیش بندی کے طور پر یہ سوال بھی کر دیا۔

کیا آپ اس سے ملینگے؟

امیر نعیم۔ تمہاری کیا رائے ہے؟

میری گیوٹی۔ (موقعہ پاکر) میں کیا جانوں۔ یہ آپ کو ہی خوب معلوم ہے کہ اس سے ملنے کا آپ کی عزت و مرتبت پر کیا اثر ہوگا۔

امیر نعیم کا دل اب نرم ہو چکا تھا۔ اور میری گیوٹی کی زبانی جوزفین کی مصنوعی سرگذشت سنکر اس کا وہ تیز غصہ جو ابتدا میں جوزفین کے فعل پر اسے لاحق ہوا تھا۔ سرد پڑ چکا تھا۔ نیز کچھ نئی الفت نے بھی اس کا دل اپنی طرف بانٹ لیا تھا۔ اسلئے قریب تھا کہ وہ جوزفین سے ملنے چلا جائے۔ مگر میری گیوٹی کا ریمارک سنکر وہ رک گیا۔ اور اس نے جوزفین کو بلانے اور اس سے ملنے کا خیال قطعاً ترک کر دیا۔ چنانچہ اس نے میری گیوٹی سے پوچھا۔

تمہارے خیال میں مجھے اس کا کیا جواب دینا چاہیئے؟

میری گیوٹی۔ جو آپ کا جی چاہے۔

نعیم۔ مجھے اس پر رحم آتا ہے۔ اور پھر دلمیں اسکی محبت بھی ہے۔

میری۔ تو آپ اس سے نہ ملئے۔ اور صرف ایک نقعہ لکھکر بھیج جو اسے پھر آنے اور خواہ مخواہ آپکو اپنی طرف متوجہ بنانیکی کوشش سے مطلقاً روکدے۔

نعیم۔ بیشک اسکی یہ عذر معذرت جھوٹی ہے۔ سچ یہ ہے جس عورت نے مجھ سے اسقدر دغا کی۔ جبکہ میں اسکی پرستش کرتا تھا۔ وہ اب مجھ سے سچی معذرت کیوں کریگی۔ جبکہ میں اسے اپنا دشمن خیال کرتا اور اس سے کوسوں بھاگتا ہوں۔ وہ بیکی کو بیٹی سے بات [illegible] زبان میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس مضمون کا رقعہ تحریر کیا۔

بدچلن اور غدار عورت! تو مجھے کب تک دھوکے دیگی۔ اب میرا پیچھا چھوڑ دے۔ کیونکہ میں ان لوگوں میں نہیں ہوں۔ جو بدنامی پر بدنامی اٹھانے کے خوگر ہوا کرتے ہیں۔ اگر اب تو نے میرے پاس آنے یا پھر مجھے چھیڑنے کی جرأت کی تو یاد رکھ کہ تو مجھکو کسی سخت جرم کی مرتکب بنا دیگی۔

میر نعیم یہ خط لکھ رہا تھا۔ اور میری گیوٹی اسکی پشت پر کھڑی اپنا ہاتھ نعیم کے کندھے پر رکھے ہی عبارت پڑھتی جاتی تھی۔ امیر نعیم نے رقعہ تمام کیا۔ تو میری نے اس کو ٹوکا۔ پیارے نعیم! تم بڑے سنگدل ہو۔ اگرچہ میں تمہاری وجہ سے اس عورت کو برا سمجھتی ہوں۔ تاہم مجھے اس پر ترس آتا ہے کہ ایسا تلخ اور جانگزا جواب اسے ملے۔

نعیم۔ (بیتابی سے) میری! تو بڑی نیکدل ہے۔ (اور اس کا بوسہ لے لیا) پھر تو ہی بتا کہ میں کیا لکھوں؟

میری۔ جو میں بولتی جاؤں اس کو لکھتے جائیے۔ چنانچہ میری بولتی گئی اور نعیم نے یوں لکھا تیری وجہ سے اپنے خاندان والوں کی جسقدر انگشت نمائی میں نے برداشت کی۔ وہ میرے واسطے بس ہے۔ اب آیندہ مجھے اور زیادہ انگشت نما نہ بناؤ۔ چپکی چلی جاؤ۔ ورنہ مجھے ایسے فعل کے لئے مجبور کرو گی۔ جسکا انجام اچھا نہیں۔ نعیم

امیر نعیم۔ (رقعہ لکھکر) مگر اس جواب میں اسکی بدچلنی کیطرف تو کچھ بھی اشارہ نہیں ہے؟

میری۔ تو کیا اسے اپنی بداطواری معلوم نہیں۔ خیر اسکو جانے دو۔ جواب کے پہلے فقرہ سے ضمناً خیانت و بدچلنی کا مطلب نکلتا ہے۔ اور ظاہر ہوتا ہے کہ تم صاف صاف نہیں کہنا چاہتے کیونکہ اس بات کا صاف صاف لکھنا ہی تمکو رنج پہنچاتا ہے۔

نعیم۔ (جوش سے) بالکل درست ہے۔ تم سچ کہتی ہو۔ اور اس کے بعد رقعہ کو لفافہ میں بند کرکے اس پر جوزفین کا پتہ لکھکر خادم کے حوالہ کر دیا۔

اگر اسوقت نعیم کے پاس میری گیوٹی موجود نہ ہوتی تو اسمیں کلام نہ تھا کہ جوزفین امیر نعیم سے ملنے میں کامیاب ہو جاتی۔ اور میری کے غلط بیانات کا پردہ کھولکر اسکی چال کو کاٹ سکتی۔ لیکن مکار

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میری نے پہلے ہی سے یہ سب باتیں سوچکر اپنا قیام رائل ہوٹل میں منتقل کرلیا تھا۔ اور وقتاً فوقتاً آکر امیر نعیم کی نگرانی کرتی۔ اور اس سے ملتی رہتی تھی۔ تاکہ جوزفین کو اس کے سامنے ہی نہ پڑنے دے میری نے جوزفین کو مذکورہ بالا جواب دو غرضوں سے لکھوایا۔ پہلی غرض تو یہ تھی کہ اُس نے جوزفین اور امیر نعیم دونوں کو ایک دوسرے کی نسبت متضاد اعتقاد رکھنے والا باقی رکھا۔ کیونکہ جوزفین یہ سمجھی رہی کہ نعیم کو اس کے قید رہنے اور مصائب برداشت کرنے کا علم ہوگیا ہے۔ اور وہ اسکی بیگناہی کا قائل ہوچکا ہے۔ اور نعیم جوزفین کو بدچلن اور ناقابل رحم سمجھتا رہا۔ اور دوسری غرض یہ تھی کہ میری نے امیر نعیم پر اپنی نیکدلی اور پاک نیتی ثابت کردی۔

اگر کسی کو یہ راز معلوم کرنا ہو کہ ایک چپتا پرزہ عیار آدمی سادہ لوح جاہل سے اور تجربہ کار مدبر سادہ مزاج شخص سے کیونکر ممتاز کیا جاتا ہے۔ تو اسے جھوٹ بولنے کی مشق لازم ہے۔ جھوٹ بھی ایسا کہ سچ معلوم ہو۔ اور جھوٹ کی ایسی مشق اسی وقت ممکن ہے۔ جبکہ ضمیر بالکل ساکت ہے۔ اور اس جرم کے مرتکب کو کچھ بھی ملامت نہ کرے۔ دنیا میں کسی ایک ایسے آدمی کو بھی لو جسکی شہرت چالبازی اور پالیٹکس میں ہوچکی ہے۔ اور جو لوگوں سے اپنا کام نکالنے اور روپیہ کمانے میں یدطولیٰ رکھتا ہے۔ اسکی حقیقی اور اصلی تاریخ زندگی کا مطالعہ صاف بتادیگا۔ کہ وہ روزانہ ہزاروں ہی جھوٹ گھڑا کرتا اور دوسروں کو نقصان پہنچا کر اپنا نفع کیا کرتا ہے۔

لیکن پاک سیرت نیکدل اور سچا ایماندار آدمی اپنی محنت و مشقت کے بالکل مساوی روپیہ پیدا کرنے سے بھی عاجز ہوا کرتا ہے۔ اور یہ بھی اسوقت جبکہ وہ بڑا ہی تیز طبع اور ذہین ہو ورنہ اسکی آدھی محنت سے زیادہ چالبازوں اور پولٹیکل چالیں چلنے والوں کی دستبرد میں چلی جاتی ہے مگر ایسا نیک آدمی عام لوگوں کے محاورہ میں سادہ لوح۔ احمق۔ جاہل۔ اور بیوقوف کہلاتا ہے۔

جوزفین بھی میری گیوٹی ہی کی طرح سمجھدار اور تیز فہم عورت تھی بلکہ ممکن ہے کہ وہ سمجھداری میں میری سے بڑھکر رہی ہو لیکن فرق یہ تھا۔ کہ میری منافقہ اور بدباطن تھی۔ اور جوزفین نیکدل اور پاک باطن۔ اسلئے میری تو تجربہ کار پالیٹیشن مانی گئی۔ اور جوزفین احمق و جاہل۔ اور چالباز میری کو احمق جوزفین پر فتح مل گئی۔ اور خاص اس وجہ سے اور بہی وہ مظفر و منصور ہوئی کہ امیر نعیم بھی پاک طینت اور نیکمزاج شخص تھا۔ پھر جھوٹ طمع سازوں کا بندہ چل گیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میری گیوٹی امیر نعیم کی دلبستگی کا ذریعہ بن چکی تھی۔ یہ دونوں ایک ساتھ ہوا خوری کو جایا کرتے ہوٹل میں گھنٹوں ہم رہتے۔ اور آخر ایک دن شام کو جبکہ میری امیر نعیم کے ساتھ دست در بغل سیرگاہ میں گلگشت کر رہی تھی۔ اتفاقاً وہیں جوزفین بھی ایک بنچ پر بیٹھی نظر آ گئی۔ بیچاری جوزفین تنہا غم و غصہ میں ڈوبی ہوئی اپنا سر ہاتھوں سے پکڑے خاموش بیٹھی تھی۔ نعیم نے اسکو دیکھا تو جوش انتقام کا شیطان اسے انگلی دکھانے لگا۔ اور وہ سمجھا کہ بس جوزفین کو جلا کر خاک کر دینے کا یہی موقعہ ہے اس نے میری سے کہا۔ آؤ ذرا یہاں بیٹھکر آرام کریں۔ یہ کہکر ایک اور بنچ پر جوزفین کے روبرو دونوں بیٹھ گئے۔ میری نے نعیم کے بازو پر تکیہ لگا لیا۔ اور دونوں بے پروائی کے ساتھ سرگرم اختلاط ہو گئے جوزفین کی نظر اٹھی اور اس نے یہ منظر دیکھا۔ تو فرط رنج و قلق سے سن ہو کر اپنی بنچ پر لیٹ گئی۔ ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے۔ اور دل بیٹھ گیا۔ مگر وہ بہت جلد پھر سنبھلی اور دل مضبوط کر کے اپنی جگہ سے اٹھی۔ اس نے پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ کہ کیا ہوتا ہے اور اپنے قیام گاہ کو چلی گئی۔

میری گیوٹی اسوقت نہایت پریشان و ہراسان تھی۔ اسے ڈر تھا کہ جوزفین ایسے کاری وار سے بیتاب و دیوانی ہو کر ضرور اس پر حملہ کر بیٹھے گی۔ اور اسے مارے پیٹے یا لعنت ملامت کریگی۔ ورنہ امیر نعیم ہی کو جتا کر بتا کر میری کی اصلی حالت اس پر ظاہر کر دیگی جس سے جھوٹی چکنیوں اور جعلسازیوں کی قلعی کھل جائیگی۔ مگر نیکدل جوزفین شر و فساد کی آدمی ہی نہ تھی۔ اس سے ایسی حرکت سرزد ہونا محال تھا۔ چنانچہ اسکے چلے جانے کے بعد میری گیوٹی نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اور اسکے بعد پھر اسے یہ خوف بھی نہیں رہ گیا۔ کہ جوزفین اسکو امیر نعیم کے ساتھ دیکھکر کوئی بدسلوکی کریگی۔

لیکن جوزفین کے چلے جانے سے امیر نعیم کی کچھ بھی تسلی نہ ہوئی۔ اسکو یہ انتقام نہایت مزیدار معلوم ہوا تھا۔ لہذا اس نے میری گیوٹی سے باصرار کہا۔ کہ ایطالین ہوٹل کو اس کے ساتھ چلے۔ جہاں جوزفین رہتی ہے۔ اور دونوں وہاں اس سے ملیں۔ اور جوزفین نعیم کو میری گیوٹی کے ساتھ پاکر غم و غصہ کی آگ میں جل بھن جائے۔ میری نے چار و ناچار امیر نعیم کی یہ تجویز منظور تو کر لی۔ مگر اس کے دل پر جوزفین کے بگڑ جانے اور جوش میں آ کر حملہ کر بیٹھنے کا خوف سمایا تھا۔ تاہم اس نے ارادہ کر لیا کہ اگر ایسا ہو تو وہ بھی پوری طاقت کے ساتھ جوزفین کا مقابلہ کریگی۔

۹ بجے شب کو جوزفین رات کا کھانا کھانے کے بعد ہوٹل کے ملاقاتی ہال میں بیٹھی۔ ایک دریچہ کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ٹھنڈی اور خوشگوار ہوا کا لطف اٹھاتی تھی۔ کہ یکایک امیر نعیم اور میری گیبوڈی کی نئی جوڑی باہم ہنسی مذاق اور چھیڑ چھاڑ کرتی ہوئی ہال کے اندر داخل ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نعیم و میری سراپا محبت کے پتلے اور ایک دوسرے کے بحر عشق میں غرق ہو رہے ہیں۔ یہ دونوں جوزفین کے پاس دریچہ میں چلے گئے اور کرسیاں لیکر وہیں بیٹھ کے اختلاط کرنے لگے۔ جوزفین کا رُخ اسوقت باہر کیطرف تھا۔ وہ اپنے قریب ہنسی اور قہقہہ کی صدا سُنکر پھری۔ تو یہ تماشہ نظر آیا۔ دیکھنا تھا کہ اسکے دل پر ایک کاری تیر سا لگا اور وہ بالکل بیہوش ہو کر زمین پر گر گئی۔ جوزفین کو گرتے دیکھکر امیر نعیم نے اسے سنبھالا اور اسکو اسکے کمرہ میں اٹھا لے گیا۔ جہاں ہوٹل کے منیجر کو بلوا کر جوزفین کو ہوش میں لانے کی ہدایت کی۔ اور کچھ روح کو تازہ کرنے والی دوائیں منگا کر اسے دیں۔ جن سے جوزفین کو پھر ہوش آ گیا۔ جوزفین نے ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں اور آتش غم سے سوختہ دل سے نعیم کیطرف دیکھکر نہایت پست آواز میں کہا۔

نعیم! میں تمہاری شکر گذار ہوں۔

نعیم ۔ مینے کچھ تمہاری خاطر سے یہ کام نہیں کیا۔ یہ تو مردی کا فرض تھا۔ تمہارے شکریہ کی کچھ حاجت نہیں۔ تم اس سے معاف رکھو۔

جوزفین ۔ نہیں۔ نہیں تمہارے سلوک کا تو شکریہ نہیں ادا کرتی۔ کیونکہ تمہاری بے انتہا خوبیوں کے دیکھتے ہوئے یہ ایک محض بے حقیقت کام ہے۔ میں تمہارے انتقام لینے کا شکریہ ادا کر رہی ہوں۔ جو انسانی ایجاد کردہ انتقاموں میں سب سے بڑا انتقام ہے۔ لیکن آخر تم مجھے یہ کس گناہ کی سزا دے رہے ہو۔

نعیم ۔ (جھنجھلا کر) عورت! چُپ رہ۔ میں تجھ کو پہچانتا بھی نہیں۔ تو یہ کیا کہتی ہے۔ اور کس سے ؟

جوزفین ۔ (شدت الم سے چیخ کر) آہ۔ آہ! کیا دنیا میں رحم کا وجود ہی نہیں رہا۔ ہائے مینے جو مصیبت اٹھائی ہے۔ کس نے اٹھائی ہوگی۔ اور یہ کہکر دیوار کیطرف منہ کئے ہوئے کروٹ پر گر رہی۔ اور پھر بیہوش ہو گئی۔

اب امیر نعیم سے بھی ضبط نہ ہو سکا۔ اور اسکی آنکھ سے آنسو روان ہو گئے۔ وہ بے قابو ہو کر رونے لگا۔ میری گیبوڈی پاس ہی کھڑی ہوئی اس دردناک منظر کو دیکھ رہی تھی۔ اور خوف و ہراس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سے اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ جوز فین کی بیہوشی اور اسکی پشت پھیرنے کو غنیمت جان کر اس نے امیر نعیم کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور آہستہ سے اسکے کان میں کہا۔

اب اس کو یونہی پڑا رہنے دو۔ میں اس پر ترس کھاتی اور اس کی حالت نہیں دیکھ سکتی ہوں۔

امیر نعیم میری کے ساتھ ملاقاتی ہال میں چلا آیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ہوٹل کے ملازم سے جوزفین کی کیفیت وخیریت دریافت کی۔ جواب میں معلوم ہوا کہ وہ سو رہی ہے۔ اور میری گیوٹی نے امیر نعیم سے اپنے ہوٹل کو چلنے کا اصرار کیا۔ تاکہ وہ ایطالین ہوٹل میں ٹھہرنے سے رنجیدہ خاطر نہ رہے۔ چنانچہ یہ دونوں چلے گئے۔

اس مصیبت ناک واقعہ کی رات ختم ہوگئی۔ اور دوسری صبح ہوتے ہی امیر نعیم تھوڑی سی نیند یا غفلت کے بعد کبیدہ خاطر اور سخت دل شکستہ بیدار ہوا۔ اسے جوزفین پر نہایت ترس اور مہربانی محسوس ہو رہی تھی۔ چنانچہ حاضری کھاتے ہی وہ میری گیوٹی کو اطلاع کئے بغیر اکیلا ایطالین ہوٹل کو گیا۔ اور وہاں جاکر جوزفین کی نسبت دریافت کیا۔ ہوٹل کے منیجر نے کہا۔ کہ وہ تو آج صبح ہی کو ہوٹل چھوڑ کر خبر نہیں کہاں چلی گئی ہے۔ امیر نعیم وہاں سے روانہ ہو کر تمام دوسرے ہوٹلوں میں جوزفین کی جستجو کرتا رہا۔ اور کہیں اس کا پتہ نہ پایا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بیسواں باب

کِلیدِ اسرار

یوسفِ گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور

کلبۂ احزان شود روزے گلستان غم مخور

مذکورہ بالا حوادث کے بعد دس سال گزر جاتے ہیں۔ اتنے زمانہ میں اس معزز کنبہ کے اندر کوئی ایسی نئی بات پیش نہیں آتی۔ جو قابل ذکر ہو۔

امیر عاصم شہزادی نعمت خانم کے ہاتھ آنے سے مایوس اور اسکی طرف سے قطعاً ناامید ہو چکا ہے۔ کیونکہ نعمت خانم نے عاصم کے اسکی یہ شرط مان لینے پر بھی کہ اسے اپنی عصمت کا حق محفوظ رکھنے پر اختیار ہوگا۔ اس سے شادی کرنے اور بطور زوجہ اس کے ساتھ رہنے سے انکار کر دیا۔ اس لئے عاصم نے مجبوراً دوسری جگہ شادی کر لی۔ اور اسی طرح عاصم کو اپنی بہن بہجت خانم کو امیر نعیم کی نظر میں مقبول بنانے کی ناکامی اس کا دوسری جگہ عقد کر دینے کی سبب ہوگئی۔ لیکن ان نامرادیوں سے عاصم کے دلمیں نعیم اور نعمت کی عداوت بڑھ گئی۔ اور وہ دلمیں ٹھان بیٹھا کہ جیوں جیوں اسکا موقعہ بنیگا وہ ضرور نعیم اور نعمت سے در پردہ سخت بدلے لیتا رہیگا۔ گو بظاہر وہ ان کا ہواخواہ اور دوست بنتا تھا۔ مگر اسکے دل میں کینہ عداوت جوش زن تھی۔ عاصم نے نعمت خانم کی بے رُخی اور نفرت کے باوجود ظاہر میں اس سے بہت مخلصانہ برتاؤ رکھا۔ اور اپنی نیک دلی ہی کا اس پر اظہار کیا۔

شہزادی نعمت خانم نے بھی یہ دس سال رنڈاپے ہی میں کاٹے۔ اس نے دوسرا شو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نہ کیا۔ کیونکہ اسے اصرار تھا۔ کہ اور شوہر کریگی تو اپنی عصمت کا حق اپنے ہاتھ میں رکھیگی۔ اور اس کے ماسوا اسے طلبگاروں میں کوئی پسند بھی نہ آیا۔ کیونکہ نعمت خانم بعض خاص باتیں تلاش کرتی تھی۔ اور وہ سب امور کسی میں موجود نہ ملے۔

امیر نعیم نے بھی تجرد ہی میں زندگی کاٹی۔ اس نے جوزفین کے بعد دوسرا عقد کرنے سے قطعاً انکار کر دیا۔ اور اسے اس بات کی سخت پشیمانی رہی کہ وہ جوزفین کو بدچلن اور بے وفا مان لینے کے باوجود اس سے کیوں نہ ملا۔ اور کیوں نہ خود اسکی زبان سے اسکی معذرت کی سماعت فرمائی۔ اس لئے کہ نعیم کو خیال ہوا۔ کہ جوزفین کو کسی بدمعاش نے دھوکا دیا تھا۔ اور اب وہ اپنی غلطی پر نادم اور اپنے گناہ سے تائب ہوئی یا ہو چکی تھی۔ بدیں وجہ وہ معافی اور درگزر کے قابل ہے اور نعیم نے اس کو تہ دل سے معافی دیکر اسکی بہت کچھ جستجو بھی کی مگر وہ نہ ملنا تھا نہ ملی۔

امیر نعیم اپنے وقت کا زیادہ تر حصہ شہر پیرس میں بسر کیا کرتا تھا۔ اور اب میری گیوٹے اسکی ہمدم و ہمنفس تھی۔ جس پر امیر نعیم بہت کچھ احسان اور انعام کرتا رہتا تھا۔

احمد بک نظیم بدستور امیر عاصم کی جائیداد کا منیجر اور اس کا مطیع و منقاد رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عاصم نے اسکو نکیل لگا کر قابو کر رکھا ہے۔ اور وہ شہزادی نعمت خانم کی ناراضی اور عداوت کے باوجود اسکی جائیداد کے کاروبار بھی دیکھتا رہتا تھا۔ کیونکہ اس کو اس گھرانے سے خالص محبت تھی۔ اور اس سے ان لوگوں کا نقصان دیکھا نہیں جاتا تھا۔

اور سنتورلی اور امیر عاصم کو جب معلوم ہوا۔ کہ پولیس والوں نے نعمت خانم کے محل میں جوزفین کی لاش نہیں پائی ہے۔ تو پہلے وہ سخت حیران ہوئے۔ اور اس بارہ میں بہت کچھ سوچتے رہے مگر انکی سمجھ نے اس سے زیادہ کام نہ دیا کہ شاید سنتورلی نے زہر کی پچکاری لگانے میں کچھ غلطی کی اور جوزفین زندہ بچ رہی۔ پھر جسوقت نعمت خانم کو جوزفین کا اپنے یہاں موجود ہونا معلوم ہوا۔ اس نے بدیں خیال کہ اب اس عورت کا مصر میں رکھنا نعیم کی کمال ذلت۔ بدنامی کا موجب ہے جوزفین کو یورپ روانہ کر دیا۔ ....

ان واقعات کے دس سال بعد امیر نعیم کو تپ محرقہ عارض ہوئی۔ اور اسے اس زور کا بخار آیا۔ کہ بالکل بیہوش ہو کر زبان بکنے لگی اور سرسامی کیفیت طاری ہوئی۔ اور اسکے علاج

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے لئے بڑے بڑے ڈاکٹر طلب کئے گئے۔ ان ڈاکٹروں میں ڈاکٹر الیف سب کے سرآمد تھے اور بھی بیشتر اوقات امیر نعیم کی دیکھ بھال اور علاج کی تدبیریں کیا کرتے۔ ڈاکٹر الیف نے قاہرہ کے ایک یورپین اسپتال سے "سارہ ماری" نامی ایک نرس کو لاکر امیر نعیم کی تیمارداری پر مامور کیا تھا اور اس نرس نے بیمار کی بڑی عمدہ خدمت انجام دی۔ وہ دم بھر کو بھی مریض کے پاس سے جُدا نہ ہوتی تھی۔ امیر نعیم کا بخار کچھ کم ہوتا۔ اور وہ ذرا آنکھیں کھولتا۔ تو نرس کو دیکھکر کہا کرتا۔ جوزفین! جوزفین!! تم یہاں کب سے آئی ہو۔ کیوں آئی ہو۔ تم سے کسنے کہا کہ میں بیمار ہوں۔ جوزفین! کیا تم نے توبہ کر لی! جوزفین! کیا تم مجھ سے بدستور محبت رکھتی ہو؟ جوزفین! کیا تم نے میری سابقہ بے اعتنائی کو معاف کر دیا ہے؟ جوزفین! کیا تم ہی میری خدمت کر رہی ہو؟ یہ کیوں؟ غرضکہ وہ اسی قسم کی باتیں کیا کرتا۔ لیکن سارہ ماری اسے کچھ بھی جواب نہ دیتی۔ خصوصاً اسوجہ سے اور نہ بولتی۔ کہ نعیم بیماری کی حالت میں ہذیان میں آکر جوچاہتا بکتا تھا۔ ڈاکٹر الیف بھی نعیم کی یہ باتیں سُن لیتا۔ اور انکو ہذیان ہی تصور کرتا۔ ایکبار اس نے نعمت خانم نعیم کی بہن سے دریافت بھی کیا۔ کہ نعیم ہذیان میں جوزفین کا نام کیوں لیتا ہے۔ تو نعمت خانم نے کچھ یونہی مختصر سا قصہ سناکر اسے مطمئن کر دیا۔

لیکن امیر نعیم کو ہوش نہ تھا۔ یا وہ ہذیان میں مبتلا تھا۔ تو ہوا کرے۔ عقل و دماغ کی طرح اس کے قلب کی تو حالت خراب نہ تھی۔ اس کے دل نے جوزفین کو یاد رکھا۔ اور گو اسوقت جوزفین سیاہ پوش راہبہ نرس کے لباس میں مستتر تھی۔ اور آنکھوں پر سیاہ عینک لگاکر انہیں بھی چھپا دیا تھا تاہم نعیم اسکو پہچاننے سے غافل نہ رہا۔

کیونکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ جب جوزفین امیر نعیم کو اپنے حال پر مہربان بنانے سے قطعاً مایوس ہوگئی تو اس نے پیرس کے ایک کنیسہ میں داخل ہوکر تیمارداری کا فن تحصیل کیا۔ اور وہاں کی منتظمہ کے وسیلہ سے قاہرہ کے کسی شفاخانہ میں مقرر کئے جانے کی درخواست کی۔ چنانچہ وہ اس مدعا میں کامیاب ہوگئی۔ اور اس طرح وقتاً فوقتاً امیر نعیم کی خبر معلوم کرتی رہی۔ اتفاق سے ڈاکٹر الیف امیر نعیم کا معالج اس شفاخانہ میں بھی خاص امراض کا علاج کرنے ایک گھنٹہ کے لئے روزانہ جایا کرتا تھا۔ جہاں جوزفین مامور تھی۔ اور اس نے نرسوں کے سامنے امیر نعیم کے تپ محرقہ کا حال بیان کیا۔ جسکو سنکر جوزفین کا دل بیچین ہوگیا۔ مگر اُس نے اپنی بیقراری کو پوشیدہ رکھکر کسی موقعہ سے ڈاکٹر سے یہ درخواست کی کہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وہ امیر نعیم کے عزیزوں کو ایک نرس کی خدمات حاصل کرنے پر آمادہ بنائے۔ اور اسکو امیر کی تیمارداری پر لگاوے۔ ڈاکٹر نے اس خیال سے کہ سارہ ماری اس خدمت سے بیش قرار انعام اور اجرت کی آرزومند ہے یہ درخواست منظور کرلی۔ کیونکہ وہ جوزفین کی لیاقت اور کارگذاری سے پہلے ہی بہت خوش تھا۔

خدا نے اپنا فضل کیا اور امیر نعیم کو بخار کے سرسام سے نجات مل گئی۔ بخار ٹوٹ گیا اور وہ تندرست ہوگیا۔ اسکو تندرستی حاصل ہوتے ہی جوزفین بھی واپس چلی گئی۔ اور امیر نعیم کو اسکی کچھ بھولی بھولی سی یاد باقی رہی جسکو وہ وہم اور بخار کی بیہوشی کا ایک خیال تصور کرکے زیادہ درپے تفتیش نہوا۔ نہ اسکی طرف مزید توجہ کی۔

مرض کے بالکل زائل ہوجانے پر ڈاکٹر نے امیر نعیم کو ہر روز ایک گھنٹہ گاڑی پر ہواخوری کرنے کی ہدایت کی۔ اور حکم دیا کہ خشک اور صاف ہوا میں وہ سیر کیا کرے۔ چنانچہ ایکدن عصر کے وقت موسم بہار میں امیر نعیم گاڑی پر سوار اس سڑک پر جارہا تھا۔ جو عباسیہ سے قبہ عامرہ تک گئی ہے۔ گاڑی شاہانہ تزک سے آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ امیر نے دیکھا کہ اسکے داہنے جانب سڑک پر ایک جوان بھی خراماں خراماں جاتا ہے۔ اور وہ جوان جو ابھی بالکل عنفوان شباب میں ہے اپنی آنکھوں کو بار بار مل کر آنسو پونچھتا جاتا ہے۔ ابھی اس نے آنکھیں پونچھی ہی ہیں۔ کہ پھر ان میں آنسو بھر آئے! اور وہ دوبارہ انکو خشک کرنے لگا۔ پیدل آدمی اور گاڑی کی چال کہاں برابر رہ سکتی تھی۔ آخر وہ کچھ دیر میں گاڑی سے پچھڑ گیا۔ کیونکہ وہ آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ اس نوجوان کے منظر نے امیر نعیم کے دل پر نہایت گہرا اثر ڈالا۔ اس نے کوچبان کو گاڑی روک لینے کا حکم دیا۔ اور چند ہی منٹ میں وہ جوان پھر گاڑی کے برابر ہوگیا۔ امیر نے دیکھا کہ ہنوز اس کے آنسو رواں ہیں۔ نعیم کا دل بھر آیا۔ اور اس سے صبر نہ ہوسکا۔ اس نے آواز دیکر کہا۔ جوان صاحب اور نوجوان اسکی طرف بغور دیکھنے لگا۔

کیا آپ پسند کرینگے۔ کہ میرے پہلو میں گاڑی پر بیٹھکر سیر کریں۔ ہم تھوڑی دیر باتیں کرکے وقت گذاری اور دل بہلانے کا شغل کرینگے؟ امیر نعیم نے نوجوان سے کہا۔ اور نوجوان جو ہنوز امیر نعیم کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ ابتک ... آدابی ... پھر ...

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جناب والا! آپ کے کرم کا شکریہ۔ یہ عاجز سیر کرنے نہیں آیا ہے۔ بلکہ اس کا مدعا دنیا کے غل و شور سے الگ ہو کر ایک گھڑی تنہائی میں بسر کرنا ہے۔

امیر نعیم ۔ (نوجوان کا راز معلوم کرنے کی مزید خواہش محسوس کر کے) مگر بھائی صاحب! تنہائی میں آپکا رنج اور بڑھیگا۔ آپ اس سے بچیں۔ اور گو اسوقت آپکا کیسا ہی دل چاہتا ہو۔ کہ خلوت گزینی کیجئے۔ یا اس تنہائی کا آپ پر کوئی ہی اثر کیوں نہو۔ مگر میں امید وار ہوں کہ فی الحال اپنی خواہش کے خلاف میری درخواست منظور کر لیجئے۔ کیا بتاؤں کہ آج مجھے غم و الم کے مارے ہوؤں سے باتیں کرنے کا کتنا شوق ہو رہا ہے۔ میں خود غمزدہ ہوں اور چاہتا ہوں کہ کوئی رفیق مل جاوے تو اس کے ساتھ شریک غم و الم ہوں۔

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں

تو ہائے دل پکار۔ میں چلاؤں ہائے دل

نوجوان کو محسوس ہوا کہ ایک عنایت غیبی کے ہاتھ نے اسے اٹھا کر گاڑی پر امیر کے پہلو میں بٹھا دیا اور امیر کو یہ معلوم ہوا کہ اس کے جگر کا ایک جدا شدہ ٹکڑہ پھر اسمیں واپس آملا۔ یہ نوجوان نہایت شکیل اور گھبرو تھا چہرہ سے بشاشت عیاں تھی۔ آنکھیں ذہانت اور کشادگی سینہ نیک دلی کی شہادت دے رہی تھیں۔ وہ اگرچہ بالکل سادہ لباس پہنے تھا۔ مگر نہایت باوضع اور خوش قطع۔ اور اس کے گاڑی پر آ بیٹھنے کے بعد امیر نے اس سے کہا۔

عزیز من! کیا مجھے اجازت نہ دوگے کہ تمہارے رونے کا سبب دریافت کروں؟

نوجوان ۔ (جو امیر کیطرف ٹکٹکی لگائے ہی دیکھتا آتا تھا۔ کچھ لجا کر) جناب عالی! اگرچہ میرے رونے کا سبب کوئی عیبناک راز نہیں۔ تاہم یہ عجب بات ہے کہ ہر شخص اسکو پوشیدہ ہی رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

امیر نعیم ۔ لیکن اگر کوئی عیب کی بات نہیں۔ تو انسان اسے کیوں چھپاتا ہے؟

نوجوان ۔ (کسی قدر تبسم کر کے) اس لئے کہ اس کا معاملہ نہایت گہرا اور پوشیدہ ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

امیر نعیم۔ (معاملہ کو فوراً تاڑ کر قہقہہ لگا کے) قہ۔ قہ۔ تو عزیز من! آپ کے گریہ کا سبب محبت کے سوا اور کچھ نہیں۔

نوجوان (قدرے شرما کر) ہاں جناب!

امیر نعیم۔ تو کیا مجھے اس محبت کا کچھ حال دریافت کرنے کی اجازت ہے؟ شاید میں اس بارہ میں طویل تجربہ کی وجہ سے کوئی رائے دے سکوں۔ کیونکہ مینے بھی اپنی عمر میں بہت کچھ محبت کی ہے۔

نوجوان۔ (حیرت زدہ ہو کر) آپ نے بہت کچھ محبت کی ہے؟

امیر نعیم۔ جس نے محبت نہیں کی وہ بھی پتھر ہے۔ انسان کیسا؟

نوجوان۔ (جسکا دل اس تمہید سے کہکر باتیں کرنے پر قوی ہو گیا تھا) جناب عالی! اب تو میں یقین کرتا ہوں کہ آپ میری فریاد رسی کرینگے۔ اور میں اپنا قصہ عرض کئے دیتا ہوں۔

امیر نعیم۔ (بات کاٹکر) اگر میرے امکان میں ہوا کہ تمکو فائدہ پہنچا سکوں تو اس کے لئے کسی قسم کی کمی نہ کرونگا۔ تم یقین رکھو کہ میں تم سے دریغ نہیں کرنے کا۔ مطمئن رہو۔ اور جو کچھ چاہو کہو۔

نوجوان۔ تو اجازت عطا کیجئے کہ میں پوری آزادی سے عرض کروں۔

امیر نعیم۔ ہاں تم آزادی ہی سے باتیں کرو۔ اگر تمہیں دل کی بیماری ہے اور مجھکو اپنا طبیب بنانے کے خواہاں ہو۔ تو صاف کہنا ضروری ہے۔

نوجوان۔ (ایک ٹھنڈی سانس لیکر) آہ میں ایک مسیحی گرجہ میں جو یتامی کا مدرسہ تھا۔ پرورش کیا گیا۔ وہاں میں چند علوم کے ساتھ درزی کا کام سیکھتا تھا! اور اپنی اس تھوڑی سی عمر کا بیشتر حصہ مینے نہایت خوشدلی سے بسر کیا۔ نہ کوئی غم تھا اور نہ فکر۔ مگر ہاں پچھلے تین سال سے میری یہ حالت ہو گئی۔ کہ ہر وقت رنجیدہ اور دل شکستہ رہا کرتا! اور اسی انتظار میں وقت گذارتا۔ کہ کسی طرح اتوار کا دن آئے۔ اس لئے کہ میں اتوار کو گرجا میں زنانہ یتیموں کے مدرسہ عاذرہ کی لڑکیوں میں ایک۔ نوجوان نازنین کو دیکھکر دل سے دے بیٹھا تھا۔ مینے اس سے کئی مرتبہ گفتگو بھی کی اور پوشیدہ طور پر اس سے ملتا رہا۔ انہیں خفیہ ملاقاتوں میں مینے اپنی سچی محبت کی نشانیاں اس پر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عیاں کیں۔ اور یہ معلوم کرلیا۔ کہ اس کے دلمیں بھی میری جگہ ہے۔ اور میرا عشق اس پر بھی اثر کر گیا ہے مگر جونہی ہم دونوں نے ایک دوسرے کیخیالات معلوم کرکے باہمی طور پر پختہ اور ابدی محبت کے عہد و پیمان کیئے۔ اسی وقت وہ مِس کینیہ آنے سے بند ہوگئی۔ مینے اسکی جستجو کی اور معلوم ہوا کہ وہ کسی یورپین کے یہاں اس کے بچونکی استانی ہوکر چلی گئی ہے۔ اب میں نے ارادہ کرلیا کہ مدرسہ سے نکل جاؤنگا۔ خواہ پرنسپل خاتون اس بات سے خوش ہو یا ناخوش۔ مختصر یہ کہ مینے مدرسہ کو خیرباد کہا اور اپنی محبوبہ کو ڈھونڈ نکالا۔ معلوم ہوا کہ وہ مسٹر ایم۔ جے ٹیلر ماسٹر اور تاجر لباس کے گھر میں ہے اور اسکے بچوں کو پڑھاتی ہے۔ اس حسن اتفاق سے میں بے حد خوش ہوا۔ اسی وقت اس تاجر کی دکان پر پہنچا۔ اور ملازمت کی خواہش کی۔ امتحان لیکر اس نے مجھے رکھ لیا۔ اور ایک ڈالر یومیہ اُجرت مقرر کی۔ اب مینے مسٹر ایم۔ جے سے محبت بڑھالی اور انکے بعض کام بلا اُجرت کردینے کا سلسلہ شروع کیا۔ جس سے وہ مجھ پر اعتبار کرکے بعض خانگی کاموں کو بھی مجھ سے کہنے لگا۔ اور میرا اسکے گھر آنا جانا ہوگیا۔ وہاں میں اپنی پیاری سے ملا اور وہ مجھے دیکھکر حیران رہ گئی۔ اسکو یہ معلوم ہوا کہ میں نے اسی کیخاطر مدرسہ چھوڑا اور اس سے ملنے کا یہ ڈھنگ نکالا ہے۔ تو وہ بڑی مہربان ہوگئی۔ اور اب ہمنے عہد محبت کی نئے سرے سے تجدید کرلی۔ میں وقتاً فوقتاً اس سے ملتا رہا۔ اور اسکے موقعے ڈھونڈا کرتا تھا۔ آخرکار ہماری یہ صلاح ہوگئی۔ اور باہم قرار پاگیا۔ کہ اپنی اپنی آمدنی سے کچھ پس انداز کرکے اتنا سرمایہ بہم کرلیں جس سے ایک مختصر سا گھر لیکر اسمیں رہ سکیں تو باقاعدہ نکاح کرلینگے۔ اور اکٹھا رہینگے۔ مگر افسوس گردونِ دُوں ہماری اس مسرت کو مٹانے کے درپے ہوا۔ اور کسی طرح میرے اور میری محبوبہ دونوں کے آقا مسٹر ایم۔ جے کو اس واقعہ کی سُن گُن ملگئی۔ اسے یہ بات سخت ناگوار گزری کہ میری محبوبہ اس کے بچونکی تعلیم سے الگ ہوجائیگی۔ چنانچہ آج صبح اس نے مجھکو جواب دیدیا اور قطعاً منع کردیا۔ کہ اسکے گھر کیطرف ہوکر نہ نکلوں۔ اس غریب مِس کو بھی گھر سے نکلنے کی ممانعت کردی۔ اور پہرے بٹھا دیئے کہ وہ مجھ سے نہ ملنے پائے۔ جناب والا! غور فرمائیے۔ کہ اس شخص کی خودغرضی کی کوئی حد بھی ہے۔ اس کج خُلق نے ہم دو محبت کے دام میں صید نوگرفتار کی قربانی اپنے فائدہ کے لئے جائز رکھی ہے۔ اور ہم پر یہ ناواجب سختی کی ہے۔ اس لئے میں سرگردان پھرتا ہوں اور اپنی بدقسمتی پر آنسو بہا رہا ہوں۔ آپ ہی فرمائیے کہ مسٹر ایم۔ جے کو مِس پر زور ڈالنے اور اسے پل

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

قید کر لینے کا کیا حق ہے ؟

امیر النعیم - کچھ بھی نہیں - مسٹر ایم - جے کو اس کا کچھ حق نہیں - جس کو اگر روک سکتے ہیں تو اسکے والدین - اور کسی کو کیا اختیار ہے -

نوجوان - مگر جناب ! وہ بھی میری ہی ایسی ہے - اس کے نہ باپ ہے نہ ماں -

امیر - (حیرت سے) یہ کیا ؟ کیا تمہارے والدین نہیں ؟

نوجوان - نہیں جناب - میں نہیں جانتا کہ میرے والدین کون تھے -

امیر - تو تم ساری عمر مدرسہ ہی میں پرورش پاتے رہے -

نوجوان - یہ بھی نہیں ہوا - مجھے کچھ خواب کیطرح یاد ہے - کہ بچپن میں میری رہائش ایک کسان کے گھر میں تھی - پھر اچھی طرح یاد آتا ہے - کہ ایک زمانہ تک جسکی مقدار معلوم نہیں ایک بڑے شاندار اور معزز گھر میں پرورش پائی - وہاں میری بڑی نازبرداریاں ہوتی تھیں - اور وہ ایام میری بچپن کی سنایاں تر یادگار ہیں - کیونکہ میں وہاں بڑے آرام میں تھا -

امیر النعیم - (چونکتا ہو کر اور اپنی نشست درست کر کے) کیا اس گھر کے لوگوں کو تم بھول گئے ہو ؟

نوجوان - نہیں جناب ! مجھے یاد ہے - کہ ایک بڑی اچھی بی بی تھیں - جن کو میں اماں جوزفین کہتا تھا ....

امیر النعیم - (اور شوق سے متوجہ ہو کر) اور یہ بھی یاد ہے کہ ابا کسکو کہتے تھے ؟

نوجوان - (امیر کو غور سے دیکھتے ہوئے) جناب ! یاد آتا ہے کہ وہ ایک صاحب بالکل آپ جیسے تھے - اور نوکر چاکر انہیں امیر کہا کرتے تھے -

امیر - جان پدر ! اور تمہارا کیا نام ہے ؟

نوجوان - مجھے لوگ یوسف کہتے تھے - پھر جب میں مدرسہ میں داخل کیا گیا تو وہاں عفیف کا لفظ اور اضافہ ہوا - اور اب یوسف عفیف کہلاتا ہوں -

امیر النعیم - کیا تم اجازت دو گے کہ تم سے ایک اور سوال کروں - بتاؤ تو کہ آیا تمہاری پشت پر کوئی خاص نشان بھی ہے ؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نوجوان - ہاں جناب! میری پشت پر ہلال کا نشان ہے -

شہزادہ نعیم جو نوجوان کے گلے میں باہیں ڈالے تہا اس کا بوسہ لیکر - تم یوسف ہو تم یوسف ہو - میرے گم گشتہ یوسف قسمت نے پھر تمہیں میرے پاس بہیجدیا - بس اب مجہہ سے جدا ہونا - میری کوئی اولاد نہیں - تم میرے بیٹے ہو - پہلے تو مجھے تمہاری جدائی کا کوئی ایسا صدمہ نہیں ہوا تہا مگر اب کہ تمہیں ایک شریف - نیکدل - خوشمزاج اور عالی منش جوان پایا ہے - تمہاری جدائی برداشت نہیں کرسکتا - تم میرے ساتہہ رہو تو میرے غمگین والم زدہ دلکی تسلی ہو - رہی تمہاری محبوبہ وہ تمکو مل جائیگی - اور اسکی بابت ہم بعد میں فیصلہ کرینگے - اسوقت تم پہلے یہ کام کرو کہ مجھے اپنے اس کنیسہ میں پہنچنے کا حال سناؤ -

یوسف - (کیونکہ اب نوجوان کو اسی نام سے یاد کرینگے) مجھے اتنا یاد ہے کہ بی بی جوزفین مجھ کو ساتہہ لیکر ایک ایطالی عورت کے ہاں گئی تہیں - اور اس عورت نے ہماری بڑی خاطر مدارات کی ہم اسی کے گھر میں تہے - کہ ہمپر نیند غالب ہوئی - میں سوگیا - اور دوسرے دن صبحکو آنکہہ کھلی تو اپنے تئیں کنیسہ میں پایا - رونے اور شور مچانے لگا - اور مینے کہا کہ میری ماں جوزفین کہاں ہیں - کنیسہ کی افسرن نے مجھ سے کہا - کہ جوزفین تیری ماں نہیں تہی - پھر وہ مجھے پھسلانے لگی - اور کچھ ایسی مہربانی سے پیش آئی کہ میں اسکی بات کو مان گیا - کیونکہ مجھے بہی معلوم تہا - کہ بی بی جوزفین میری حقیقی ماں نہیں تہیں - اور دوہی دن میں میرا دل کنیسہ میں لگ گیا -

امیر نعیم - اور اس کے بعد تمکو جوزفین کا کچھ حال نہیں معلوم ہوا؟

یوسف - بالکل نہیں! اور نہ مجھے یہی خیال آیا کہ آپ لوگوں کو تلاش کروں کیونکہ میں سمجھا کہ خود آپنے ہی مجھے کنیسہ میں بہیجا ہے - اور اپنے سر سے بلا ٹالی ہے -

امیر نعیم - ہرگز نہیں! تمہارا یہ گمان غلط ہے - حق یہ ہے کہ جوزفین ہی کے معاملے نے مجھے تمہاری جستجو اور پرسش سے بہی غافل بنادیا -

یوسف - (بات کاٹکر) اور جناب! جوزفین کا کیا معاملہ تہا؟

امیر نعیم - (کبیدہ خاطر ہوکر) اسوقت یہ ذکر نہ چھیڑو - تمہیں سب حال خود ہی معلوم ہوجائیگا اس کا معاملہ بڑا رنج دہ ہے - مینے تم دونوں کو ایک ہی دن گم پایا - اور پھر...... خیر اس ذکر کو جانے دو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آؤ اب قصر کو واپس چلیں۔ زمانہ ہمارے سامنے ہے۔ اور ہم سب باتوں کی تحقیق کر ہی لینگے۔ پھر جو چاہیں گے کرینگے
پیارے یوسف! اب تم میرے مطیع رہو۔ خدا نے چاہا تو اسمیں خوش رہوگے۔

یوسف جناب والا! میں آپ کے زیر فرمان کیونکر نہونگا۔ آپ تو میرے دلی نعمت اور آقا ہیں۔

امیر لغیم۔ پہلا کام تمہارے ذمہ یہ ہے۔ کہ کل اس کنیسہ میں جاؤ۔ جہاں تم نے پرورش پائی اور اپنے وہاں داخل کئے جانے کی حکایت کو تحقیق کے ساتھہ معلوم کرو۔ ان لوگوں کے نام و نشان کا پتہ لگاؤ جنہوں نے تمہیں وہاں داخل کیا۔ اور پھر مجھکو خبر دو۔ دیکھو کوئی بات باقی نہ رہے۔ جو کچھ ان عورتوں کی افسر کو معلوم ہے۔ وہ سب دریافت کر لینا۔ مجھے ان باتوں کی آگاہی ضروری ہے۔ کیونکہ تمہارا راز ہی جوزفین کے راز کی کلید ہے۔ اور تمہارے لئے میں یہ کام کرونگا۔ کہ جب تم وہاں سے مفصل رپورٹ لیکر واپس آؤگے۔ تو اپنی محبوبہ کو میرے قصر میں موجود پاؤگے۔ اور وہ تمہاری منتظر ہوگی ہاں اس کا نام کیا ہے؟

یوسف۔ میری مبارکہ۔

امیر لغیم۔ اور اس کے موجودہ آقا کا نام ہے۔ مسٹر ایم۔ جے یہی نہ؟

یوسف۔ جی ہاں۔ درست ہے۔

امیر لغیم۔ میں اسکو جانتا ہوں۔

اور اتنے ہی میں گاڑی ان دونوں کو لئے ہوئے محل میں داخل ہوگئی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اکیسواں باب (۲۱)

کہ کرد کہ نیافت؟

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت
دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست؟

جسوقت امیر نعیم تپ محرقہ کی شدت سے بیچین اور بستر بیماری پر پڑا تڑپتا تہا۔ امیر عاصم اور سنتورلی عاصم ہی کے قصر میں ایک کمرہ کے اندر خلوت کرکے کچھہ اہم گفتگو کر رہے تہے۔ وہ وقت بھی اسی قسم کا تہا۔ کہ معمولاً رات کو جاگنے کا حصہ اسوقت پورا ہو چکتا ہے۔ اور لوگ آرام کرنے کو بستروں پر دراز ہو جاتے یا سو رہتے ہیں۔ اور عاصم و سنتورلی کی بات چیت کا آخری حصہ حسب ذیل تہا۔

سنتورلی نے کہا! میری گیوٹی کل یہاں آگئی ہے۔ مگر مینے اب تک اسکو امیر نعیم کے قصر کو جانے سے باز رکہا ہے۔ تاکہ میں آپسے ملکر اور پورا فیصلہ کئے بغیر اسے وہاں نہ بہیجوں۔

عاصم۔ (حیرت سے) اور پچہلی ملاقات میں ہمنے کیا باتیں کی تہیں۔ کیا اسوقت بالکل فیصلہ نہیں کر لیا تہا؟

سنتورلی۔ سب باتوں کا تو فیصلہ ہرگز نہیں کیا گیا تہا۔

عاصم۔ آخر میں بہی سنوں۔ کہ وہ کونسی بات ہے۔ جو فیصلہ سے رہ گئی ہے؟

سنتورلی۔ اس نئی خدمت اور جدید کام سے میرا فائدہ اور معاوضہ طے نہیں پایا ہے۔

عاصم۔ (حیران ہوکر) تمہارا فائدہ؟ کیا یہ کافی نہیں کہ تمہاری تجیری بہن کو بصورت کامیابی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بہت بڑا فایدہ پہنچیگا۔ کیونکہ وہ امیر نعیم کی بی بی ہوجائیگی۔ اور اسکے لئے یہ بڑی بات ہے۔

سنتورلی۔ تسلیم۔ مگر مجھکو اس سے کیا ملیگا؟

عاصم۔ تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ تمہاری ایک چچیری بہن کو اتنا بڑا فایدہ مل جائے۔

سنتورلی۔ (ہنسکر مگر متانت سے) مجھے اس کے فایدے سے کوئی غرض نہیں۔ اگر مجھکو یہ طمع ہوتی۔ کہ میں اسکو امیر نعیم سے ملاکر اور اسکی طبیعت میں دخیل کرکے اسکی کمائی کا آدھا حصہ لونگا تو میں ہرگز اسے امیر کے دل پر قابو پانے اور اس سے روپیہ سمیٹنے کی کبھی تعلیم نہ دیتا۔ اسی غرض سے مینے میری گیوٹی کو خرچ دیکر اور خوب سکھاپڑھاکر پیرس روانہ کیا تھا۔ مگر اسی کے ساتھ اس مہم کی پہلی اور سب سے بڑی غرض آپکی اور آپکی ہمشیرہ کی خدمت گذاری تھی۔ میری گیوٹی آپکے فایدہ کیغرض میں تو کامیاب ہوگئی۔ اور آپکے حسب منشا اس نے یہ خدمت انجام دیدی۔ جوزفین کو امیر نعیم کے دل سے بے دخل بنادیا۔ اور امیر کو اسکی طرف سے نفرت دلادی۔ لیکن خود اپنے اور میرے نفع کی صورت نکالنے میں اسے بہت کم کامیابی ہوئی ہے۔ اس لئے کہ میری گیوٹی امیر نعیم سے کوئی قابل اعتبار چیز نہیں حاصل کرسکی۔ صرف چند زیورات اس کو امیر نے دیئے ہیں۔ کہ انکی قیمت بھی ایک ہزار پونڈ سے زیادہ نہیں۔ لہذا میرے اور میری گیوٹی کے فایدہ سے کہیں بڑھکر آپ نے نفع اٹھایا ہے۔ اور اس نئے کام میں ممکن ہے۔ کہ میری گیوٹی کو کامیابی نہو۔ تب بتایئے ہمیں کیا ملے گا؟

عاصم۔ میں تمکو اسکی کامیابی کا یقین دلاتا ہوں۔ مجھے اسی فیصدی میری گیوٹی کی کامیابی کی توقع ہے۔ کیونکہ امیر نعیم بڑا نرم دل اور نیک نفس ہے۔ بخار کی بیہوشی سے نجات پاتے ہی جب وہ میری گیوٹی کو اپنے پاس اور خدمت و تیمارداری میں مصروف دیکھے گا۔ ضرور اسکو خوش کرنے کی کوشش کریگا۔ اور اسوقت اگر میری گیوٹی پوری مہارت سے امیر کو اپنے حال پر مہربان بنالے گی تو یقیناً اس کا مدعا حاصل ہوجاویگا۔ اور جو خواہش کریگی امیر اسے مان لیگا۔

سنتورلی۔ لیکن مان لیجے کہ ہوش میں آکر امیر نعیم نے میری گیوٹی کو اپنے پاس دیکھنا پسند نہ کیا۔ تب؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عاصم ۔ یہ محال ہے ۔ کیونکہ کم از کم نعیم کو اس سے سزم حضوری تو منزور ہوگی ۔ اور پھر میں اس کے ہوش میں آتے ہی اس کو اس بات کا قایل بنا دونگا ۔ کہ خود اسی نے میری گیوٹی کو طلب کیا تھا ۔ چنانچہ اسکی بہن نعمت خانم کو پہلے ہی اس بارہ میں ہموار کر چکا ہوں ۔

سنتور لی ۔ بہت اچھا جناب ! مینے مان لیا کہ میری گیوٹی کامیاب ہو گئی ۔ مگر اس سے بڑا فایدہ تو آپ ہی کا ہے ۔ کیونکہ آپ اپنی بہن کا بدلہ امیر نعیم سے لینگے ۔ اور اسے دہوکا دے کر اس بات پر آمادہ کرینگے ۔ کہ وہ میری گیوٹی کو اپنی داشتہ عورت کے طور پر قبول کرے یا بی بی بنالے ۔ پھر یہہ مشہور کر سکینگے کہ وہ ایک نہایت کمینی آوارہ عورت اور بازاری طوائف ہے ۔ (آپ اس بات کے کہنے سے مجھ پر ناخوش نہوں ۔ کیونکہ یہ بات صرف آپ ہی کو معلوم ہے ۔ کہ میری گیوٹی میری خفیہ آشنا ہے) پھر دوسری طرف آپ امیر نعیم کی بدچلنی کا اعلان کر کے اسکی بہن نعمت خانم سے اپنی اہانت کا بدلہ لے سکینگے ۔ چنانچہ جسوقت خاندان والوں کو اس امر کا علم ہوگا ۔ وہ کسی قدر پشیمان ہونگے اور آپ انکی بدنامی پر خوشی سے بغلیں بجائینگے ۔ لیکن میری گیوٹی کو کیا ملیگا ؟ جبکہ وہ نکال باہر کیجائیگی اور کوئی اسکی بات بہی نہ پوچھیگا ۔

عاصم ۔ میری گیوٹی کو وہ مہر کی رقم ملیگی ۔ جو نکاح کے وقت قرار پا گیا ہوگا ۔

سنتور لی ۔ اور اس سے میرا کیا فایدہ ہوگا ؟

عاصم ۔ (جلکر) سنتور لی ! خدا جانے تم کیسے لالچی آدمی ہو ۔

سنتور لی ۔ جناب والا ! میں تو بالکل لالچی نہیں ہوں ۔ کام میں ہوتا ہی یہ ہے کہ کام لینے والے اور کرنے والے دونوں کے فایدے برابر یا قریب قریب ہوں ۔

عاصم ۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ محنت کے مناسب اجرت ملے ۔ مگر اس کام میں تمکو کیا محنت برداشت کرنی پڑیگی ؟

سنتور لی ۔ اور آپ کو اسمیں کیا محنت کرنی پڑیگی ؟ بہتر تو یہ ہے کہ فوایدکام میں کوشش کرنے والوں کے اثر سے مناسب رکہیں ۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس تمام کاروبار کی مشین کا پرزہ رقاص میں ہوں ۔ بغیر میری اجازت اور تعلیم کے میری گیوٹی کچھہ بہی تو نہیں کر سکتی ۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عاصم۔ (چین بجبیں ہوکر) سنتورلی! گذشتہ ایام میں تم نے مجھ سے کافی نفع اٹھالیا ہے۔ اور اب متمول شخص ہو چکے ہو۔ میری مہربانیوں کا شکریہ ادا کرو۔ اور جو مل چکا ہے۔ اسی پر قانع رہو۔

سنتورلی۔ اور جناب بھی میری گذشتہ خدمات ہی پہ کفایت فرمائیں اور قناعت کریں۔

عاصم۔ (مزید برہمی سے) تو گویا تم بغیر بہت کچھ اُجرت لئے اب میرا کام نہ کروگے؟

سنتورلی۔ یقیناً۔

عاصم۔ (سخت برافروختہ ہوکر) کیا اس بات کو جان کر بھی کام میں انکار کروگے کہ میں تمکو کوئی ضرر نہیں پہنچاتا۔

سنتورلی۔ (حقارت آمیز لہجہ میں) اچھا! آپ مجھے دھمکاتے ہیں!!!

عاصم۔ مینے اب تک تمہارے خلاف اپنا ہتھیار بالکل نہیں اٹھایا ہے۔ اب چونکہ تم میرے تم سے انصاف کرنے پر قانع نہیں رہے۔ اور حد سے زیادہ لالچی ہوگئے ہو۔ اسلئے ضروری ہے کہ ایک زبردست ہتھیار سے کام لیکر تمکو درست کیا جائے۔

سنتورلی۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کا ہتھیار کیا ہے۔ وہ احمد بک نظیم کا خط ہے جسمیں اس نے مجھ کو لکھا تھا۔ کہ کیونکر دائی عائشہ نے نعمت ہانم اور جوزفین کے بچوں کو تلف کیا مگر یہ ہتھیار میرے لئے زیادہ خوفناک نہیں۔ اگر اس سے مجھے نقصان پہنچیگا تو ساتھ ہی آپ بھی بے چرکا کھائے نہ رہینگے۔

عاصم۔ مجھے کیا ضرر ہوگا۔ یہ بالکل غیر ممکن ہے۔ میں کہدونگا کہ یہ خط آج ہی میرے ہاتھ آیا ہے۔ اور میں اس چال اور شرارت سے بالکل بری ہوں۔ صرف تم اور احمد بک اسمیں شریک رہے ہو۔

سنتورلی۔ مگر باوجود اس بات کے آپ کا ہتھیار مجھے بالکل خوفناک نہیں بناسکتا کیونکہ میرے پاس بھی اس کے خلاف ایک ہتھیار موجود ہے۔ اور میں اس چلنے کے لئے اُسے ساتھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھی لینا آیا ہوں۔ میں پہلے جلسہ میں آپکی ٹال بال سے حضور کی نیت کو تاڑ گیا تھا۔ اور متوقع تھا کہ اس ملاقات میں ہمارا انجام یہی ہونا ہے۔ کہ باہم اختلاف اور ایک دوسرے کو دھمکانے کی حد تک پہنچ جائینگے۔

عاصم یہ سنکر پہلے تو کچھ ہراساں ہوا۔ مگر پھر وہ کھسیانی ہنسی ہنسنے لگا۔ اور سنتورلی نے بسلسلہ کلام کہا۔

ہنستے کیا ہیں۔ یہ دیکھئے مرحوم ابراہیم پاشا کا اصلی وصیت نامہ جو خود انکے ہاتھ کا لکھا ہے اور میرے سوا کوئی اس سے واقف نہیں۔ مینے اس کو ایسے ہی وقت کے لئے پوشیدہ کر رکھا تھا۔ اس سے آپ کا جعلی وصیت نامہ پارہ پارہ ہو کر آپ کی تمام قلعی کھلجاویگی۔ کیونکہ آپ نے مرحوم کے خط کی تقلید کرکے وہ جعلی وصیت نامہ لکھا۔ اور اس کے کاغذات میں رکھدیا تھا۔ میرے قریب نہ آنا۔ دور ہی سے دیکھو۔ یہ دیکھو (اشارہ کرکے) امیر ابراہیم پاشا صدیق کا دستخط۔ اور سب اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا کاغذ ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرحوم نے تمام ترکہ امیر نعیم اور شہزادی نعمت ہانم کے لئے چھوڑا۔ اور تمہارے لئے صرف چند ایکڑ اراضی اور دو ایک گھر وصیت کر گیا ہے۔ مگر تم نے مکر وفریب سے ایک تہائی جائیداد لے لی۔ بس اب اگر تم مجھ کو احمد بک کی تحریر سے ڈراؤ گے تو میرے پاس اس وصیت نامہ کو دیکھ لو۔ اور سنبھلے رہو۔

عاصم۔ (کھسیانہ ہو کر) کیا تم اس کا تبادلہ نہ کرلوگے۔ احمد بک کا خط میں تمکو دیدوں اور تم یہ کاغذ مجھے حوالہ کردو۔ . . . .

سنتورلی۔ میں تبادلہ کرنے پر آمادہ ہوں۔ مگر یہ فرمایئے۔ کہ مزید رقم کتنی دیجئیگا۔

عاصم۔ بیچارہ! تو پاگل ہو گیا ہے۔ میں ایک کوڑی بھی نہیں دینے کا۔ صرف تجھ کو آزماتا تھا۔ اور اب تو اپنا ہتھیار اپنے پاس رکھ۔ اور میرا ہتھیار میرے پاس ہے۔ اس وصیت نامہ کی اب کوئی ہستی نہیں۔ کیونکہ اسکو ۱۵ سال گذر چکے ہیں۔ اب یہ ردی کا غذ ہے۔ بس ہم اس کام ہی کو چھوڑے دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ چلنے والا نہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سنتورلی - ہاں بہتر یہی ہے - کیونکہ اب سے بعد ہمارا اتفاق ہونا دشوار ہو گیا ہے
اور خاصکر اس معاملہ میں کیونکہ میں اس کو بالکل بے نتیجہ تصور کرتا ہوں -

اتنی گفتگو کے بعد دونوں اٹھے اور سنتورلی رخصت ہو کر اپنے گھر کو چلا - لیکن ابھی وہ امیر عاصم کے قصر کے دروازہ سے کچھہ ہی دور گیا ہوگا کہ اندھیرے میں کسی شخص نے اس کو زور کا دھکا دیا - اور اسکی آنکھوں میں باریک ریت جھونکدی - پھر اسے پچھاڑ کے اور اسکی جیب میں سے کاغذات لیکر چلتا ہو گیا - امیر ابراہیم مرحوم کا وصیت نامہ بھی انہیں کاغذات میں تھا جسکو ابھی چند منٹ قبل سنتورلی امیر عاصم کو دکھا چکا تھا - سنتورلی کو اس کارروائی کا احساس بھی نہ ہو سکا - کیونکہ وہ اپنی آنکھوں کے درد میں مبتلا تھا - اور اسے بالکل خبر نہ ہوئی کہ ناگہانی ڈاکو اور حملہ آور کون تہا - اور کس لئے اس پر حملہ آور ہوا *

بائیسواں باب

تعویذ

بگڑی بنجاتی ہے جب فضلِ خدا ہوتا ہے

اوپر کے باب میں جو واقعہ بیان ہوا ہے - اتفاقاً اس کے ایک ہی دن بعد احمد بیگ نظیم "ق" نامی گاؤں میں امیر نعیم کی کسی ضرورت سے جاتا اور وہاں کے کارندہ شیخ حسن نعمان سے ملکر امیر نعیم کی علالت کا ذکر کرتا ہے - اثنائے گفتگو میں ان دونوں کے مابین بہت سی باتیں ہوتی ہیں - مگر آخر کار ایک ذکر یہ بھی آجاتا ہے - کہ شیخ حسن دریافت کرتا ہے +

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میاں احمد! کچھ آپ کو اس لڑکے یوسف کا بھی پتہ ہے؟ جسکو امیر نعیم مجھ سے لے گئے تھے۔ مینے اس وقت سے پھر اسکی کوئی خبر نہیں پائی۔ جبکہ سُننے میں آیا تھا۔ کہ امیر نعیم کی منکوحہ جوزفین اسے لیکر کہیں بھاگ گئی ہے۔ پھر ان دونوں کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ مجھے وہ بچہ اکثر یاد آتا ہے۔ کیونکہ مینے اس کو تین سال تک پرورش کیا ہے ۔:۔

احمد بک۔ نہیں تو۔ شیخصاحب! مینے پھر ان دونوں کا کوئی حال نہیں سنا۔ مگر اس لڑکے یوسف کا ذکر آنے پر میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر معلوم ہو تو بتلایئے۔ کہ وائی عائیشہ مرحومہ سے آپ کے پاس لانے سے پہلے اسکی کہاں پرورش کی تھی؟

شیخ۔ مجھے کچھ بھی معلوم نہیں۔ خیال یہ ہے کہ اسی عمر میں اسکی ماں کے پاس سے لائی ہوگی اس نے مجھ سے لڑکے کی ذات وصفات کے متعلق ایک حرف بھی نہیں کہا تھا۔

احمد بک۔ اور اس کے ساتھ تمہیں کوئی اور چیز بھی یا خاص چیز سپرد نہیں کی؟

شیخ۔ بالکل نہیں۔ بس فقط لڑکے کو دیگئی۔ اور کچھ نہیں دیا تھا۔

احمد بک۔ اس کے کپڑوں میں بھی تمکو کچھ نہیں نظر آیا۔

شیخ۔ اس کے کپڑے کون سے تھے۔ بس وہی جو بدن میں پہنے تھا۔

احمد بک۔ وہ کیا پہنے تھا؟

شیخ۔ خالی ایک کرتا۔ باقی کپڑے مینے پہنائے۔

احمد بک۔ شیخصاحب! میں خیال کرتا ہوں کہ آپ کو یاد نہیں رہا۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے، کہ دایہ ایک اجنبی لڑکے کو پرورش کے لئے آپ کے حوالہ کرے۔ اور پھر اسکی پرورش کا کوئی مالی معاوضہ زرنقد کیصورت میں نہ دے۔

شیخ۔ مجھے اپنے بچوں کی جان کی قسم اس نے کچھ بھی نہیں دیا۔ اور نہ وہ لڑکا ایک کرتے کے سوا کوئی اور کپڑا پہنے تھا۔ اُف! میں بھولا۔ خدا فرماتا ہے کہ جھوٹ نہ بولو! ہاں اس کے گلے میں یہ تعویذ بھی تھا۔ جو میرا یہ چھوٹا بیٹا پہنے ہوئے ہے۔

احمد بک۔ (لڑکے کیطرف دیکھکر جسکی عمر کا نواں سال ہوگا۔ اور وہ دروازہ پر کھیل رہا تھا) ہاں ہاں اسکی گردن میں چمڑے کا ایک گھٹلا سا پڑا ہے۔ کیا مہربانی فرماکر تم یہ مجھے دیدوگے؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شیخ۔ حاضر ہے جناب! آپ شوق سے لیں۔ یہ کہکر اٹھا۔ اور وہ کھٹلا بچہ کے گلے سے اتار کر احمد بک کے حوالہ کیا۔ شیخ کے پیٹ میں اسوقت چوہے دوڑ رہے تھے۔ اور اسے یہ حول سما رہا تھا کہ مبادا احمد بک مزید تحقیقات کرے۔ اور اس پر ثابت ہو جائے کہ دایہ عائیشہ نے بچہ کیساتھ بہت کچھ روپیہ اور عمدہ عمدہ کپڑے بھی شیخ کو دیئے تھے۔ مگر اس نے روپیہ خود خرچ کیا۔ اور کپڑے اپنے بچوں کو پہنائے۔

مگر احمد بک نے یادہ پرسش کرنے کے درپے نہیں ہوا۔ بلکہ وہ فوراً شیخ سے رخصت ہو کر چلا گیا۔ اور باہر تنہائی میں ایک جگہ بیٹھکر اس چمڑے کے کھٹلے کو کھولا۔ یہ کھٹلا چاروں طرف سے مضبوط سلا ہوا تھا۔ اس کے اندر سے ایک کاغذ نکلا۔ اور احمد بک نے اسے پڑھا۔ تو حسب ذیل مضمون اس میں لکھا تھا۔

میں اپنے ایمان کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ سچ کہونگی۔ مجھے ایک زبردست حاکم نے ہدایت کی شہزادی نعمت ہانم کے جو بچہ پیدا ہو اس کو گردن دبا کر مار ڈالوں۔ اور کہدوں کہ وہ مردہ پیدا ہوا یا ولادت کے بعد مر گیا۔ شہزادی کے شوہر امیر صادق کا ماتم برپا ہونے کیوجہ سے شہزادی جب بچہ جنی ہے۔ اسوقت کوئی نگرانی نہ تھی۔ اور اکیلی میں ہی سب کچھ کرنے والی تھی۔ یہ بالکل خوف نہ تھا کہ کوئی میرے جرم کو دیکھ لیگا۔ چنانچہ نعمت ہانم کے لڑکی ہوئی۔ اور مینے اس کو پوشیدہ کر کے یہ مشہور کر دیا کہ لڑکی مردہ پیدا ہوئی تھی۔ بعد ازاں مجھے لڑکی کو ضائع کرنے میں افسوس معلوم ہوا۔ اور مینے اسے کسی محفوظ جگہ میں رکھنے کی تجویز کر کے اسکی پشت پر چھوٹا سا ستارہ کا گدنا لگا کر اُن نن عورتوں کے سپرد کر دیا۔ جو لاوارث بچوں کی پرورش کیا کرتی ہیں۔ اور سوچا کہ جب موقعہ و محل ہوگا۔ اس کو پھر واپس لے لونگی۔

پھر تھوڑے ہی دن کے بعد مجھے یہ ہدایت ہوئی کہ امیر نعیم کی مدخولہ جوزفین جو بچہ جنے اس کے بچے کو بھی پوشیدہ کر دوں۔ تاکہ امیر مذکور کی غیر قوم کی عورت سے کوئی اولاد نہ رہنے پائے۔ چنانچہ جب جوزفین کے لڑکا پیدا ہوا۔ مینے اس کو چھپا دیا۔ اور کہدیا کہ بچہ مردہ پیدا ہوا ہے۔ اس کے بعد مینے ارادہ کیا۔ کہ اس لڑکے کو بھی شہزادی نعمت ہانم کی لڑکی کی طرح نن عورتوں ہی کے حوالہ کر دوں۔ مگر مجھکو خود بخود یہ بات سوجھ گئی کہ ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ لڑکے کو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خود پرورش کرنا بہتر ہوگا۔ ورنہ خوف کیا یقینی ہے۔ کہ لڑکے کو پرورش کرنے والی نن عورتیں اُسے عیسائی بنا ئینگی۔ اور وہ اپنے باپ کے دین سے خلاف غیر دین کا پابند ہوجائیگا۔ مَیں اپنے پہلے فعل پر نادم بھی ہوئی کہ کیوں لڑکی کو راہبہ عورتوں کے حوالہ کیا۔ اب ان سے اس کا واپس لینا غیر ممکن ہوچکا تہا۔ اور میں یہ غلطی کر بیٹھی تہی۔ دوبارہ ویسی ہی خطا پھر نہ کرسکی۔ اور لڑکے کو خود پرورش کرتی رہی۔ مگر جسوقت مجھے سل کی بیماری لاحق ہوئی۔ اور اپنا وقت آخیر ہوتا دکھائی دیا میں نے بچہ کی پُشت پر ایک چھوٹا سا چاند کا نشان گودکر ایک آدمی کے حوالہ کیا۔ کہ وہ اسکی پرورش کرے یہ پرچہ چمڑے کے خول میں سی کر بطور تعویذ لڑکے کے گلے میں پہنا دیا۔ تاکہ جب بچہ جوان ہو اور خدا اس کو اس کے ماں باپ سے ملانے کا سامان کرنا چاہے۔ تو لڑکا اس تعویذ کو کھولکر یہ سچی شہادت پڑھے میں نے دباؤ اور ناواجب ترغیب سے جو گناہ کیا۔ خدا سے اسکی معافی مانگتی ہوں۔ کیونکہ میں نے اگرچہ بظاہر گناہ کیا ہے۔ تاہم میری نیت صاف ہے۔ اور نیکی ملحوظ رکہی ہے۔

(دایہ عائیشہ)

تئیسواں باب (۲۳)

میری مبارکہ

بچھڑے مل جاتے ہیں جب فضل خدا ہوتا ہے

یوسف عفیف امیر نعیم کے محل سے نکلکر گنیسہ کو گیا ہے۔ تاکہ اپنے وہاں داخلہ کا حال اور داخل کرنے والوں کا نام و پتہ معلوم کرے۔ اور امیر نعیم گاڑی منگواکر مسٹر ایم۔ جے کے یہاں پہنچا ہے۔ مسٹر ایم۔ جے امیر کی آمد کا نہایت تپاک اور گرمجوشی سے استقبال کرکے حیران ہے کہ امیر نے اس کے گھر کیوں قدم رنجہ کیا۔ مگر امیر نعیم اس سے فوراً مطلب کی باتیں شروع کردیتا اور کہتا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مسٹر ایم ۔ جے! میں اسوقت ایک نہایت ضروری کام کیلئے آپکے پاس آیا ہوں ۔
خدا بہتر کیجے! فرمایئے کیا ارشاد ہے؟ مسٹر ایم ۔ جے نے نہایت متانت کیساتھ جواب دیا۔
امیر نعیم ۔ آپکی دکان میں ایک نوجوان یوسف عفیف نامی کام کرتا تہا؟
مسٹر ۔ جی ہاں ۔
امیر ۔ اور وہ تمہارے بچوں کی استانی مس میری مبارک سے اُلفت کرتا تہا؟
مسٹر ۔ درست ہے اور اسی لئے میں نے اس کو نکالدیا ۔
امیر ۔ تمکو اس کا کوئی حق نہ تہا۔ کہ اگر وہ مس مذکو سے نکاح کرنے کے لئے اس سے محبت کرتا تھا۔ تو تم اس کو نوکری سے ہی جواب دے دو۔
مسٹر ۔ مگر مس کو اس سے کوئی محبت نہیں ۔
امیر نعیم ۔ تو اچھا مہربانی فرماکر مس کو میرے پاس بلوا لیجے۔ میں اس سے دریافت کرونگا اگر اس نے اقرار محبت کرلیا تو بہتر ورنہ میں ابھی یونہی واپس چلا جاؤنگا ۔
مسٹر ۔ مگر ۔
امیر ۔ اگر ۔ مگر کچھ نہیں ۔ تمکو ہرگز یہ حق نہیں کہ مس کو کسی کی ملاقات سے روکدو وہ اپنے کام کیلئے جس سے چاہے ملے ۔ تمہاری مخالفت اس بارہ میں خلاف قانون ہے ۔
مسٹر ۔ اور اگر میں یہی کروں ؟
امیر ۔ تو میں باضابطہ سرکاری حکمنامہ بھجواؤنگا ۔
مسٹر ایم جے کچھ دیر سوچتا رہا۔ اور وہ حیران و پریشان تہا کہ کیا کرے اور کیا کہے اور اخیر میں اس نے امیر نعیم سے کہا۔
جناب! میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں ۔ کہ مجھکو ان دونوں میں کوئی ہمسری نظر نہیں آتی ۔ وہ جوان اس قابل حالت میں نہیں کہ شادی کر سکے۔ اس لئے مجھے مس کے حال پر ترس آتا ہے ۔
امیر نعیم ۔ نہیں ۔ بلکہ تم نے اس غریب لڑکی پر ظلم کیا ہے ۔ وہ راضی ہے ۔ اور نوجوان کے حال سے اس کو علم ہے ۔ پہر اس کو جانے دو۔ تم کوئی اس کے ولی نہیں ۔ اور تمہیں جو کچھ خیال ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نوجوان کا حال اس سے بدرجہا بہتر ہے۔

مسٹر الیم۔ جی ہے۔ جناب والا! اسمیں شک نہیں کہ اگر وہ نوجوان آپکے سایۂ عاطفت میں رہا ہے تو ضرور اسکی حالت اچھی کیا۔ بہت ہی اچھی ہے۔

امیر نعیم۔ تو بس کل صبح کو وہ تمہارے یہاں آئیگا۔ تم مس کو اس سے ملنے کی ممانعت نہ کرنا۔ اور اگر مس اوس کے ساتھ جانا چاہے۔ تو اوس کو برکت کی دعا دیکر رخصت کر دینا۔ یہ کہکر امیر نعیم اپنے قصر کو واپس چلا آیا۔

چوبیسواں باب

افشائے راز

آج غنچے دلوں کے کھلتے ہیں
شکر کی جا ہے بچھڑے ملتے ہیں

گذشتہ وہ گفتگو تھا جو اسی روز شام تک ختم ہو گئے تھے اور ماہ جبین والیہ کو وصال یار کے قرب کی امید میں سراپا شوق و آرزو بنا دیا۔ مستعفیف رات بھر خبر نہیں کس خیال میں رہا۔ کیونکہ صبح ہوتے ہی وہ لباس بدلکر اپنی منزل مقصود کیطرف روانہ ہو گیا ہے اور امیر نعیم اسکی کامیاب واپسی کا منتظر بیٹھا ہے۔ کہ یکایک خادم آکر اسے احمد بیگ نظیم کا پتہ دیتا ہے۔ اور امیر اس کو نہایت بشاشت کے ساتھ اپنے حضور میں طلب کرلیتا ہے معمولی صاحب سلامت کے بعد دونوں باتیں شروع کرتے ہیں۔ اور احمد بیگ عرض کرتا ہے۔

آقائے من! اب وہ وقت آگیا ہے۔ کہ میں آپ کو بہت بڑے اور گہرے راز ونکی اطلاع دوں۔ جو بفضل خدا نہایت مبارک اور عمدہ ہیں۔ ہاں میں آپ سے یہ ضرور عرض کروں گا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ ان کو سُنکر مجھ پر اعتراض یا اظہار غیظ وغضب میں عجلت نہ فرمائیگا۔ نہ کوئی ملامت کیجئیگا

امیر نعیم۔ (اس مختصر سی تمہید کو مبارک شگون تصور کر کے) احمد! جیسا تم چاہتے ہو ویسا ہی ہوگا۔ مجھے خوب معلوم ہے۔ کہ تم میرے باپ کے گھر کے نہایت مخلص خیرخواہ اور ہوادار ہو۔ جو کچھ کہو گے میں نہایت خاموشی اور شوق سے سونگا۔

احمد بک۔ سب سے پہلے تو آپ یہ ارشاد کریں۔ کہ آیا آپ کو ہنوز جوزفین سے اُلفت باقی ہے۔

امیر نعیم۔ (شرم سے سرخ ہو کر اور ہاں کہنے سے جھیپ کر) مگر تم کو اس سے کیا تعلق؟ یہ بات تم کیوں دریافت کرتے ہو؟

احمد۔ جناب والا! معاف فرمائیے گا۔ میں اس وقت جو لفظ بھی زبان پر لاؤں گا اس کو اصل معاملہ سے گہرا تعلق ہے۔ اور آپ اس کا جواب ضرور دیں۔

امیر نعیم۔ نہیں میں جوزفین سے کچھ بھی محبت نہیں رکھتا۔ بلکہ وہ مِل جائے تو اس سے انتقام لینے کا خواہاں ہوں۔

احمد۔ جناب والا! اگر آپ اپنے دلکی حقیقت کا اعتراف فرمائیں۔ تو اسمیں خوف کی بات نہیں۔ یہ ارشاد ہو کہ اگر آپ پر ثابت ہو جائے۔ کہ آپ سے جُدا رہنے کے اتنے دراز زمانہ تک جوزفین سراپا وفاداری اور پاکدامنی کی مثال رہی ہے تب؟

امیر نعیم۔ (سنبھلکر بیٹھ کے) اگر اسکی بے قصوری ثابت ہوگئی۔ تو پھر اُسے اپنے یہاں بلالونگا اور اسکی پرستش کرونگا۔

احمد بک۔ تو اب اجازت ہے کہ وہ یہاں حاضر ہو جائے؟

امیر نعیم۔ (حیرت زدہ ہو کر) این! کیا وہ مصر میں موجود ہے؟

احمد۔ ہاں جناب! یہیں ہے۔ اور آپکی علالت کے زمانہ میں وہی آپکی خدمتگزار رہی۔ جس توجہ اور دلسوزی سے اس نے حضور کی تیمارداری کی ہے۔ وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ میرے سوا اس کو کسی نے نہیں پہچانا۔ کیونکہ وہ بالکل بھیس بدلے تھی۔

امیر نعیم۔ (زانو پر ہاتھ مار کر) عجیب! مجھے یاد ہے کہ مینے اس کو دیکھا۔ اور پھر بھی یہی خیال

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کیا کہ بخار نے میرے دماغ اور عقل میں خلل ڈالدیا ہے۔ اور جوزفین کی خیالی اور وہمی تصویر میرے پیش نظر کردی ہے۔

احمد۔ نہیں جناب! بلکہ آپنے دراصل اسی کو دیکھا۔ اور آپکے دل نے اسکی نشان دہی بھی کی۔ وقتاً فوقتاً آپ اس کا نام بھی لیتے رہے۔ اور یہ سب باتیں میرے سوا کسی نے نہیں دیکھیں کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے منع کر دیا تھا کہ آپکے پاس بجز اس کے اور چند دیگر نوکروں کے کوئی نہ آنے پاوے خود جوزفین بھی اس بات سے بچتی رہتی تھی کہ شہزادی نعمت خانم سے ملے اور وہ اس کو پہچان لیں۔ لہٰذا اگر آپ چاہیں تو جوزفین کو بُلوالیں۔ بلکہ شہزادی نعمت خانم صاحبہ کو بھی۔ تاکہ یہ دونوں بھی میرے اسرار کو سنیں۔ انہیں بھی ان عجیب رازوں سے گہرا تعلق ہے۔

امیر نعیم۔ خیر تم مجھ سے بیان کرو۔ وہ آئینگی تو وہ بھی سُن لینگی۔

احمد۔ نہیں جناب! بلکہ آپ انکو بُلوالیں۔ اور ابھی بُلوائیں۔ انکی عدم موجودگی میں میرے بیان سے کچھ فائدہ بھی نہ ہوگا۔

امیر نعیم یہ سنکر اُٹھا۔ اور ٹیلیفون کے ذریعہ شفاخانہ سے خواہش کی کہ نن نرس کو جلد سے جلد اس کے محل میں بھیجدے۔ اور اپنی بہن نعمت خانم سے بھی پیام سلام کر کے اسکو طلب کیا۔ احمد بک امیر نعیم کو پیام و سلام میں مصروف چھوڑکر اس کے پاس سے چلا گیا۔ اور وعدہ کیا کہ آدھے گھنٹہ میں پھر حاضر ہوتا ہے۔ اس کو خیال تھا۔ کہ امیر کے پاس رہونگا تو یہ کہنے پر مجبور کریگا۔

شہزادی نعمت خانم چند منٹ ہی کے اندر اپنے بھائی کے پاس آگئی۔ اور اس سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ اور اسے کیوں بُلایا ہے؟

احمد بک کچھ بڑے گہرے راز بیان کرنا چاہتا ہے۔ امیر نعیم نے جوابدیا۔ اور نعمت خانم نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا

احمد بک! کیسے راز؟

امیر نعیم۔ بہن! جلدی نہ کرو۔ اور نہ اس بات کو لغو خیال کرو۔ جو کچھ ہوگا ہم آپ ہی دیکھ لینگے۔ اور سنو! ابھی چند منٹ میں یہاں جوزفین بھی آئی جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس سے کشادہ دلی کے ساتھ ملو۔ یہاں تک کہ ہم احمد بک کا بیان سُن لیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نعمت خانم۔ (حیرت سے چیخکر) جوزفین! ارے کیا تو آپکی بدنامی کو پھر سمیٹ لیگا۔ ہائے رُسوائی ہے ہمارے کنبہ والے ہنوز بھی اسکی بابت طعنہ دیتے اور انگشت نما بناتے رہتے ہیں۔

امیر نعیم۔ پیاری نعمت! ذرا صبر و سکون سے کام لو۔ احمد بک کہتا ہے کہ جوزفین بالکل بے گناہ ہے! اور وہ اپنی بے قصوری ثابت کر دیگا۔ اس لئے مہربانی کرکے تمام باتوں کو صبر کے ساتھہ سُنو۔ جب ہم اسکی زبان سے سب باتیں سُن لیں تو جو چاہیں فیصلہ کر سکتے ہیں۔ ہمیں خدا نے عقل دی ہے۔ اور ہم وہی فیصلہ کرینگے۔ جو مناسب ہوگا۔

اتنے ہی میں جوزفین بھی بیوہ عورتوں کا سیاہ لباس پہنے آگئی۔ اور اسکی آنکھوں پر سیاہ چشمہ تھا نعمت خانم نے اسکو بالکل نہیں پہچانا۔ بلکہ بدستور اس انتظار میں رہی کہ جوزفین آتی ہوگی۔ مگر امیر نعیم نے اٹھکر جوزفین سے ہاتھ ملایا۔ اور کھڑے ہی کھڑے کہا۔

جوزفین! یہ عینک تو اتار دو کہ میں تمہاری آنکھوں میں پاکدامنی کا نور دیکھکر اس پر اعتبار کر لوں اور تمہاری بے قصوری کا قصہ سُننے سے قبل ہی تمہاری صفائی کا قایل بنجاؤں۔

جوزفین۔ (عینک اُتار کر امیر نعیم سے بغلگیر ہوکے اور آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے) نعیم! آہ۔ تمہاری وجہ سے مینے وہ مصیبتیں برداشت کی ہیں۔ کہ اگر فی الواقعہ بھی خطاوار ہوتی تو گناہ سے پاک ہو جاتی۔ مگر تم یقین کرو کہ میں اب تک وفادار ہوں۔ اور تا دمِ آخر تمہاری وفادار رہونگی اور یہ کہکر پھر امیر سے گلے ملکے رونے لگی! اور امیر نعیم بھی بے اختیار اشکبار ہو گیا۔ اس منظر نے نعمت خانم کے دل پر بھی اثر ڈالا۔ اور اس نے دیکھا کہ جوزفین در اصل پاکدامنی اور عفت کی کامل تصویر ہے جس نے اپنے آپکو سیاہ لباس میں پوشیدہ کیا ہے۔ اب وہ بھی ضبط نہ کر سکی۔ اور اپنی جگہ سے اٹھکر جوزفین کو لپٹ گئی۔ اسے کلیجہ سے لگالیا۔ اور آنسو بہا بہا کے کہا۔

پیاری جوزفین! پیاری جوزفین!!

اسی اثنا میں احمد بک نظیم بھی آگیا! اور کمرہ میں داخل ہوتے ہی اپنے حسب امیدان لوگوں کی حالت دیکھکر نہایت مسرور و شادماں ہو گیا۔ وہ جوزفین کیطرف بڑھا۔ اور اس سے مصافحہ کرکے کہا۔

میری مخدومہ جوزفین بیگم صاحبہ! آپکو یہ دن مبارک ہو۔ احمد بک نے اسوقت کل گفتگو فرانسیسی زبان میں کی۔ تاکہ جوزفین اس کو سمجھ سکے۔ اور جوزفین نے احمد بک کو بغور دیکھکر کہا۔ مجھے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یاد آتا ہے۔ کہ مینے آپکو دیکھا ہے۔ مگر میں بھولگئی ہوں کہ کہاں دیکھا۔ کیا آپ براہ کرم اپنا اسم مبارک بتائینگے

امیر نعیم۔ (قطع کلام کرکے) یہ ہمارے دوست احمد بک نظیم۔ ہمارے گھرانے کے بیحد خیر خواہ اور مخلص ہیں۔

جوزفین۔ بیشک ابمینے بھی ان کا نام سُنا ہے۔ لیکن ......

احمد بک۔ لیکن ..... بیگم صاحبہ! آپ مجھ کو بے نام یا گمنام جانتی ہیں؟

جوزفین۔ (اچھی طرح دیکھکر اور کچھ سوچ کے) تو بس اگر میں بھولتی نہیں تو تمہیں میرے نجات دینے والے اور جان بخش ہو۔

امیر نعیم اس بات کو سُنکر جوزفین اور احمد بک کیطرف غور سے گھورنے لگا۔ اور احمد بک نے کہا میرے آقا! آپ حیران نہوں! یہ تمام باتیں میرے راز کی ہیں۔ اب اگر آپ لوگ سُننا چاہتے ہیں تو مہربانی فرما کر آرام سے بیٹھ جائیے۔ اور کان لگاکر میری باتیں سماعت فرمائیے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ عالی حوصلگی سے کام لینگے۔ میری بات کاٹنے کی ذرا بھی کوشش نہ کرینگے۔ اور وہ خواہ کیسی ہی پُر تاثیر یا جوش انگیز ہو۔ آپ صبر و سکون سے کام لیکر سب باتیں سُنتے جائینگے۔

امیر نعیم۔ تم کہو۔ ہم سب ہمہ تن گوش ہیں۔

احمد بک۔ آپ لوگوں کو یاد ہوگا کہ امیر عاصم شہزادی نعمت ہانم سے اظہار محبت کرتا تھا اسکی خواہش تھی کہ ان کا ہاتھ پکڑے۔ اور انکو اپنے عقد ازدواج میں لائے۔ اور شہزادی بہجت ہانم امیر نعیم پر شیدا ہو کر انکو اپنا فریفتہ بنانے اور انکی زوجیت میں آنیکی سعی کرتی تھی۔ مجھ سے سُنئے امیر عاصم کی اس بات سے یہ مُراد تھی۔ کہ مرحوم و مغفور امیر ابراہیم پاشا صدقی کا تمام ترکہ اور اپنی بہن ہی کے قابو میں رہے آئے۔ لیکن امیر عاصم کی آرزو میں یہ رکاوٹ پڑی۔ کہ میری اور شہزادی نعمت ہانم کی باہمی محبت تھی۔ اور انکی بہن بہجت ہانم کی مرادیں نہ بر آسکیں۔ کہ امیر نعیم نے جوزفین سے عقد کر لیا تھا۔ اس لئے امیر عاصم نے پختہ ارادہ کر لیا۔ کہ وہ ان دونوں رکاوٹوں کو دور کر کے اپنے دونوں مقصد ایک ساتھ حاصل کریگا۔

اس نے اپنی تمام مکر و دغا کی قوت اس بارہ میں صرف کی۔ اور یہ کارروائی مفتور لی کے وسیلے سے کی۔ تاکہ اس کا پردہ نہ کھُلے۔ اور کبھی یہ ظاہر نہ ہوسکے۔ کہ ان عیاریوں کا بانی خود عاصم ہے چنانچہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سب سے اول اس کمبخت سنتورلی نے امیر عاصم کے اشارہ سے مجھکو اغوا کیا۔ اور شہزادی نعمت ہانم کے مرحوم شوہر امیر ظافر کی وفات کے بعد مجھے اس بات پر اُکسایا۔ کہ میں شہزادی کے بچہ کو جو عنقریب ہونیوالا تھا۔ جان سے تلف کرا دوں۔ تاکہ جب شہزادی سے خود نکاح کروں۔ تو دوسرے شوہر کی کوئی اولاد اس کے پاس نہ رہے۔ امیر عاصم کے اشارہ سے سنتورلی نے مجھ سے یہ وعدہ کیا کہ وہ شہزادی کا میرے ساتھ عقد کرا دینے میں ہر ایک قسم کی مدد دیگا۔ اور اپنی مہارت سے اس نے مجھکو ایسے سخت گناہ کے بجا ہونے کا یقین دلا دیا۔ اور کہا کہ امیر عاصم بھی چاہتا ہے۔ جناب والا! اسوقت میں حماقت و جہالت کے جوش میں اندھا ہو رہا تھا۔ مینے سنتورلی کی بات مان لی۔ اور دایہ عائشہ کو سازش کر کے ملا لیا کہ اسکے ذریعہ سے اس حکم کی تعمیل کر سکوں۔ اسے بہت کچھ روپے دلا کر اور وعدے وعید کر کے اس سے یہ کام لے ہی لیا۔ چنانچہ اپنے حسب بیان دایہ نے میرے کہنے پر عمل کیا اور یہ مشہور ہو گیا کہ شہزادی کی مردہ لڑکی ہوئی ہے

نعمت ہانم۔ (بات کاٹکر) ہائے اللہ یہ کیا ظلم و سیہ کاری تھی؟

احمد بک۔ میری مخدومہ! مجھے امید ہے کہ آپ صبر سے کام لینگی۔ کیونکہ ابھی آپکو بہت ہی اچھا نتیجہ نظر آجائیگا۔ خیر! شہزادی نعمت ہانم کی زچگی کے بعد چند ہی دن میں جوزفین ہانم کے بھی بچہ ہونے والا تھا۔ امیر نعیم صاحب اسوقت یورپ میں تھے۔ سنتورلی نے اب پھر مجھے اپنے چنگل میں پھنسایا اور امیر عاصم کے ایما سے یہ ترغیب دلائی۔ کہ جوزفین کے بچہ کو بھی ضائع کرا دوں۔ تاکہ امیر نعیم کا غیر عورت سے کوئی بچہ نہ ہو۔ اور کہ امیر عاصم اس بات کو بہت بُرا جانتا تھا۔ مینے پھر دایہ عائشہ سے سازش کی اور اسے بہت سا روپیہ کہلا کر جوزفین کے لڑکے کو بھی مخفی کرا دیا۔ اور یوں یہ دونوں کام انجام پا گئے تو مینے سنتورلی کے اصرار کا خیال کر کے اسکو یہ تمام کارروائی ایک خط میں لکھ بھیجی۔ اسوقت سنتورلی اور امیر عاصم دونوں اسکندریہ میں تھے۔ اور سنتورلی سخت تاکید و اصرار سے مجھے کہہ گیا تھا۔ کہ دایہ عائشہ یہ خدمت انجام دے چکے تو اسکو ضرور خبر دوں۔ آہ! اس فعل بد اور گناہ شدید کا مینے ارتکاب کیا اور صرف اسوجہ سے کہ امیر عاصم کی نمائشی مہربانی اور محبت اور اس کا یہ وعدہ کہ شہزادی نعمت ہانم کا ہاتھ مجھے دلوا دیگا۔ پھر اس کام میں اسکا اپنی رغبت ظاہر کرنا۔ ان تمام باتوں نے مل جلکر اس کا جادو مجھ پر چلا دیا اور میں اندھا بن گیا۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ مکار و دغا شعار سنتورلی کیونکر میرے ضمیر کو مغلوب کر سکا اور مجھے ایسے سخت گناہ کے ارتکاب پر آمادہ بنا دیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

امیر نعیم نعمت ہانم اور جوزفین۔ احمد بک کا خوفناک اور مجرمانہ بیان سُن سُنکر کانپ کانپ جاتے تھے۔اور بار بار کچھ کہنے لگتے۔ تو احمد بک ان سے اختتام گفتگو تک صبر کرنیکی درخواست کرلیتا۔ اور انکو خاموش بنالیتا تہا۔ غرضکہ وہ اپنے سلسلہ کلام کو جاری رکھکر کہتا گیا۔

اور جسوقت امیر عاصم کا یہ مقصد پورا ہوگیا۔ کہ دونوں بچّے قتل یا پوشیدہ ہوچکے۔ اور امیر نعیم کے اگر وہ بہجت ہانم سے شادی کرے تو کوئی پہلا بچّہ نہ رہا۔ اور شہزادی نعمت ہانم سے میرا عقد ہو۔ تو اسکی بہی پہلے خاوند سے کوئی اولاد نہ رہی۔ اسوقت امیر عاصم نے اپنی بہن بہجت ہانم کو امیر نعیم کے ساتہہ قریب کرنے اور خود شہزادی نعمت ہانم سے قربت حاصل کرنیکی سعی شروع کی۔ اب ان آرزوؤں کی دستیابی کیلئے مجہے شہزادی نعمت ہانم سے دور بنانے اور جوزفین ہانم کو امیر نعیم سے چھڑانے کے درپے ہوا۔ کیونکہ میری اور شہزادی نعمت ہانم کی اُلفت اسکو سخت خار گزرتی تہی۔

میرا دور کردینا تو اس کے لئے نہایت آسان تہا۔ کیونکہ اس نے ایکمرتبہ مجھ سے تنہائی میں مل کر صاف کہدیا۔ کہ وہ شہزادی نعمت ہانم کو ہاتہہ میں لانا چاہتا ہے۔ اور پھر مجھے مطلق ممانعت کردی کہ میں شہزادی کے قریب جانے یا اسکی مواصلت کا ہرگز خیال تک نہ کروں۔ اور مینے سنتورلی کو دونوں بچوں کے بذریعہ دایہ عائشہ قتل کرادینے کا جو خط لکھا تہا اس کے وسیلہ سے مجھکو دہمکاکے چُپ کردیا۔ لیکن۔ آہ اب پچھتائے کا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ مجھ پر امیر عاصم کی دلی خباثت ایسے وقت میں کُھلی کہ میں بے دست و پا ہوچکا تہا۔ اس کے مکر و فریب کو میں اب سمجھا۔ اور اسکی دغابازی سے خوف کہا کر ہوش درست کئے۔ مجہے معلوم ہوگیا۔ کہ میں جال میں پھنس گیا ہوں۔ کیونکہ اگر امیر عاصم اس خط کو ظاہر کردے۔ تو میں مجرم اور گرفتار ہوکر سزا پانے سے بچ نہیں سکتا۔ جناب والا! اسوقت سے میں جہانتک ممکن تہا۔ امیر عاصم کی رضاجوئی ہی کرتا رہا۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ میرے ساتہہ اسکی شرارت اور بدی اسی حد تک رہ گئی۔ کہ میں شہزادی نعمت ہانم کے قرب سے محروم بنگیا۔

نعمت ہانم۔ (برافروختہ ہوکر) خدا بچائے تم دونوں کی شرارت سے! تو نے اس جرم عظیم کی فرمانبرداری کیسے کرلی؟

احمد بک۔ میری مخدومہ! میں آپسے درخواست کرتا ہوں کہ آخر تک صبر کیجے۔ آپ دیکھ لینگی کہ خدا نے چاہا تو نتیجہ بالکل بخیر ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

امیر نعیم ۔ ہاں ۔ احمد بک ! تم اپنی بات پوری کرو ۔ ہم گذشتہ کا کوئی محاسبہ نہیں کرتے اب تو صرف یہ جاننا چاہتے ہیں ۔ کہ وہ کیا مقدمات ہیں ۔ جن کے نتیجہ میں ہمیں کچھ بہتری حاصل ہوگی ۔

احمد بک ۔ (سلسلہ کلام جاری کر کے) تو اب امیر عاصم کو جوزفین خانم کی فکر رہ گئی ۔ کہ اس کو بھی ہٹا کر امیر نعیم کا قلعۂ دل اپنی بہن سے فتح کرا لے ۔ مگر اب ایک اور مشکل بھی پیش آئی ۔ عاصم کی کوششوں میں نئی رکاوٹ یہ پڑی کہ امیر نعیم کے محل میں یوسف بچے کی موجودگی نے اسے سخت تشویش میں ڈال دیا اس نے دو باتیں سوچیں ۔ اوّل یہ کہ ممکن ہے یوسف امیر نعیم کا حقیقی بیٹا جوزفین کے بطن سے ہو جسکو دائیہ عائشہ نے زندہ رکھکر پالا ہو ۔ اور امیر کو اس کا پتہ چل گیا ۔ چنانچہ اس نے بچہ کی گم گشتگی کا سبب تحقیق کرنے سے خاموش ہو کر دلمیں کسی کے یوں انتقام لینے کا خیال کر لیا ہو ۔ اور دوسرا خیال یہ تھا کہ وہ بچہ کہیں پڑا ملا ہے ۔ اور امیر اس کو پرورش کرتا ہے ۔ تاکہ اگر وہ لڑکا جوان ہو کر دانشمند ۔ مہذب اور شریف مزاج نکلے ۔ تو اسی کو اپنا بیٹا بنالے ۔ یا کسی اور جائز طریقہ سے اپنی املاک اسے ہبہ کر دے ۔ بدیں سبب عاصم نے ٹھان لیا ۔ کہ جوزفین کے ساتھ اس بچہ کو بھی دور کر دے ۔ ان سب کاموں میں اسکا کارکن تھا سنتوبلی ہی تھا ۔ دونوں نے ایک بدچلن عورت کو روپیہ کا لالچ دلا کر اس بات پر آمادہ کیا ۔ کہ وہ جوزفین کو قابو میں لائے ۔ اس عورت نے میڈم ببیمی کے مصنوعی نام سے دلالہ کا پیشہ اختیار کیا اور جوزفین خانم کے پاس کپڑے ۔ آرائشی اشیا اور زیور وغیرہ بغرض فروخت دکھانے کو لانے لگی اسی اثنا میں وہ جوزفین سے اُلفت و ربط ضبط پیدا کر کے اس کو بڑھاتی گئی ۔ اور جوزفین کو اپنا گرویدہ اور اپنے اوپر اعتماد کرنے والا بنا کر ایک دن شام کے وقت اسے اپنے گھر دعوت دی ۔ کہ بچہ یوسف بھی ساتھ لائے ۔ اور چائے نوشی اور باہمی بات چیت سے دل بہلائے ۔ وہاں گئیں ۔ اور اسی جگہ چاء میں ایک قوی خواب آور دوا ملا کر انکو دیگئی ۔ جس سے یہ گہری نیند میں سو گئے ۔ اسی غفلت میں سنتوبلی جوزفین کو "ص" نامی گاؤں کے ایک مکان میں لے گیا ۔ یہ مکان امیر عاصم نے بنوایا تھا ۔ اور خالی ہی پڑا رہتا تھا ۔ جوزفین وہاں قید رکھی گئی ۔ اور ایک یونانی عورت جسکو صرف اپنی ہی زبان آتی تھی ۔ اسکی محافظہ مقرر ہوئی ۔ اور جوزفین وہاں ایک سال کے قریب قیدی بنی رہی ۔

جوزفین ۔ (اس ذکر پر ایک آہ کر کے) آہ میں نے وہاں بڑا سخت عذاب چکھا تھا ۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لیکن وہ بچہ یوسف اسکو سنتور لی راہبہ عورتوں کی اس خانقاہ میں دے آیا جہاں لاوارث بچے پرورش کیے جاتے ہیں۔ اور خانقاہ کی افسرن کو اس پر خرچ کرنے کے لئے ضروری مصارف کی رقم دیکر تاکید کی۔ کہ اس کو حفاظت سے رکھے۔ اور جب تک وہ بچہ خوب جوان ہو کر اپنے تھوڑے سے گذشتہ زمانہ کو بھول نہ جائے۔ خانقاہ سے نکلنے نہ دے +

سنتورلی ایک سال گزرنے کے بعد جوزفین کی نگرانی سے تھک چلا۔ اسکو ڈر پیدا ہوا کہ کہیں اس کا راز کھل نہ جائے۔ اور نگران یونانی عورت یا دو مرد نوکر جو باہر حفاظت و خدمت پر مامور تھے مگر اپنی ملازمت کے راز سے بیخبر۔ اصل حال سے واقف ہو جائیں۔ کیونکہ اخیر میں ان نوکروں کی اپنی عجیب نوکری سے حیرت ہو چلی تھی۔ اور انکو کچھ کچھ پتہ بھی لگ گیا تھا۔ کہ راز کیا ہے۔ اسلئے سنتورلی نے عزم مصمم کر لیا۔ کہ کسی طرح جوزفین سے چھٹکارا حاصل کرے لیکن امیر عاصم نے جوزفین کو یونہی چھوڑ دینا منظور نہ کیا۔ بلکہ اس کے ذریعے سے اپنے کسی دشمن پر جالستان وار کرنیکی تیاری کر دی۔

اسوقت عاصم اپنے مدعا کی کامیابی سے بالکل مایوس ہو چکا تھا۔ اس نے سب سے پہلے اپنی بدلہ لینے کی کوششوں کو شہزادی نعمت خانم کیطرف متوجہ کیا۔ کیونکہ اس نے عاصم کے قصد کو مٹی میں ملا دیا تھا۔ اور دوسری طرف جوزفین اسکی بہن کی محرومی کا سبب بنی تھی کہ اسی کیوجہ سے بہجت خانم کو امیر نعیم کے دل پر قبضہ نہ تھا۔ لہذا عاصم و سنتورلی نے یہ رائے قرار دی کہ جوزفین کو شہزادی نعمت خانم کے محل میں قتل کریں تاکہ شہزادی پر اس کے خون کا جرم عاید ہو۔

نعمت خانم۔ (بات کاٹکر) اُف دی شرارت! عاصم تو شریر اور بدکار ہے؟

احمد بک۔ بلکہ وہ اس سے بھی بڑھکر شیطان ہے۔ آپ کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے گھبراتی کیوں ہیں؟

امیر نعیم۔ مگر احمد بک! تمکو یہ سب باتیں کیسے معلوم ہو گئیں؟

احمد بک۔ ہاں! میں آپ سے یہ بیان کرنا بھول گیا تھا۔ کہ امیر عاصم نے اپنے شریرانہ منصوبوں کو مجھ سے چھپانے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ کیونکہ اس کے ہاتھ میں میرے خلاف ایک زبردست ہتھیار۔ یعنی میرا سنتورلی کے نام والا خط موجود تھا۔ اور اُسکی میں آپ کو خبر دیچکا ہوں اس خط کے ذریعہ وہ مجھے دھمکا کر خاموش کر دیتا۔ اور کہتا کہ اس کے راز ذرا بھی کھُلے تو تیری خیر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نہیں۔ بلکہ وہ تو اکثر ایسے کام مجھی سے لینا چاہتا تھا۔ اور میں بڑی مشکل سے اپنا پنڈ چھڑا پاتا۔ اسی کے ساتھ اگر وہ اپنے کسی منصوبہ کو مجھ سے پوشیدہ بھی رکھتا تو میں سُن گن پانے ہی ایسی جگہ سے جہاں اسکو پتہ بھی نہ چلتا کن سوئیاں لیکر ساری کارروائی دیکھ اور سُن لیا کرتا۔ عاصم کا معمول تھا کہ آدھی رات کو جبکہ سب لوگ سو جاتے۔ وہ اپنے محل کے ایک دور ترین کمرہ میں جہاں کسی آدمی کا وجود نہ ہوتا۔ تنہائی میں بیٹھکر سنتورلی سے گفتگو کیا کرتا تھا۔ وہیں منصوبوں کی چالیس گھڑی جاتیں اور ان کا طرز عمل قرار پاتا۔ آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ وہ کمرہ محل کے ایک گوشہ میں ہے اور اسکی چھت دیگر کمروںکی چھت سے قدرے بلند۔ نیز اس کے اوپر کے حصہ میں چھت پر ایک روشندان ہے۔ اس کے دو شیشے کے پٹ ہیں۔ مجھے معلوم ہوتا کہ سنتورلی اور عاصم اس کمرہ میں ہیں۔ تو میں کوٹھی کی چھت پر چڑھکر اسی روشندان کے پاس کھڑا ہو جایا کرتا۔ اور معمولاً یہ دونوں اسی کے عین نیچے بیٹھتے تھے۔ بس میں دونوں پٹوں کے مابین جو شگاف تھا اس پر کان رکھکر انکی سب باتیں سُن لیکر نیسے اسی مقام سے وہ خطرناک منصوبہ بندی بھی سُن لی جو کہ شہزادی نعمت ہانم اور جوزفین ہانم کیلئے تجویز ہوئی تھی۔ رائے یہ ٹھہری کہ جوزفین کو افیون کی سخت خواب آور مقدار دیکر بیہوشی کے عالم میں قیدخانہ سے نکالا اور نعمت ہانم کے قصر میں داخل کیا جائے۔ وہاں دونوں ملکر اسکی کھال کے نیچے پچکاری کے ذریعہ "اسٹرکنین" زہر کا اثر پہنچائیں اور امیر عاصم نے اسی وقت شب کو اسٹرکنین کے عرق کی ایک شیشی اور انجکشن کی پچکاری بھی حوالہ کر دی۔ اتفاق حسنہ سے دوسرے دن دفتر میں سنتورلی بھی میرے ہمراہ تھا۔ موسم ذرا گرم تھا۔ سنتورلی نے اپنی فراک کوٹ اتار کر کھونٹی پر لٹکا دی پھر وہ کسی ضرورت سے دفتر کے باہر چلا گیا۔ اور میں نے موقعہ پاکر اسکی کوٹ کی جیبوں کو دیکھ بھال وہ نیلی شیشی جسمیں زہر کا عرق تھا نکال لی۔ پھر اسمیں کا زہر پھینک کر اور اسے خالص پانی سے بھر کے بدستور اسی جیب میں ڈالدیا۔

ناظرین اس قصہ کا باقی حصہ آپ خود پڑھ چکے ہیں۔ لہذا ہمیں اس کے یہاں دُہرانیکی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ احمد بک نے اسوقت وہ ماجرا بیان کیا تو نعمت ہانم اور جوزفین دونوں کو احمد بک کی اس مخلصانہ کوشش پر حیرت ہوگئی۔ اور اسکی خفیہ سعی جمیل سے وہ اسکی دلمیں کمال تشکر گذار ہوئیں۔ چنانچہ نعمت ہانم سے خاموش نہ رہا گیا۔ اور اس نے کہا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عجیب! میں اب سمجھی کہ تم نے اس رات کو جوزفین کا ذکر کیوں چھیڑا تھا۔ اور تم کیوں خلاف توقع اس شب کو مجھ سے ملے تھے۔

احمد بک۔ جی ہاں! میں اسی لئے آپ سے ملنے گیا تھا کہ آپکے محل میں پوشیدہ رہکر جوزفین کو موت سے اور آپکو اسکے قتل کے جرم میں پھنسنے سے بچادوں۔ اور شکر ہے کہ میں کامیاب ہوا۔

نعمت ہانم۔ (شرمندہ ہوکر) احمد بک! میں نہیں سمجھتی کہ کن الفاظ میں تمہارا شکریہ ادا کروں اور اپنی بدسلوکی سے نفرت۔ کیونکہ مینے اس رات کو تمہاری بڑی سخت توہین کی تھی۔

احمد بک۔ مگر میری مخدومہ! میں تو شکریہ اور معذرت کسی بات کا آپسے طالب نہیں آپنے جو کچھ اسوقت کیا وہ لاعلمی کیحالت میں کیا۔ آپ کو کیا خبر تھی۔ کہ میں کسلئے آپکی نعمت کو قبول کرنیسے منکر ہوتا ہوں۔ درحقیقت میرا وہی خط جو امیر عاصم کے پاس تھا شمشیر برہنہ کیطرح میرے سر پہ کچے دھاگے میں آویزاں تھا۔ اور مجھے آپکے الطاف سے محروم بنا رہا تھا۔

نعمت ہانم۔ (خجالت اور کسیقدر جوش سے) میں اب سب کچھ سمجھ گئی۔ مجھے معلوم ہوگیا میں تم سے معافی مانگتی ہوں۔ آہ مینے تم پر ظلم کیا۔ اور تمسے وہ سلوک کیا جسکے تم اہل نہ تھے۔ احمد بک مجھے معاف کردو

جوزفین۔ (بات کاٹکر) اور اب مجھے بھی اس بات کا سبب معلوم ہوگیا۔ کہ کیوں اُسوقت احمد بک نے اپنی نسبت مجھکو کوئی پتہ نشان نہیں دیا تھا۔ اور نہ یہ بتایا تھا۔ کہ کس وجہ سے وہ مجھے بچانے میں کوشاں ہے۔ اور نہ یہ ظاہر کیا۔ کہ میں کسلئے قید کیگئی۔ اور کن لوگوں نے مجھے قید کیا ہے اُف! سچ ہے کہ ہمیں چاروں طرف سے شیطانی پھندے گھیرے تھے۔ اور جنہیں مجھے راز احاطہ کئے ہوئے

اور امیر نعیم کی یہ حالت تھی۔ کہ اسکے ہوش گم تھے۔ وہ حیرت سے نقش بدیوار بنا تھا۔ اور بار بار احمد بک سے تقاضا کرتا کہ اپنی بات ختم کرے۔

احمد۔ (سلسلہ کلام میں) مگر الحمد للہ! امیر عاصم اور سنتورلی کے شیطانی مکر کا تیر خطا گیا۔ اور شہزادی نعمت ہانم صاف بچ رہی۔ جوزفین کا بھی بال بیکا ہوا۔ پولیس نے شہزادی کے محل کی تلاشی لی۔ کہ وہاں جوزفین کی (خدانخواستہ) لاش ہے۔ اور وہاں کچھ نہ ملا۔ تب خبیث و شریر غداروں کی اور روسیاہی ہوگئی۔ کیونکہ انہیں کیطرف سے پولیس کو ایسی خبر دیگئی تھی۔

نعمت ہانم۔ (بات کاٹکر افسوس سے) ہائے احمد بک! مجھے کمال افسوس ہے کہ میں نے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس خجلی اور غلط مخبری کا الزام تم پر رکھا تھا۔

احمد بک - جناب عالیہ! آپ کو علم تو تھا ہی نہیں۔ اس لئے آپ معذور ہیں۔ اور میں آپ کو قابل مواخذہ نہیں خیال کرتا۔ اور پھر اپنے کلام کے سلسلہ پر آکر۔

عاصم وسنتورلی کی یہ کوشش یوں رائیگان گئی۔ تو انہیں سخت حیرت ہوئی۔ کہ آخر جوزفین کہاں گئی؟ انکو غالب گمان یہ ہوا۔ کہ سنتورلی نے زہر کی پچکاری اچھی طرح نہیں لگائی۔ اور اس سبب سے جوزفین زندہ بچ رہی۔ اور شہزادی نعمت ہانم نے اس کو زندہ وسلامت اپنے محل میں پاکر اسے یورپ روانہ کر دیا۔ کیونکہ کنیسہ کے لوگ اس سے بیزار تھے۔ یا جوزفین خود امیر نعیم کی تلاش میں یورپ چلی گئی۔ تب انہوں نے یہ سوچا کہ جوزفین ضرور یورپ میں امیر نعیم کو ڈھونڈ کر اس سے ملیگی۔ اور جب انکی آپسمیں بات چیت ہوئی تو سارے راز کھل جائینگے۔ چنانچہ اب وہ ایک اور چال چلے جو یہ تھی کہ سنتورلی کی ایک بدچلن عورت سے آشنائی تھی۔ اس عورت کا نام جان سیرام ہے سنتورلی نے اس کو میری گیوٹی کے نام سے پیرس کو روانہ کیا۔ اور ہدایت کردی کہ وہاں جوزفین کی تلاش کرکے اس کے اور امیر نعیم کے مابین میل نہ ہونے دے۔ بلکہ اور نا اتفاقی ڈالوا کر امیر کو اپنی طرف مائل کرنے کی سعی کرے۔ تاکہ اگر امیر کی بیوی بننے میں کامیاب ہو۔ تو اس سے روپیہ تو خوب بٹیگا۔

نعیم وجوزفین۔ (دونوں یکزبان ہوکر) اُف! اُف!! خدا ہی نے بچایا اس خبیثہ سے (پھر امیر نعیم تنہا) لیکن شکر ہے کہ وہ مجھ سے کوئی قیمتی چیز نہیں لے سکی۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ اسوقت جوزفین کو میرے دل سے علیحدہ کرنے میں کامیاب ہوگئی تھی۔ (اور جوزفین کے سامنے عاجزانہ ایستادہ ہوکر) جوزفین رحم وکرم سے کام لو۔ اور مجھے معاف کرو۔ آہ تم نے میری وجہ سے کیسی تکلیف برداشت کی۔ تم پاکدامنی کی مکمل تصویر ہو۔ للہ مجھے معاف کرو۔

جوزفین دلی تاثر کے جوش سے بجز اسکے کہ ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے امیر کیطرف ٹکٹکی باندھے چُپ رہجاوے۔ کوئی لفظ زبان پر نہ لاسکی۔ اسکی آواز بالکل بند ہوگئی تھی۔ اور جوش تاثر سے گلے میں پھندا سا پڑ رہا تھا۔ اور احمد بک نے اپنے کلام کا سلسلہ پھر شروع کر دیا۔

مگر بدقسمتی سے جان سیرام یا یوں کہئے کہ میری گیوٹی جیسا کہ اب اس کا یہ نام ہے۔ اپنے کام کے پہلے حصہ میں تو کامیاب ہوئی یعنی جوزفین ہانم کو امیر کے دل سے دور کرسکی۔ لیکن اسکی دوسری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri